

اللہ

جہو سے پاک ہے

علاست مولانا شاہ محمد احمد رضا خان قاسم بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



مَوْلَايَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
 عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
 مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْكَوْنَيْنِ وَالْقَلَيْنِ
 وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ

صَلَّى اللَّهُ عَلَى عَرَبٍ وَعَلَى عَجَمٍ

اللَّهُ
 جُھوٹے سے پاک ہے

آز
 امام اہلسنت محمد رسول اللہ
 مولانا الشاہ محمد احمد رضا خاں فاضل بڑیلوی

مقدمہ
 شرف اہل سنت
 علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری

نوری گنج خانہ لاہور

بہیمان نظر
الحاج سید محمد حسن شاہ گیلانی
قاری نوری

بہیمان کرم
الحاج سید محمد حسن شاہ گیلانی
قاری نوری

اہتمام اشاعت

چیز زارہ سید محمد عثمان نوری

۲۰۰۰ء

پہلے
اللہ عزوجل سے پاک ہے

مستند
املی حضرت محمد شہید علیہ السلام

تجلیت
شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ

طالع
پرست یا مہر نواز لاہور

ہفت
نوری کتب خانہ لاہور

قیمت
72/- روپیہ

تقسیم کار

نورانی کتب خانہ الفضل سٹریٹ لاہور
نورانی کتب خانہ دربارہ کیت جی ٹی روڈ لاہور
ضیاء القرآن پبلی کیشنز سٹیٹ روڈ لاہور
مکتبہ رحمانیہ اتر اسٹریٹ روڈ لاہور
لوہارہ قیصر طب غازی سٹریٹ روڈ لاہور

شیخ الحدیث علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری

ضرورہ گذارش

اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ادارہ ضلع لاہور لاہور نے حتی الامکان آپ کی خدمت میں جو کتب پیش کیں ان میں جدید طرز طباعت اور معیار کو برقرار رکھنے کی کوشش کی۔ اس میں ہم کس حد تک کامیاب رہے آپ ہمیں اس سے آگاہ فرمائیں۔

ہر کتاب کی پروف ریڈنگ بارہا کئی علمائے دین سے کروائی گئی ہے مگر اس کے باوجود اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو ہمیں نشاندہی کر کے ممنون فرمائیے تاکہ اسے آئندہ ایڈیشن میں درست کیا جاسکے

غیر اندیشہ

پیرزادہ سید محمد عثمان قادری

پیش لفظ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

تقدیس الوہیت..... اور امام احمد رضا ریلوئی

امام احمد رضا ریلوئی قدس سرہ اعزیز چودھریں صدی ہجری کے دو بکٹائے روزگار عالم دین ہیں کہ تبحر علمی، وسعت علوم، قوت استدلال اور کثرت تصانیف میں ان کے معاصرین سے لے کر آج تک دنیا بھر میں کوئی ان کا مد مقابل دکھائی نہیں دیتا، پچاس سے زیادہ علوم و فنون میں ان کی تصانیف ہمارے دعوے پر شاہد عادل ہیں، جس موضوع پر قلم اٹھایا اس پر دلائل کے انبار لگا دیئے، ان کی کسی بھی تصنیف کا مطالعہ کر لیجئے یاں محسوس ہوگا کہ عرصہ کی تحقیق اور مطالعہ کے بعد یہ تصنیف تیار ہوئی ہوگی، حالانکہ وہ جس موضوع پر لکھتے تھے قلم برداشت لکھتے چلے جاتے تھے۔

امام احمد رضا ریلوئی نے جو کچھ لکھا اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب اکرم ﷺ کی رضا و خوشنودی کے پیش نظر لکھا، نام و نمود سے قطعاً غرض نہ رکھی، یہی وجہ ہے کہ ان کی تصانیف مکمل طور پر آج تک شائع نہیں ہو سکیں، ورنہ وہ چاہتے تو اپنے صاحب ثروت عقیدہ مندوں سے ادوائے گراپنی زندگی میں ہی اپنی تصانیف شائع کروا دیتے، ایک دفعہ کسی امیر کبیر عقیدت مند نے آپ کی دعوت کی بنیے آپ نے قبول کر لیا، ایک صاحب نے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہہ دیا کہ اب تو قادیانیوں کی اشاعت کا انتظام ہو جائے گا، یہ بات آپ کے گوش گزار کی گئی تو آپ نے دعوت ہی منسوخ کر دی، لیکن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اخلاص شائع

نہیں جاتا، اخلاص ہی کی برکت ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ امام احمد رضا رضایلی کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے اور محققین ان کی نگارشات اور ان کے کارناموں کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ دنیا کی مختلف نیوز سٹیوں میں ان پر تحقیقی کام کیا جا رہا ہے۔ **فضل اللہ یوحیہ من بشاء یہ اللہ کا فضل ہے، وہ جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔**

آج جب کہ محسوس کیا جا رہا ہے کہ امام احمد رضا رضایلی پر بہت کام ہو چکا ہے، حقیقت یہ ہے کہ ابھی ان کی تحقیقات کے بہت سے پہلوؤں پر کام کا آغاز بھی نہیں ہوا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ قدیم اور جدید علوم کے بہرین کا ایک درویش بن لیا جائے جو آپ کی تمام تصانیف کا جائزہ لے اور ان پر تحقیق کرے، اور اس تحقیق کو اردو، عربی اور انگریزی میں شائع کیا جائے، تب صحیح طور پر علمی دنیا کو امام احمد رضا رضایلی کے علمی مقام سے روشناس کرایا جاسکے گا۔

امام احمد رضا رضایلی نے تمام مہر فتنہ حنفی کے مطابق فتویٰ دیا ان کی بار تحقیقات فتویٰ رضویہ کی بارہ جلدوں میں دیکھی جاسکتی ہیں طووش کی بات ہے کہ رضا فاؤنڈیشن اور ان کی طرف سے فتویٰ رضویہ کے شایان شان طباعت کی جا رہی ہے، جس میں عربی عبارات کے ترجمہ، حوالہ جات کی نشاندہی، پیرامی، فنی کتب، عمدہ کاغذ، طباعت اور جلد بندی کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ ان کا عظیم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے لاکھوں مسلمانوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب، سید العالمین علیہ السلام کی محبت کی شمعیں فروزاں کیں اور ماموس رسالت کی حفاظت کے لیے مردانہ وار علمی اور قلمی جہاد کیا یہ وہ کارنامے ہیں جنہیں ان کے مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں، اور ان موضوعات پر کافی تحقیق بھی کی جانی چاہی ہے۔

امام احمد رضا رضایلی نے اللہ تعالیٰ کی تقدیریں و تنجید کے بارے میں بھی کچھ کم کام نہیں کیا، اس موضوع پر ہمارے پیش نظر آپ کی تصنیف "سبحان المسبوت" ہے۔

حضرات گرامی اکملہ طیبہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کائنات کی وہ عظیم اور بے نش بھانکت ہے جس کو تصدیق و ایمان اور تسلیم و رضا سے قبول کر کے پڑھتے ہی کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا مستحق، ابدی نعمتوں کا حق دار قرار پاتا ہے، لیکن مسلمان کی زندگی کا یہ سلامر حلہ ہے۔

دوسرا امر حلہ جو تمام زندگی پر حاوی ہونا چاہیے یہ ہے کہ ایک مسلمان کی سب سے

زیادہ محبت و عقیدت اور وابستگی اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب پاک ﷺ سے ہو، مثلاً یہ ہے کہ انسان کو جس کسی سے والدانہ محبت ہو اس کے حق میں معمولی سی توہین و ستمیض برداشت نہیں کر سکتا، تو جس ذات اقدس پر ایمان لایا ہے اور جس کے ساتھ سب سے زیادہ محبت کی ہے اس کے بارے میں ذرا سی گستاخی، معمولی سی توہین کیسے برداشت کر سکتا ہے؟ اگر برداشت کر سکتا ہے تو وہ دعوائے محبت و ایمان میں مجھوتا ہے، محبت کا تو دنیاوی نکاح ضابطہ ہے کہ آدمی اپنی جان کی بازی نگاہے مگر محبوب حقیقی کی آن پر عرف نہ آنے دے۔

دوسرا مومن کی زندگی کا تیسرا امر حلہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب کرم ﷺ کے احکام اور فرامین پر دل و جان سے عمل پیرا ہو اور اسے اپنی سعادت جانے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما یہ رہائی چھڑا کرتی تھیں:

نعمی الالہ والنت نظیر حیہ

هذا العمري في الفعل بدیع

لو كان حيك صالفا لاطعته

ان المحب لمن يحب مطيع

اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے باوجود اس کی محبت کا دعویٰ کرتا ہے۔

زندگی دینے والے کی قسم ایہ طرز عمل تو نہایت عجیب ہے۔

اگر میری محبت ہو تو تو سب کریم کی اطاعت کر جا۔

تو محبوب کافر مایہ دار ہوتا ہے۔

آئیے اس مسلمہ حقیقت کی روشنی میں اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں رضوی قدس سرہ العزیز کی حیات مبارکہ کا جائزہ لیں۔

امام احمد رضا رضایلی ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ ۱۸۵۶ء کو مدلی شریف میں پیدا ہوئے، آپ نے اپنی ولادت باسعادت کی تاریخ اس آیت کریمہ سے استخراج فرمائی۔

اولئك كتب لهم الايمان وايدهم بروح منه

یہ وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرما دیا ہے اور

اپنی طرف سے روح القدس کے ذریعہ سے ان کی مدد فرمائی۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

حمد اللہ تعالیٰ بچپن سے مجھے نفرت ہے اعداء اللہ سے اور میرے

بچوں اور بچوں کے بچوں کو بھی بفضل اللہ تعالیٰ عداوت اعداء اللہ
کھنی میں پادری لگی ہے۔ اور بفضلہ تعالیٰ یہ وعدہ بھی پورا ہوا۔

اولئك كتب في قلوبهم الايمان

حمد اللہ تعالیٰ اگر میرے قلب کے دو ٹکڑے کے چائیں تو خدا کی قسم
ایک پر لکھا ہو گا لا الہ الا اللہ۔ دوسرے پر لکھا ہو گا محمد رسول اللہ
(جس جلالہ وسلم اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اور حمد اللہ ہر جگہ سب پر ہے
پائی۔ (۱)

یہ نعت عظمیٰ اور یہ سعادت کہہ ہی اللہ تعالیٰ کے حبیب، سید الانبیاء ﷺ کے
درجے سے میسر ہوئی۔

اے رضا یہ فیض ہے احمد پاک کا

ورنہ ہم کیا جانتے خدا کون ہے؟

ظاہر ہے کہ جس کے دل پر ایمان نقش ہو چکا ہو وہ عشرت الہی جل مجدہ اور
ناموس مصطفیٰ ﷺ کی پاسبانی کے لئے شمشیر بے نیام ہو گا اور معمولی سی گستاخی برداشت
کرنے کا دروازہ نہیں ہو گا۔ یہی امام احمد رضا یلوی کی کتاب زندگی کا طرہ امتیاز ہے۔

عملی طور پر دیکھئے تو امام احمد رضا یلوی کی زندگی۔ اللہ تعالیٰ کے احکام اور نبی اکرم
سردارِ دو عالم ﷺ کی تعلیمات اور سنتوں کی آئینہ دار ہے۔

امام احمد رضا یلوی نے اللہ تعالیٰ کی تقدیس و تمجید شے بارے میں کیا علمی اور قلمی
کام کیا ہے؟ اس کی جھلک آپ آگے کتاب کے مطالعہ سے پائیں گے۔

قدیم فلسفہ، لسانی زبان سے عروجی میں منتقل ہوا تو علماء اسلام نے اس کے
غیر اسلامی افکار و نظریات کا رد کیا، امام جت الاسلام غزالی رحمہ اللہ تعالیٰ نے توافقت الفلاسفہ
میں ایسے دس مسائل منتخب کر کے ان پر تنقید کی، بعد میں امام فخر الدین رازی اور دیگر علماء
اسلام نے قدسہ کی خرافات کو بدھف تنقید پایا، دینی مدارس کے نصاب میں فلسفے کی کتابیں
داخل کرنے کا مقصد ایک تو ان کی اصلاحات سے واقفیت تھی، دوسرا مقصد یہ تھا کہ ان کے
مخالف اسلام افکار و نظریات کا محض کر دیا جائے۔

تاہم داخل نصاب کتب کے مطالعہ سے یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان سے
دوسرا مقصد کما حقہ حاصل نہیں ہوتا۔ امام احمد رضا یلوی نے ۱۳۲۸ھ میں اکلمہ

المصلیۃ لکھ کر اس ضروریات کو پورا کر دیا، اس میں انہوں نے فلاسفہ کی اکتیس مسائل منتخب
کئے جنہیں لودان کے مسئلہ و مسائل سے رد کیا۔ مقالہ اول میں فرماتے ہیں۔

اللہ عزوجل فاعل مختار ہے اس کا فعل نہ کسی مرتبہ کا دست نگر، نہ کسی
استعداد کا پائندہ، یہ مقدمہ نظر ایمانی میں تو آپ ہی ضروری وہ یہی

یفعّل اللہ ما یشاء، ○ فعال لما یريد ○ لہ الحیرة ○

ہیں عقل انسانی میں بھی آدمی اپنے ارادے کو دیکھ رہا ہے کہ وہ
متداول میں ہے کسی مرتبہ کے آپ ہی تخصیص کر لیتا ہے، وہ جام
یکساں ایک صورت، ایک لطافت کے، دونوں میں ایک سا پانی بھرا
ہو، اس سے ایک قرب پر رکھے ہوں، یہ پینا چاہے، ان میں سے جسے

چاہے اٹھائے۔ پھر اس فعال لما یريد کے ارادہ کا کتنا؟ (۲)

اس گفتگو کا بدھف فلاسفہ کا یہ قول ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل ہے اور فاعل کی نسبت
سب چیزوں کی طرف برابر ہے، لہذا اور ہر چیزوں میں سے کسی ایک کو اپنی طرف سے ترجیح
نہیں دے سکتا، اور نہ ترجیح بلا مرجع لازم آئے گی جو محال ہے، اس باطل نظر سے پر امام احمد
رضا یلوی نے منقول اور محل انداز میں بھرپور تنقید کی ہے، جو اہل علم کے چرچے کے
لائق ہے۔

دوسرے مقام میں فلاسفہ کے اس نظریے پر بحث کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف
عقل اول کو پیدا کیا، باقی تمام جہان عقل کا پیدا کر دیا ہے۔ امام احمد رضا یلوی نے اسلامی
عقیدہ دیں بیان کیا ہے۔

عالم میں کوئی نہ فاعل موجب نہ فاعل مختار۔ فاعل مطلق و فاعل

مختار ایک اللہ واحد قہار۔ یہ مسئلہ بھی نگاہ ایمان میں بدیہات سے

ہے اور عقل سلیم خود حاکم کہ ممکن، آپ اپنے وجود میں محتاج ہے

دوسرے پر کیا قافہ وجود کرے، وہ حرف اس پر لکھ دیں کہ راہ ایمان

سے یہ کاشی بھی باذن عزوجل صاف ہو جائے۔ (۳)

اس کے بعد اس عقیدہ باطلہ کو بارہ وجہ سے رد کیا، حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے
امام احمد رضا یلوی کو وہ دانش ایمانی و نورانی عطا فرمائی تھی جس کے سامنے کوئی باطل نظر یہ
نہیں ٹھہر سکتا تھا۔ ہندو متان کے معروف محقق اور قلم کار جناب شبیر احمد خاں غوری نے جہا

طور پر اس کتاب کو محمد حاضر کا "تہافت الفلاسفہ" قرار دیا ہے۔

امام احمد رضا یلوی نے فلسفہ قدیمہ کے رد میں الکلمہ، المعلمۃ اور فلسفہ جدیدہ (سائنس) کے رد میں فوز ہمیں لکھی، ان دونوں کتابوں کے بارے میں فرماتے ہیں۔
مسلمان طلباء پر دونوں کتابوں کا غور بالاحتیاج مطالعہ اہم ضروریات سے ہے کہ دونوں فلسفہ مزخرف کی شاعتوں، جمالتوں، سفاقتوں، مبالغوں پر مغل رہیں اور یوں تعالیٰ عقائد کو حقہ اسلامیہ سے ان کے قدم متزلزل نہ ہوں۔ (۴)

چند خوانی صحت یاباں حکمت الہیانیہ راہم بہخوان

مسئلہ امکان کذب

اللہ تعالیٰ جل مجدہ واجب الوجود ہے، اس کی صفات اس کی ذات کریم کے لئے اس طرح ثابت ہیں کہ جدا نہیں ہو سکتیں، اللہ تعالیٰ کا کام یقیناً صادق ہے، تو جس طرح صفت کام اس سے جدا نہیں ہو سکتی اس طرح سچائی اس کے کام سے جدا نہیں ہو سکتی۔ لازمی بات ہے کہ اس کے کلام کے مجموعہ ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، سلف سے لے کر خلف تک اہل اسلام کا یہی عقیدہ رہا ہے، لیکن ہندوستان میں فرنگی اقتدار کے دور میں جہاں دیگر اعتقادی فتنوں نے سراٹھایا، وہاں یہ فتنہ بھی اٹھا کہ منوالہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے، اگرچہ بولتا نہیں، ظاہر ہے کہ یہ عقیدہ تقدیس الوہیت کے سراسر منافی تھا، امام احمد رضا یلوی اسے کسی طرح برداشت کر لیتے؟ چنانچہ اس عقیدہ باطلہ کے خلاف انہوں نے زبردست علمی اور قلمی جہاد کیا۔

امام احمد رضا یلوی نے اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت، رفعت شان اور قدوسیّت کے بیان کے لئے چھ رسائل تحریر کئے۔

- ۱۔ صبح السبوح عن عیب کذب مقبوح: جھوٹ ایسے قبیح عیب سے سبوح و قدوس کی ذات پاک ہے۔
- ۲۔ مرق تلخیص ادعائے تقدس: دعوائے تقدس کے فریب کا پردہ چاک۔
- ۳۔ الہیۃ الجباریہ علی جہالة الاخباریہ: اخباری جماعت پر رب جبار کی ہیبت۔ اخبار نظام الملک کے ضمیر کا رد۔

- ۴۔ پہچان جاں گزیر مذہبان سے نیاز: بے نیازی ہستی کی تکذیب کرنے والوں پر ہلاکت آفرین تیر۔
- ۵۔ دلائل باغ کھن السبوح: سبک السبوح کے باغ کا دامن (ضمیمہ)
- ۶۔ القمع المبین لامال المکذبین تکذیب کرنے والوں کی امیدوں کی واضح پامالی۔

۱۳۰۷ھ میں میرٹھ سے مولفہ صادق علی مداح نے امام احمد رضا یلوی کی خدمت میں استفتاء کیا کہ آج کل گنگوہ اور دہلوی کے علماء مسئلہ امکان کذب باری تعالیٰ کا تحریری اور تقریری طور پر اعلان کر رہے ہیں، دہلوی کاظم مولوی طلیس احمد انجمی کے نام سے بھیجی ہے، جس کی تصدیق داتا گنج بخش مولوی رشید احمد گنگوہی نے بول سے آخر تک بغور پڑھ کر کی ہے، اس میں لکھا ہے:

امکان کذب کا مسئلہ قراب جدید کسی نے نہیں نکالا، بعد قدام میں اختلاف ہوا ہے کہ خلف و عید جائز ہے یا نہیں؟ سوال یہ ہے کہ یہ عقیدہ کیسا ہے؟ اور اس کے قائل کے پیچھے نماز و رست ہے یا نہیں؟

امام احمد رضا یلوی نے اس استفتاء کا جواب بلاے سائز کے ایک سو چھ صفحات کے رسائل کی صورت میں دیا، اور اس کا تاریخی نام رکھا۔

صبح السبوح عن عیب کذب مقبوح (۱۳۰۷ھ) ذات سبوح جھوٹ ایسے قبیح عیب سے پاک ہے۔
یہ رسالہ مبارک ایک مقدمہ، چار تزییروں اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔
مقدمہ: اللہ تعالیٰ کی صفات کے بارے میں اسلامی عقیدہ۔
تزییر اول: جلیل القدر علماء اسلام کی حمیت مبادات نقل کیس جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جھوٹ کے محال ہونے پر قیام اہل سنت، اشاعرہ اور ماترید یہ ہی نہیں بلکہ معتزلہ کا بھی اجماع ہے۔

تزییر دوم: کذب باری تعالیٰ کے محال صریح ہونے پر حمیت و یللیں، جن سے پانچ آئمہ کرام اور علمائے عظام نے بیان کیس اور کجیس۔ یللیں امام احمد رضا یلوی نے پیش کیس۔
تزییر سوم: مولوی اسماعیل دہلوی کے رسالہ ایک روزی پر چالیس تازیانے، کیونکہ

اللہ تعالیٰ کے جھوٹ کے ممکن ہونے کا شوشہ اسی نے چھوڑا تھا۔

تو یہ چہارم ہزارین قاطعہ میں کہا گیا کہ امکان کذب، خلف وعید کی فرع ہے، اس کے زور پر دس قاہر و بلیں، ضنائیان کئے گئے و لاکھ بھی شہرے جائیں تو انیس و لاکھ قاہر۔

خاتمہ نامکان کذب کے قائلین کا حکم اور وہ یہ کہ ان کی صحبت کو الگ سمجھیں ان کے چچے قہار برگزینہ پڑھیں، اگر ہواشت پڑھ لی تو دوبارہ پڑھیں، علمائے دین کی ایک جماعت کے مطابق ان پر متعدد وجوہ سے کفر لازم، مگر ہم غلط علماء کی روش پر چلتے ہوئے انہیں کافر نہیں کہتے۔ (۵)

اس موضوع پر امام احمد رضا دہلوی کی جملہ تصنیفات کا مطالعہ کر لیجئے، ہر جگہ یقین راسخ کا جلوہ دکھائی دے گا، اور ایمانی انوار پھوٹتے ہوئے نظر آئیں گے۔ ایک عام فہم دلیل آپ بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔

”کتاب حدیث و سیر کا مطالعہ کیجئے۔ بہت خوش نصیب، ذی عقل، لیب، صرف جمال جہاں آرائے حضور، پر نور، سید عام سرور اکرم مولائے اعظم ﷺ اکیہ کر ایمان لائے۔ کہ لبس هذا وجه الکذابین یہ منہ جھوٹ لائے گا نہیں۔ اسے شخص یہ اس کے حبیب کا پیارا منہ تھا، جس پر خوبی بیمار و عالم ٹار ﷺ اور پاک و قدوسی ہے اس کے اچہ کریم کے لئے۔ واللہ! اگر آج حجاب اٹھا دیں تو ابھی کہتا ہے کہ اس اچہ کریم پر امکان کذب کی حسرت کس قدر جھوٹی تھی؟ مخالف اسے دلیل خطابی کئے، کہے، مگر میں اسے حجت ایتالی کا لقب دیتا اور مسلمان کی ہدایت ایمانی سے انصاف لیتا اور اپنے رب کے پاس اس دن کے لئے وصیت رکھتا ہوں یوم یففع الصدقین صدقہم۔ یوم لا یففع مال و لا بنون الا من صی اللہ بقلب سلیم (۶) جس دن بچوں کو ان کا بیج نفع دے گا۔ جس دن مال کام آئے گا نہ بیج، سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قلب تسلیم کر حاضر ہوا۔

امام احمد رضا دہلوی دلائل دینے پر آتے ہیں تو یوں معلوم ہوتا ہے کہ دلائل و

ہزارین کا نکل روال جاری ہے، تنقید کرتے ہیں تو مقابلہ ہے بس، اچار اور دم بخود کھڑا نعرہ آتا ہے، تازیانے برساتے ہیں تو جیل کی چلیاں چمکتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں، کہیں نامحسوس اور مشتقانہ انداز اختیار کرتے ہیں تو حریف پر نیایں کا سماں باندھ دیتے ہیں، غرض یہ کہ وہ ہر انداز اور ہر حربہ اختیار کرتے ہیں تاکہ مخالفین میرے رب قدوس پر امکان کذب کا دھبہ لگانے سے باز آجائیں۔

نصیحت کا اندازہ ملاحظہ ہو جس میں ادبی چاشنی بھی ہے اور اخلاص کی طہارت بھی، فرماتے ہیں:

ہاں اسے وہ سوراخ اوجو سر کے دونوں طرف گوہر سماعت کے کان سے ہو۔۔۔ جن پر ہوا کی موسیقی نسیان، سخن سے بارور ہو کر مہین مہین پھولوں سے آوازوں کا جھلکا برساتی۔ اور ان قدر ترقی سبیل میں ان ننھی ننھی ہندوؤں سے سننے کے موٹی ماتی ہیں۔ کیا تم میں کوئی الفی السمع و هو شہید و کان لگائے اور حاضر دل والا نہ؟ کے قابل نہیں؟

ہاں اسے گوشت کے وہ صنوبری ٹکڑا اچھیننے کے بائیں پہلوؤں میں ملک بدن کے تخت نشین ہو۔۔۔ جن کی سرکار میں آنکھوں کے عرش بیگمی، کانوں کے جاسوس ہر وہی اخبار کے پرستے ستاتے۔ اور خود کے وزیر، قسم کے مشیر اپنی روش تدبیر سے ظہور نسق کے بیڑے اٹھاتے ہیں۔ کیا تم میں کوئی یستمعون القول فیتبعون احسنہ (جوابات کو سنتے ہیں اور بہتر بین بات کی پیروی کرتے ہیں) کا قائل نہیں؟

جان دو اور یقین جان، تعصب باطل و اصرار حاصل کا وہاں شدید ہے۔۔۔ آج نہ کھانے تو کھ کیا عید ہے؟ (۷)

اختلاف کا پس منظر اور پیش منظر

مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے تقویۃ الایمان میں لکھ دیا کہ: اس شہنشاہ کی توبہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی ولی و جن و فرشتے جبرئیل اور

محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارہ چہرہ اگر ڈالے۔

اس پر اہل حریت علامہ فضل حق خیر آبادی نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام صفات کاملہ میں مثل اور نظیر محال ہے۔

امام احمد رضا دہلوی اس میں مظهر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

آپ کو یاد ہو کہ اصل بات کا ہے پر چھتری تھی جو کہ یہ تھا کہ حضور پر نور سید المرسلین، خاتم النبیین، اکرم الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مثل و ہمسرہ حضور کی جملہ صفات کمالیہ میں شریک نہ ہو بلکہ محال ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے، اور ختم نبوت ناقابلِ شرکت تو امکانِ مثل، مستحکم کذب الہی اور کذب الہی محال عقلی۔

منزه عن شریک فی محاسبہ

لہجو هو الحسن لہ غیر منقسم

اس پر اس مافیہ نے جواب دیا کہ کذب الہی محال نہیں، ممکن ہے کہ

خدا کی بات جھوٹی ہو جائے۔ (۸)

شہید جزیرہ اندریان، علامہ فضل حق خیر آبادی نے تقویۃ الایمان کی مسئلہ شفاعت اور امکانِ نظیر سے متعلق عبارت کے رد میں پہلے تین چار صفحات لکھے، مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے یکروز میں اس کا جواب دینے کی کوشش کی تو تحقیق الفتویٰ لکھی، اس کے جواب میں مولوی حیدر علی ٹوٹی نے کچھ لکھا تو علامہ نے عظیم الشان کتاب اشراج المظہر لکھی، اس کتاب کی عظمت و جلالت اور دلائل کی قوت و فروانی کا یہ عالم ہے کہ آج تک کسی بڑے سے بڑے عالم کو اس کا جواب دینے جرات نہ ہو سکی۔

کچھ ایسا ہی حال امام احمد رضا دہلوی کی تصنیف جلیل سجن السہوچ اور دیگر رسائل مبارکہ کا ہے کہ آج تک کسی کو ان کا جواب دینے کی ہمت نہ ہو سکی، کہنے دیجئے کہ ان دونوں باخبر روزگار ہستیوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے کا انسانی طاقت و ہمت کے مطابق حق تو اگر دیا۔

امام احمد رضا دہلوی نے پہلے فرمایا تھا اور صحیح فرمایا تھا:

اس مسئلہ میں فقیر کا ایک کافی و دانی رسالہ کسی بہ سجن

السہوچ عن عیب کذب مقبوح مدت ہوئی چھپ کر شائع ہو چکا اور

گنگوہیوں، دوحہدہیوں وغیرہم دہلیوں کسی سے اس کا جواب نہ ہو سکا،

ن انشاء اللہ العزیز قیامت تک ہو سکے حقت علیہم کلمۃ العذاب

بما کذبوا بوا ربہم وما کانوا یلحقون (۹)

لذہیانہ کے مولوی محمد بن عبد القادر نے ایک رسالہ تھکدیس الرحمن عن الکذب و الحصان لکھا اور اس میں امکانِ کذب کا دلائل سے سخت رد کیا، حالانکہ دوحہدہی کتب فکر سے تعلق رکھتے تھے۔

مولانا عبدالمستبیل رامپوری خلیفہ مجاز حضرت حاجی امداد اللہ مبارک نے الوار ساعدہ میں لکھا:

کوئی جناب باری عزاسرہ کو امکانِ کذب کا دھماکا گاتا ہے

اس کا جواب دیتے ہوئے دراجین کاظمہ میں کہا گیا کہ ہم نے یہ کوئی نیا مسئلہ تو نہیں نکالا، خلف و عید میں تو قدیم اختلاف چلا آرہا ہے، اس سے پہلے گزر چکا کہ اول تو محققین خلف و عید کے قائل ہی نہیں اور جو قائل ہیں وہ شد و مد سے امکانِ کذب کا انکار کرتے ہیں، پھر یہ جواب کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟۔ خلف و عید کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن گناہوں پر سزا سنائی ہے انہیں معاف فرمادے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے شمار مجرموں کو معاف فرمادے گا، اب اگر خلف و عید کا معنی جھوٹ ہے تو معاذ اللہ! ثم معاذ اللہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بالفعل جھوٹا ہو جائے گا، اور یہ یقینی بات ہے کہ کوئی مسلمان ایسا عقیدہ نہیں رکھ سکتا۔

بات یہیں ختم نہیں ہوتی، ایک شخص کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا جھوٹ واقع ہے، نعوذ باللہ من ہذہ العقیدۃ العبیۃ، اس کے بارے میں مولوی رشید احمد گنگوہی سے پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اس شخص کا کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے۔ اللہ اکبر الا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اس سے بڑھ کر کیا اند میر ہو گا اور کیا گمراہی ہو گی؟

مولانا ذریعہ احمد خاں لکھتے ہیں۔

رسالہ حیوانہ الناس مطبوع مطبع حلیۃ العلوم،

میرٹھ ۱۳۰۷ھ کے آخری ورق میں یہ فتویٰ مولوی رشید احمد گنگوہی

کا مطبوع ہو چکا ہے اور ان کے ہاتھ کا اصل فتویٰ لکھا ہوا لوگے سر کی

ہوئی بھی ہمارے پاس موجود ہے اس کی عبارت تھوڑی سی یہ ہے:

بعض علماء وقوع خلف وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے، کیونکہ کذب ہر لئے ہے خلاف واقع کو، سود گاہ وعید ہوتا ہے، گاہ دھوکہ، گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا جنس کو مستلزم ہے، اگر انسان ہو گا تو حیوان بالضرور ہو گا، لہذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے، اگرچہ ممکن کی فرد کے ہو، پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت تکذیب نہ کہنا چاہیے۔ (۱۰)

اللہ تعالیٰ کی شان کریمی دیکھئے کہ ایسے لوگوں پر آسمان نہیں ٹوٹ پڑا۔
یاد رہے کہ براہین قاطعہ دراصل مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے جو مولوی طفیل احمد ایشیوی کے نام سے شائع ہوئی۔
حکیم عہد الٰہی تصوفی، مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصانیف کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والبرہین القاطعة فی الرد علی الانوار الساطعة للمولوی
عبدالمسیح الرمافوری، طبع باسم الشیخ خلیل احمد
السہارنفوری (۱۱)

مولوی عبدالمسیح رامپوری کی تصنیف انوار ساطعہ کا رد
براہین قاطعہ، یہ کتاب (مولوی رشید احمد گنگوہی کی تصنیف ہے،
لیکن) مولوی طفیل احمد سہارنفوری کے نام سے چھپی۔

مولوی طفیل احمد ایشیوی جامع عباسیہ (اب جامعہ اسلامیہ) بہاولپور میں مدرس تھے، جو نئی براہین قاطعہ چھپی اس کی قائل اعتراض عبادت کی بناء پر علماء اہل سنت نے شدید رد عمل کا اظہار کیا، قصور کے نامور فاضل طفیل مولانا غلام وٹگیر قصوری نے ایشیوی صاحب کو مناظرے کا چیلنج دیا، ماہ شوال ۱۳۰۶ھ میں بہاولپور جا کر مناظرہ کیا اور مولوی طفیل احمد ایشیوی کو شکست فاش دی، مناظرے کے حکم نواب محمد صادق عباسی، والئی بہاولپور کے بیرومرشد حضرت خواجہ غلام فرید، چاچا اہل شریف تھے، انہوں نے فیصلہ دیا کہ دیوبندی علماء کے عقائد ان وہابی علماء سے ملتے ہیں جو برصغیر میں خلفشار کا باعث بنے ہوئے ہیں، اس فیصلے کے بعد نواب صاحب نے مولوی طفیل احمد کو ریاست سے نکل جانے کا

حکم دے دیا۔

اس مناظرہ کی روداد کو تقدیس الوکیل کے نام سے لوری کتب خانہ بالقابل ریلوے اسٹیشن لاہور پر دستیاب ہے۔ جس پر علماء شریفین کے علاوہ شیخ الدلائل مولانا عبدالحق صاحب کی اور حضرت حاجی امجد اللہ صاحب کی تصدیقات ثبت ہیں۔ (۱۲)

استاذ من مولانا احمد حسن کانپوری نے امکان کذب کے رد میں رسالہ مبارک تنزیہ الرحمن عن شائبۃ الکذب المصنوع لکھا، اس کے جواب میں مولوی محمود حسن دیوبندی نے عہد الملک دو جلدوں میں لکھی، جس میں انہوں نے نہ صرف جھوٹ کو اللہ تعالیٰ کے لئے ممکن قرار دیا، بلکہ تمام عیوب اور قباہت کو ممکن قرار دے دیا۔
چنانچہ لکھتے ہیں۔

الفعال قبیحہ کو مثل دیگر ممکنات، ذاتیہ، مقدور ہاری، جملہ اہل حق تسلیم فرماتے ہیں، کیونکہ خرائی ہے تو ان کے صدور میں ہے، نفس مقدوریت میں اصلاً کوئی خرائی نظر نہیں آتی۔ (۱۳)
ایسے ہی ایک قول پر امام احمد رضا ریلوی کی تیز تنقید ملاحظہ ہو :
کیسی صاف روشن تقریر ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب و آفات کا خدا میں آنا ممکن، وہ بہادر اکبریم گردش چشم میں تمام عقائد تنزیہ و تقدیس کی جزا کاٹ گیا، عاجز، چاہل، احمق، کامل، اندھا، بہرہ، ہنگام، گونگا، سب کچھ ہونا ممکن ٹھہرا، کھانا پینا، پاخانہ پھرنا، پیشاب کرنا، صابر پڑنا، چہ چننا، لو لگنا، سونا بکھڑا کرنا، مر کے پھر پیدا ہونا سب جائز ہو گیا۔

غرض اصول اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے ہاتھ میں یہی دلیل تھی کہ مولیٰ عزوجل پر نقص و عیب محال بالذات ہیں وہ سب باطل و بے دلیل ہو کر رہ گئے۔ (۱۴)

مولانا حکیم سید برکات احمد ٹوکی نے عربی میں الصمصام القاضی لو اس المفتوی علی اللہ الکذاب اور مولانا مفتی محمد عبداللہ ٹوکی نے عجالة الراکب فی امتناع کذب الواجب لکھ کر عقیدہ امکان کذب کا رد بھیج فرمایا۔
حقیقت یہ ہے کہ امام احمد رضا ریلوی نے چھ جیتی رسائل لکھ کر اللہ تعالیٰ جل شانہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

۱۔ تعلیم و ترویج کی فکر یہاں سے نہیں ہٹاؤں۔ رشید نے اس سے مراد یہ نہیں کہ تعلیم اور اصلاح اللہ رب العزت پر چھوڑ دیں۔ ان کے لئے خود سے کچھ کرنا ضروری ہے۔ شکر گاہ میں ہے استاد کی صحبت میں رہ کر کچھ بھی سیکھ لیں۔ ان میں کچھ جس کو کچھ سہی باقاعدہ ہو کر دینے کو چھوڑ دیتے۔ اسی کو ہی تعلیمی ماحول قرار دیا۔ اس سے کہہ سکتا ہوں کہ اس زمانہ کی سب سے بڑی کمی یہ تھی کہ اس میں کتاب گاہیں نہ تھیں۔ ماحول ماحول تھا۔ ماحول سے یہ ماحول نکلا۔ تعلیمی ماحول پر کبھی نہ۔ اس ماحول میں کبھی کہ ماحول سے سرفراز ہو کر بعض مہارت رکھ کر تفریح کوئی ہو گی کیا ضرور ہے کہ یہ ماحول احتیاج ہی نظر نہ کرے۔ جو اس پر نہیں دیکھا جائیگا کہ ماحول میں اس سے ہمہ تنک بہا دیکھ کر کھیلے۔ جسے اس میں سرسری نظر سے دیکھی ہو گی کہ کچھ نہیں میں سر پر ہو کر کھانا کھاؤں۔ نہ تفریق میں بھی لکھتے میں کہ اس میں کچھ ہے کہ یہ میں آئی باقاعدہ سکھتے کی تقریریں۔ خدا کی شان وہ حضرت امانت امانت بکار دے میں کہ کتاب کا کلام حرف جیسے متبادل، اور شاگرد میں رشید سے یہ ماحول کہ اس ماحول میں جیل احمد صاحب کے سر پر دھارنے میں دینی سبب گواہ حجت ان کے کچھ لکھنے لکھنے میں خاص کی آئی کہ حضرت یہ حد درجہ کہ ہے۔ جنگ امانت بھی اب مہارت میں استاد باسی۔ تب جو کئی کہ کتاب سرسری نظر سے دیکھ کر اس میں اس کے تمام ماحول میں دینی مکرر حلقہ انتہا بہ اس کا بھی کچھ جواب دے رہا۔ اسی طرح میں شاگرد کے سامنے ماحول صاحب کے مسائل تعلیم کا ذکر کرتا تھا کہ کچھ حلقہ لکھتے میں اور باوصف دعوے تعلیم مت دینا۔ اب آپ کی بھی صاحب ہیں مہارتے اثر دینے افقہ و محقق پر مہارت برائے میں اس کا بھی یہی جواب دینا کہ حضرت کو مہارت کتاب کی درست میں ہے دیکھے اور دیکھ دیا کرتے میں سکاں انہ صحت احتیاج و کمال ہے اعلیٰ اجرو کمال ہے لہذا کا کیا جواب ہے ولا اخرون ولا اخرون لا فاقہ العلیٰ العظیم اس میں میں سے تصدیق کج دوسری سے مراد اس میں کمالی اللہ رب العزت نے حلال تعلیم دیا ہے

محمد عبد الحکیم شرف قادری

حواشی و حوالہ جات

۱	ظفر الدین بھاری ملک حکماء	حیات علی حضرت (طبع راجی) ص ۱۸
۲	احمد رضا بیوی ایام	الکلمۃ العالیہ (طبع لاہور) ص ۸
۳	احمد رضا بیوی ایام	الکلمۃ العالیہ ص ۶۲
۴	احمد رضا بیوی ایام	مکرمۃ العالیہ ص ۶
۵	احمد رضا بیوی ایام	ص ۱۰۱ (۱۰۱ ص ۱۰۱) ص ۱۰۱
۶	احمد رضا بیوی ایام	ص ۱۰۱ (۱۰۱ ص ۱۰۱) ص ۱۰۱
۷	احمد رضا بیوی ایام	ص ۱۰۱ (۱۰۱ ص ۱۰۱) ص ۱۰۱
۸	احمد رضا بیوی ایام	ص ۱۰۱ (۱۰۱ ص ۱۰۱) ص ۱۰۱
۹	محمد علی عبدالقادر حوالہ	ص ۱۰۱ (۱۰۱ ص ۱۰۱) ص ۱۰۱
۱۰	محمد علی عبدالقادر حوالہ	ص ۱۰۱ (۱۰۱ ص ۱۰۱) ص ۱۰۱
۱۱	محمد علی عبدالقادر حوالہ	ص ۱۰۱ (۱۰۱ ص ۱۰۱) ص ۱۰۱
۱۲	محمد علی عبدالقادر حوالہ	ص ۱۰۱ (۱۰۱ ص ۱۰۱) ص ۱۰۱
۱۳	محمد علی عبدالقادر حوالہ	ص ۱۰۱ (۱۰۱ ص ۱۰۱) ص ۱۰۱
۱۴	محمد علی عبدالقادر حوالہ	ص ۱۰۱ (۱۰۱ ص ۱۰۱) ص ۱۰۱

تعلقت القدرة بايجادها في ازمستها المقدرة لها ولا كشف عنها العلم موجودة في تلك
 الامر فلا يتعلق بها السمع والبصر وكذلك المستحلات بخلاف العلم فانه يتعلق
 بالوجود والمعدوم ۳ قوی قدرت تبارک و تعالیٰ ہے وہو علیٰ کل شیء قدير وہ برہم
 پر قدرت والا ہے وہ موجود و معدوم سب کو شامل شرعاً و حوثاً و امکان کے وجہ و محال و محال
 لائق مقدوریت نہیں موانع میں ہے قدیم لا یستدانی القدرۃ شرح مقاصد میں ہے لا
 شیء من الوجود و محتمم معدور امام یا علی درویشی میں محتمم، مستحیلات، عقیدۃ لا یعلق
 القدرۃ بہا، کثیر مواثیہ ہے حرج و محرج و مستحیل فلا یستعان ای القدرة و
 الا ساداتہما، شرح فقہ اکبر میں ہے ما یمنع بعض مفہومہ حکم الصدق و دسب
 المحالین و اعدام الاعدیم کا بدلہ تحت القدرۃ القدرۃ ۴۷، علیہم جبر عز شانہ فرماتا ہے
 وہو کل شیء علیم وہ سر پر کر جانتا ہے، یہ کلیہ واجب و ممکن و قدیم و حدوث و موجود و
 معدوم و مفروض و مہموم غرض بر شے و مفہوم کو قطعاً محیط جس کے دائرے سے اصل کچھ خارج
 نہیں، یہ ان حوادث سے ہے جو عموم تغییہ ماس عام الا وند حصہ سے بعض سے محصور ہیں،
 شرح مواقف میں دریاغندہ نقی نعم المہمومات کالہا ممکنہ والو حیۃ والمہمومۃ ہو
 اعم من القدرۃ لانه لا یحد تحتہ بالمسکات دون الو حساب والمہمومۃ ب و کیجئے لفظ
 چاروں جگہ ایک ہے یعنی کل شیء مگر ہر صفت نے اپنے ہی دائرے کی چیزوں کو داخل فرمایا، جو اس کے
 قابل اور اس کے احاطہ میں داخل نہیں، تو جس طرح ذات و صفات کا دائرہ خلق میں نہ آتا،
 معدوم و لغو و فانیات میں نقصان رہا، نقصان جب تھا کہ کوئی مخلوق احاطہ سے باہر رہتا، معدوم
 کا دائرہ، بعد اس سے مجبوراً سب کا دائرہ احاطہ نصرا ہی میں، عیب تصور نہ ہوا، تو جب ہوتا کہ کوئی
 مہموم و لغو رہ جاتا، کسی طرح صفت قدرت کا کمال یہ ہے کہ جو شے ہی قدرت میں نہ ہے کے

سے یستعان فی دوتہ و ان یمتد بہ لفظ کما فی العلم و ممتد بہ و یس دیا و ان شملہ لفظ کما فی
 تحقیق دون انشی عندہ حق الوجود قال الدانی الاولیٰ کہ لا یسل بالحقنہ من قبل و لم
 یکن شئاً و یعم لواجب کلا تعانی دانی ای شئی اکثر تھا قل اللہ ما ہم ۱۲ سر میں اللہ تعالیٰ
 کہ یسیر لہ ان ممتد و یعم نفس الامکان اللذاتی ۱۷ من و حق اللہ تعالیٰ

قابل ہے، اس سب پر تو کوئی ممکن اعطاء قدرت سے جہاں رہے، نہ یہ کہ واجبات و محالات
 عقلیہ کو بھی شام ہو تو صانع قدرت کی صلاحیت نہیں رکھتے، سبحان اللہ محال کے معنی
 ای یہ ہیں کہ کسی طرح موجود نہ ہو سکے، اور معدوم وہ کہ قادر پاسبان تو موجود ہو جائے، پھر یہ دونوں
 کیوں کر جمع ہو سکتے ہیں، اور اس کے سبب یہ سمجھا کہ کوئی شے دائرہ قدرت سے خارج نہ گئی
 محض بات، کہ محالات معدوم و ذات سے مراد ہی نہیں رکھتے، حتیٰ کہ فرض و تصور عقلی میں بھی
 تو اصحاب کوئی شے تھی ہی جس سے قدرت شامل نہ ہوئی، یاں، اللہ علیٰ کل شیء قدير
 کے عموم سے رہ گئی یہاں سے قدر ہو گیا کہ سو یاں تازہ جو ی سب کذب و دیگر نقائص و غیرہ
 کی بحث میں سب ظہور نہ کراتے ہیں کہ شد کسب یا فلا عیب یا فنان بات پر اللہ عزوجل کو
 قادر نہ ہو، تو خداوند قادر، خداوند علیٰ کل شیء قدير کا انکار نہ ہو، یہ ان ہوشیاروں
 کی محض عیاری و سرور در ہے جسے محرم کو بھڑکانے کی تدبیر ہے، ایہا المستبدون قدرت الہی
 صفت کمال ہو کر ثابت ہوئی ہے، انہوں نے نہ صفت نقص و عیب، اور اگر محال پر قدرت
 مانے، تو بھی قدرت ہو جاتا ہے، وجہ نہیں، جب کسی محال پر قدرت مانی اور محال، محال سب
 ایک سے متحد ہوا ہے جہاں فعل پر جس محال کو مقدر نہ کیجئے، نہ ہی محرم و تصور کیجئے، تو واجب
 کہ سب محالات زیر قدرت ہوں، اور منجملہ محالات سلب قدرت اس میں بھی ہے، تو لازم کہ اتنے
 قاطع اپنی قدرت کھودینے اللہ اپنے آپ کو عاجز محض بنا لیتا ہی نادر ہو، چنانچہ قدرت مالا کہ
 اصل قدرت ہی اتنے سے گئی، تو منجملہ محالات عدم باقی عزوجل ہے، تو اس پر بھی قدرت لازم
 مبادی بل و عیاری و قدرت واجب و جبر و تقدیر، قدرت کی مدولت و وجہیت ہی چکیاں
 گیا تعالیٰ اللہ عبد یقول الظہون عو، کہراہ پس محمد ثابت ہو، کہ کمال پر قدرت مانے

لہ او سمدہ تفسیر المہموم بالظہون ۱۱ سر میں اللہ تعالیٰ

تہ مگر بہا صفت سمیہ سے کہا کہ ان کا، م علم ہی کو صراحتہ اختیار کی کہ چھ کد سی و فی الذلہ ثلاث
 و سب اس کے نزدیک، یہی قاطع ہے آپ کو عاجز بنانے پر قادر نہیں عاجز بنانے پر بھی سبھی چاہے از سرگزشت
 چہ یک نیر ایک صفت ۱۱ سر میں اللہ تعالیٰ

تفہیم نظر اس سے کہ خود قول بالحدیث ہے، بنیاب باری عز اسمہ کو سخت عیب لگانا اور تعظیم قدرت کے
پردے میں اصل قسمت بلکہ غیبت الہییت سے منکر ہو جانا ہے۔ بتدانیات حضرات یہ تعلقات
در بل سنت پر معاذ اللہ عجز باری عزوجل سے کے نزاعات، ہر سے یہی بھائی اس مسئلہ کو جو
مجھ میں ملان حضرت کے حفاظ و تبلیغ سے ملان میں ہیں واللہ الموفق ۵

تشریح اول ارشادات علمائیں

اول و اللہ اللہ دیو میں ہیں ارادہ ام حضرت مخالفین کو کثرت عداوت ایسی قدر کون نکاح
تعارف کتب ہی یہ تمام شریعت و تہذیب کا اجتماع ثابت کریں جس کے، بحث میں وہم و گمراہی کا علاج
تو اس جو کہ معاد اللہ یہ مسئلہ عظیم سے مختلف ہے، حاشیہ کہ سلطان اسکاں پر جامع و متن
ہے جس میں اہل سنت کے ساتھ معتزلہ و غیر جمہور باطلہ بھی متفق، آخر اس دیکھئے کا کہ میرزا مدنی اس
مبارک سے کہ میں ہوں پر رنگ ثبوت پائے گا، اول و دراصل یہ وہ اصول میں اس کا کذب
پر حضرت جامع علماء و دوم کثرت میں علمائے اشرعہ کی ہوں گی تاکہ معاد حکم مسئلہ عدلی میں
معلوم وہ عداوت میں میں سامنے کلام میں دفع عقل کے انکار ہو، کہ یہ اصول اشاعرہ سے ہے، تو
لاحزم مسئلہ اشاعرہ و ماتریدہ کا اجماعی ہوا اگرچہ عداوت میں صرف میں دفع جیسے استغفار مرح و ثواب
دوم و عقاب کی شریعت و عقیدت میں تجاذب آتا ہے نہ جیسے صفت کمال و صفت نقصان کرنا میں

۱۔ اگرچہ یہاں حضرت وادیسے کی شکایت ان کا نام باری عزوجل کے جس میں تمام خوب و بد حق و باطل کو
بار دینا جس کا ایشاعہ روح و روح حضرت صفت فلا تشریح سوم میں دادہ دلائل کے "خلافت کعبہ کے ایک کو کہیں
کو نام نہ لے کی حدیث حاکم کی حدیث میں، اس پر دانی کہ، و سجاد کا نام قیام ساج
سے صحت پرنا صاف صاف لکھ دینا میرزا جہان نے ہر صحت کی طرف سے وارد دیگر فرقہ دوسرے مسائل میں
یہ طرز و طرز کثرت کے، محال علم جمیع، میرزا جہان نے کسی سے سچ کا حکم معصوم رسالہ دہی
و کلام انصاف، مسلم، کافر، دہی ہیں، پھر اضطراب کی یہ حالت کہ محمد، سی رسالہ میں کہ جب جمیع، عربی ہوتا
ہے جو ممکن ہو، سچ سے حد سے گزرتا ہے عقل پہلے لے لیتا ہے، و انصاف، و صحت اللہ میں، اس سے خود و جرح

مخالفات عقد عقل میں کما نضو اعلیہ جمیعاً و سہ علیہ علیہا المولیٰ سعد الدین القناری
فی شرح لمقاصد و المولیٰ الحق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام و عبدوہما
من العقائد لکھ، ام اب تو میں اللہ تعالیٰ نفوس اللہ و کلمات علمائے کتابوں،

نفس ۱۔ شرح مقدمہ بحث کلام میں ہے کہ کذب بحال باجماع العلماء کلام، کذب
نقص باتفاق العلماء و هو علی اللہ تعالیٰ بحال اہل معصنا، محبت باجماع علماء کلام ہے
وہ علماء علمائے کلام ہے اور عیب شدت سے پر محال، نفس ۲۔ کسی کی بحث میں دفع میں ہے
قد بیان بحث الکلام، مدح لکھ علی الشارح تعالیٰ ہم بحث کلام میں ثابت کرتے کہ اللہ
عزوجل پر کذب محال، نفس ۳۔ کسی کی بحث تکلیف بحال میں ہے بحال حلالہ، و کذب تعالیٰ
عن دلت شدت کذب و کذب دلائل محال میں ہر سے ہے، نفس ۴۔ اسی
میں ہے کذب فی احادیث اللہ تعالیٰ فیہ مفسد لا یخصی و مطاع فی الاسلام لا یخصی
مقال العلامۃ فی المعاد و بحال الملاحذۃ فی المعاد و بحال مطلقا علیہ الاحدع من
القطع بخاود لکھارے انسان ہم صریحاً، احبار اللہ تعالیٰ یہ ہو از عدم و هو معصوم
ہذا البحر محمل و لما کان ہذا، باطلا قطعاً علم ان القول بحال کذب فی احادیث اللہ
تعالیٰ باطل قطعاً، مسقط یہی تفسیر میں کذب پر ہے شاعرانہ اور اسلام میں، شکار معن
لازم میں گئے علامہ حشر میں متکرمین گئے، محمد بن اپنے مبارک کی حکم پائیں گئے کفار کا ہمیشہ
کتاب میں رہا کہ، لا اطلاع یقینی ہے اس پر سے یقین، شاعرانہ گئے کہ اگرچہ خدا سے صریح خبر میں
مگر ممکن ہے کہ واقعہ میں، و وجہ یہ مورقیت باطل ہیں، تو ثبات ہو کہ خبر الہی میں کذب کو ممکن
کہا باطل ہے، نفس ۵۔ شرح عقائد نسفی میں ہے کذب کلام اللہ تعالیٰ بحال اہل معصنا
کلام ہی کا کذب محال ہے، نفس ۶۔ طوابع امانہ کی فرج متعلق بحث کلام میں ہے کذب
نقص و نقص علی اللہ تعالیٰ بحال محبت عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال، نفس ۷
مواتع کل بحث کلام میں ہے کہ تعالیٰ یقتضی علیہ الکذب انفاً اما عند المعزلہ فلان
الکذب تصح و هو سبحانه لا یفعل العیب و اما عندنا فلا نہ نقص و النقص علی اللہ تعالیٰ
بحال احتیاجاً بین من سنت و معتزلہ سب کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب محال ہے معتزلہ تو اس

سے محال کہتے ہیں کہ کذب بڑے درندہ تعالیٰ پر فعل نہیں کرتا اور ہم اہل سنت کے نزدیک
 اس دلیل سے نامکن ہے کہ کذب عیب ہے اور عیب شفاء ہے ۱۰۔ صریح محال ہے۔ نص ۸
 موافق و شریح برقع کی کثرت میں ہے مددک متبع الکذب منہ تعالیٰ عند ما
 میں ہو فیجہد، لعلی حتی یلزم من استقام قصہ ان لا تعلم امعاء منہ اولہ مددک
 آخر دہ عدم، مہم حصہ میں ہم، شاعرہ کے نزدیک کہ اب الہی محال ہوئے کی دلیل قیاس عقلی نہیں
 ہے اس کے عدم سے لازم آتا ہے کہ کذب ہی محال نہ ہو جائے مگر اس کے لئے دوسری دلیل
 ہے کہ اگر گذری یعنی دسی کہ کذب عیب ہے اور نہ تعالیٰ میں عیب محال نص ۹۔ یہاں
 بحث ہجرات میں ہے وہاں مسئلہ انکلام میں موقف لایہیات مددک
 علیہ سبحانہ و تعالیٰ میں ہم موقف ہیئت سے مسئلہ لازم میں ہیں کرتے کہ شفاء کا
 کذب رہنا نامکن نہیں نص ۱۰۔ ہم محقق ہیں لاطلاق کمال نہیں محمد سید ۱۰ سے ہر
 یسبحین عیبہ تعالیٰ صحت، مددک کا بھول، کذب جنس شایہں علم کی مر سے جہل و
 کذب سب استقصا پر محال ہیں نص ۱۱۔ عدم مکمل الدین محمد بن محمد بن الی شریف دسی
 کی شرح مسرہ میں فرماتے ہیں اختلاف میں لاشعریہ وغیرہ فی ان کل ما کان وصف
 نقص فالمداری تعالیٰ عنہ مسرہ و هو محال علیہ یعنی کذب وصف نقص مہم حصہ
 یعنی شاعرہ و غیر شاعرہ کسی کو اس میں عادت نہیں کہ کذب صفت عیب ہے ہری تعالیٰ اس سے پاک
 ہے ورنہ نہ تعالیٰ پر ممکن نہیں و کذب صفت عیب ہے۔ نص ۱۲۔ مہم فخر الدین رازی
 تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں قولہ تعالیٰ فلن یخلف اللہ عہدہ یدل علی اللہ سبحانہ مسرہ
 عن کذب فی وعدہ و وعیدہ قال اصحاب لان الکذب صفة نقص والنقص علی
 اللہ تعالیٰ محال، قالت معتزلة ان الکذب قصور لانه کذب مستفصل ان بعضہ
 و دہ علی ان الکذب مشد محال مہم حصہ تدعو و مل کا فرما کہ اللہ سرگز اپا عہد ہونا کریم
 ولایت کرتا ہے کہ مولیٰ سبحان و تعالیٰ اپنے ہر وعدہ و وعید میں جھوٹ سے منزہ ہے، بار سے
 اصحاب اہل سنت و جماعت اس دلیل سے کذب الہی کو ممکن جانتے ہیں کہ وہ صفت نقص ہے
 اور نہ عز و جل پر نقص محال، اور معتزلہ اس دلیل سے کہتے ہیں کہ کذب قیاس لائق ہے پوری

عز و جل سے صادر ہونا محال، عرض ثابت ہوا کہ کذب الہی اصلاً امکان نہیں رکھتا نص ۱۳۔ اللہ
 عز و جل فرماتا ہے و تمت کلمت ربک صدقاً وعدلاً لا مبدل لکلمتہ و هو السميع العليم
 پوری ہے بات تیرے رب کی سچ، وہ انصاف میں کوئی بدلنے والا نہیں، اس کی باتوں کا دورسی
 سے مستمع، اہم مدوح اس آیت کے تحت میں لکھتے ہیں اعلم ان ہذا لا ینتہی تدل علی ان
 کلمۃ اللہ تعالیٰ موضوعۃ لصفات کثیرۃ (الی ان حال) الصفة انشائیہ من صفات کلمہ
 اللہ کہ یہاں صدقاً و الدلیل علیہ ان الکذب نقص والنقص علی اللہ تعالیٰ محال ہیئت و شفاء
 وراثی ہے ورنہ تسمائے کی بات بہت صفاتوں سے موصوف ہے و بخلہ اس کا سچا ہونا اور اس پر
 دلیل یہ ہے کہ کذب عیب ہے۔ و عیب اللہ تعالیٰ پر محال نص ۱۴۔ میں فرماتے ہیں صفة
 الدلائل السمعیہ موضوعۃ علی ان الکذب علی اللہ تعالیٰ محال و لائل قرآن و حدیث کا صریح ہونا
 اس پر موقوف ہے کہ کذب الہی محال مانا جائے۔ نص ۱۵۔ زیر قریباً نے ماکان اللہ ان یخلف
 من ولد محصہ نص نکات معتزلہ کے درج فرماتے ہیں احباب اصحابنا عہد ہاں الکذب
 علی اللہ تعالیٰ محال، اہل سنت نے جواب دیا کہ کذب الہی محال ہے۔ نص ۱۶۔ علامہ سعد نقاشی
 شرح مقاصد میں نہیں اہم ہام سے نقل صدق کلامہ تعالیٰ لما کان عبدنا زلیا امتہ کہ بہ
 لان ما ثبت قدمہ امتہ عدمہ کلام خدا کا صدق جبکہ ہم اہل سنت کے نزدیک اہل ہے، تو
 ہم کاذب محال ہوا، کہ جس چیز کا قدم ثابت ہے، اس کا عدم محال ہے، تنبیہ نہیں ام عدم کا
 برتاؤ کہ کذب الہی کا جواز ماننا قریب بکفر ہے انشاء اللہ تعالیٰ تمزیہ چارم میں آئے گا
 نص ۱۷۔ تفسیر فیضیادی شریف میں ہے ومن اصدق من اللہ حدیثا انکاراں بکوں
 احد اکثر صدقاً مانہ نابع لا تطرق الکذب الی خیرہ لوجه لانه نقص وهو علی اللہ
 یعنی محال، اللہ تبارک اس آیت میں انکار فرماتا ہے اس سے کہ کوئی شخص اللہ سے
 زیادہ سچی ہو کہ اس کی خبر تک کہ کذب کو کسی طرح راہ ہی نہیں کہ کذب عیب ہے اور
 عیب اللہ تعالیٰ پر محال۔ نص ۱۸۔ تفسیر دارک شریف میں ہے۔

ومن اصدق من اللہ حدیثا تمیز و هو استفہام معنی
 الہی ای لا حد صدق منہ فی اخبارہ و وعدہ و وعیدہ لا استعالة

الکذب علیہ تعالیٰ بقیۃ نگو کہ احبار عن الشیء بحالات ما هو علیہ آیت میں استفہام
انکاری ہے، یعنی خبر و وعدہ و نذر کسی بات میں کوئی شخص اللہ سے یہ روئے نہیں، کہ اس کا کذب تو
محال، لذات ہے کہ خود اپنے معنی ہی کے روئے قیاس کے حالات و نوع تردید کا، م ہے نفس ۱۹
تفسیر علامہ ابو سعید بن سہیل میں ہے ومن صدق من الله حدیثاً انکار
لا یكون احدا صدق من الله فی وعدة و سائر احادیث و سائر الاستحالات کیف
لا و الکذب محال علیہ سمعہ دون وعدہ آیت میں انکار ہے اس کا کہ کوئی شخص اللہ
تعالیٰ سے زیادہ سچی ہو وعدہ میں یا اور کسی خبر میں اور سب سے س زیادت کے محال ہوئے کا اور
کیوں نہ محال ہو کہ اللہ سے کاذب کو ممکن ہی نہیں بحالات و دروں کے۔ نفس ۲۰ تفسیر شرح
البیان میں ہے ومن صدق من الله حدیثاً، بخلاف انکار احدا کبر صدقاً ما
کان الکذب محال علیہ و هو علی الله محال دون وعدة و سائر احادیث و سائر الاستحالات
لا یكون صدق من الله من زعمه کاذب محال ہے۔ اس کے غیر یہ نفس ۲۱
شرح السنن میں ہے، الکذب علی الله تعالیٰ لا یحکم و لا یحکم الله تعالیٰ پر کذب محال ہے کہ نہ کہیہ
ہے۔ نفس ۲۲۔ فاصل سیف الدین امیری کی شرح مراتب میں ہے منعم علیہ الکذب
اتفاقاً لانه نقص والنقص عن الله تعالیٰ محال اجماعاً کذب الی، تعالیٰ محال ہے کہ وہ
عیب ہے، اور ہر عیب سے تعالیٰ پر بالا جماع محال۔ نفس ۲۳۔ شرح عقائد جلال میں ہے الکذب
نقص والنقص علی محال فلا یحکم من الامکنات ولا یحکم الله تعالیٰ کذا و حیو
النقص علیہ تعالیٰ کا محال و العجز عجوب عیب ہے اور عیب اللہ تعالیٰ پر محال تو کذب الہی

لے اقوال استدلال قدس سرہ و باہتمام امافی نظم الخطا و دلائل رحمہ اللہ سالی من اثمتنا الما
تریدہ و ولد عدلت تحتہ الا شاعرة کصاحب المواقف و صاحب الما یقہ کا سمعہ و صاحب
اما بعد التحقيق ملا عقوبۃ القمیہ بعد المعنی من محرم علیہ من العلماء و هو لاء لا شاعرة رحمہ
الله تعالیٰ انعمہم باصول بدلت ولا علیک من و حول من دھل کما و ما الیہ فی صدق البحث
والله تعالیٰ اعلم ۱۷ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ممکنات سے میں نہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے تہاں جسے تمام سبب عیب مثل حمل و عجز الہی
کسب محال میں اور صلاحیت قدرت سے خارج۔ نفس ۲۴۔ کسی میں ہے لا یحکم علیہ تعالیٰ
الحکمہ و لا یحکم الله تعالیٰ لا یحکم لا یحکم الله تعالیٰ لا یحکم الله تعالیٰ لا یحکم الله تعالیٰ
پر کذب و محال و کذب کچھ ممکن نہیں کہ یہ سبب عیب میں در عیب اللہ تعالیٰ پر محال ہے
نفس ۲۵۔ کثر انھوں میں ہے قدس تعالیٰ سائہ عن الکذب شرعاً و عقلاً و دھو صحرہ کذا
بفعل قصہ من غیر قصد علی شرع و کون محال فی حقدہ تعالیٰ عقلاً و شرعاً کما حقہ
ابن الہیثم و غیرہ قد علم و مل حکم شرع و حکم عقل ہر حق کذب سے یا یا سب سے کہ کذب
قیس عقل سے کہ عقل جو بھی شے کے قیاس کو مانتی ہے میرا اس کے کہ اس کا یہاں شریع پر موقوف ہو تو
محال ہے۔ سبب میں ہے من یحکم شرعاً ہر حق محال ہے، جسے کہ ام بن ہمام و غیرہ نے اس
کی تحقیق کردہ فرمائی۔ نفس ۲۶۔ سبب میں ہے کہ شریع بعد اکبرہم اعظم ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
میں رہتے ہیں، الکذب علیہ تعالیٰ محال ہے تعالیٰ پر کذب محال ہے نفس ۲۷۔ سبب ثبوت
میں ہے المعترکہ فالوالو لا کون الحکم عقلاً لانا امتنع بکذب منہ تعالیٰ عقلاً و بموجب
انہ نقص محال ہر کذب محال علیہ کیف و دھو، یہ عقلی اتفاق ہے علماء کلاں ماساقی
الوجوب الدانی من حمله للنقص فی حق تعالیٰ و من الاستحالات المعقولة علیہ
محکمہ ۱۵ ملخصاً مع الشرح حاصل یہ کہ معتز لوئے اہل سنت سے کہ اگر حکم عقل ہو تو اللہ
تعالیٰ کا کذب محال ہے نہ ہر ماہ کے ہم تم، و تعالیٰ محال عقلی، سبب میں، اس سبب سے جواب
دیا کہ کذب میں ہے محال عقل پر کذب عیب ہے تو کذب محال ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس سے منزہ، نہیں،
اس کے عقل ہوئے برتو م عقلاً لا صلح ہے، وجہ یہ ہے کہ کذب اور سبب کی ضد ہے اور کذب اور سبب
کی ضد ہے وہ سبب اللہ تعالیٰ کے حق میں عیب ہے اور اس کی شان میں محال عقل۔ نفس ۲۸۔ مولانا
نظام الدین سہال اسی کی شرح میں لکھتے ہیں، بکذب نقص لان ما یب فی الوجوب الدانی من
الاستحالات العقلیہ بذلت، لئیکون الدین ہم غیر مقشر عین بشر یحکم
الاستحالات للذکورة فان الوجوب و الکذب لا یجتمعا کما یب فی الکلام ملخصاً
محال ہر عیب ہے کہ کچھ نہ ہوئے کے محال ہے وہ سبب محال عقلی ہے، اسی دلیل سے کہ وہ

حکایت تک اسے محال سمجھتے ہیں جو کسی شریعت پر ایمان میں رکھتے کہ عدالتی و دروغ گوئی جمع نہ ہوں گی
جیسا کہ علم کلام میں ثابت ہو چکا ہے نفس ۲۹ مولانا محمد نعیم رحمہ اللہ علیہ ملک الحداد نواح الرحموت
میں فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ صادق و فعال لا یستعجلہ بکذب و ہلاک اندہ ساری یقیناً سچا ہے کہ
وہ کذب کا مکان ہی نہیں نفس ۳۰۔ فوس کہ ہم اس کے ساتھ چلائے ہیں باپ اور طریقہ
و دینی شہادہ العزیز صاحب دعویٰ سے کسی سیر محمدی روایت۔ خزانہ کہ غسر شریعی میں زیر
قرآن سے جس بچھلے اللہ عہدہ یوں تصریح فرمائی "جبر و تعاقب کلام انبیاء و دست و کذب
در کلام نقص نیست عظیم کہ ہرگز بصفت اور یہ باید در حق و شائے کہ میرا جمع عیوب و
نقص مست غناست غیر مطلق نقصان محض است و نقصان بدعیان جدید سے پوچھا جائے
جواب ہری میں کہاں تک نقصان ممکن ہے یہی دلائل و اقوالہ الا ان اللہ العلیٰ العظیم
نہ تہی سچا ایمان سچا و صعب فرماتے آئین ہر شخص نہ و تفرجات علم میں نہایت
کثرت و حسن تدبیر سے ذکر کئے مائل بصفت کے لئے اس میں کفایت، بلکہ ایسے مسائل میں
مکام غیب یا دئے تنبیہ پر سلاست عقل و تدبیر ایمان و شہادہ عدل کی گواہی معتبر واذ و عدت ما
القی عیدت، لیما ع و تسبیح الامام حسن ان لیس لاحد راع فلا علیک من اصطر ام
مضطرب و الحمد لله المنزلة عن الکذب

تتمیز دوم دلائل قاسرہ و حجج باہر میں

فقیر فقیر اللہ تعالیٰ نے توفیق سے بھرا دیا ہے ان مختصر سطریں بجا اظہار کذب
باری عز اسمہ کے محل صریح اور توہم مکار کے باطل قبیح جو سے پر صرف تیس دلیلیں ذکر کرتا ہے
اس میں غصہ ادا لئے کلمات طیبات مذکور و علمائے عظام علیہم رحمۃ الملک منام میں ارشاد
و غلام مویش و در باقی پچیس لاری اجل عود مل کے بعض ازل سے عید ازل کے قلب پر القا
کی گئیں و الحمد لله سب العلمین

دلیل اول کہ نفس ساقی میں مکر گزری جس پر طویل و شرح مقاصد و متاثرہ و شمارہ و غایر
عصیب و مددک و بیضی و ارشاد العقل و روح بین و شرح شوسہ و شرح ابہری و شرح

حقہ تبدیلی و کثیر لغو، و مسلمہ الشوٹ و شرح نظامی و نواح الرحموت و غیرہ کتب و تفسیر
و اصول میں نویں فرمائی کہ کذب عیب ہے اور عیب ہاری نزد جل کے حق میں محال ہونی
ہو اتنے یہ کلیہ اصول مسلم و قواعد کم سے ایک اصل عظیم و قاعدہ جلید ہے جس پر تمام عقائد
تشریح و مسائل صفات و تشریح تفریح کمالاً صحیح علیہ من طالع کلکام القوم، شرح عقائد
سفی میں ہے المحی العاد و العلم لسمیع نصیب لشرافی، مریدان اعداد اہل انصاف
بجست تہذیب اللہ دعاو علیہا سرع سوید میں ہے اما برہان وجوب، السمع والنصر و
الکلام اللہ تعالیٰ و الکتاب و السنۃ و الاجماع و ایضاً وہ بصفت بھا لزم ان یتصفھا
بصدق و ہادھی بقائص و انقص علیہ دعائی بھا شرح موصف میں ہے لا طریق ما انی
مستفہد بصفت سوی الاستدلال بالادعال و التبرہ عن النقایص قول و باللہ
التوفیق بدست عملت بدستہ کہ لغز عہدہ جمع عیوب و نقائص سے مضرہ و اس کا اور کتب
شرح پر موقوف ہیں و لہذا بہت عقائد غیر بل دست حق شریہ ہاری جل و عد میں ہر سے
موافق برتے و ان مشتوا بجهلہم ما یستلزم النقص عید دارین انہ کذب بل و احیائے
انہ ہو انکمال و لا عہدہ سخاوت الحکماء الذین لا عقل لہم و لا ہین اعاذنا اللہ تعالیٰ
من سرہم جمعیں بیان تک کہ ناسر سے کسی بدعہ خود اس اصل امیل پر مسائل تفریح کئے
منہا ساری سو دفع و شرح ہما قال جہود و اصلاح لا تعلم بحیثیات، المتعیرۃ و الا نذا
عم متلا ان رید فی الدار لان ثم حرج علیہا فاصاب رجل دلت و تعلم انہ لیس فی الدار
او یبھی ذلک العلم بعینہ بحالہ و الا فل یوجب التعیر فی ذاته من صفۃ الی اخری
و الثانی یوجب الجہل و لا ہما نقص محب تہذیبہ تعالیٰ عہدہ و مہا مدیہ ابضا
اصلاح سعة و کما و القدرۃ بالیغی المدکور لا عقائد ہم انہ نقصان و اتسو بہ

لہ ای عقل و فیہ الکلام بدلیل الحکماء و ادان التبرہ عن النقایص واجب لدات انو جب عقلا
و لا تصاف شئی منہا بحال عقلا و انہ و قد صرح بہ فی الکدر و شرح موصف، ما الکدر و قد تمت
نقصہ و لما السید فلما عرفت انما ۱۷ کہ کما قالوا فی صدور انہ لا یجوز کما ساقی ۲۰

الاول انه يتمتع قيام الحوادث بداته تعالى لما مره منصوص اني من الله تعالى منكم
 كلام هو صفة نه صرودة امتناع انتك لاشتق شئ من غير قيام ماخذ الاستباق
 به منع الموصي من مسمو سے ہے الامان من صفات الله تعالى لان من اسماؤه المحسني
 مؤمن كما ينطق به الكتاب العبري ومانه هو نصده في الاول كلامه القدم ولا
 يقبل ان تصد نقه محدث ولا محذور تعالى ان يقوم به حادث. و ملحوظا ان صديق
 ابي رل بنو واسط كذب كاحل رر. ك كرس كاد قمر من اسام صدق مكن من يحفظ لمضي
 المصداق اور فندام صدق تعالى سے کہ قد کرم من مبین جو یکار قدیم صلا ل مدد میں منصر
 دلیل تخیم اگر باری عزوجل کذب سے متصف ہو سکے. و اس کاذب اگر ہوگا تو قدیم ہی ہوگا کہ اس
 کی کوئی صفت حادثہ نہیں. درجو قدیم سے مدد میں ہو سکتا تو لازم کہ صدق الہی محال ہو جائے
 حال بادیر الدہت باطل. کو کذب سے تصادف ممکن. بہ دلیل تفسیر کبیر و موافقت و شرح معاصد
 میں فادہ درانی امام کی عبارت یہ ہے ریرقہ قتاب و من اصدق من الله حدیثا امتناع
 کذب الہی پر اہل سنت کی دلیل یہاں کہے میں اما اصحاب بدایہم انہ لوکان کاذبا لکان
 کاذبا قدیم و لوکان کاذبا قدیم لامنہ عدم علی عدم و سو
 امتناع سہول کذبہ قدیم لامنہ کونہ صادق لان وجود احد الصدق بمع وجود
 الاخر فلاکان کاذبا لامنہ عدم علی عدم بالصرودہ لکل من علم
 شئ منہ لا يتمع علیہ ان يحكم عليه بحكم مطابق المحكوم عليه. و اعلم بهذا لصحة
 ضموری فاذ كان مكان الصدق فاما كان امتناع كذب حاصلا لا محالة اقول و
 بالله التوفيق تحریر دلیل یہ ہے کہ تم نے باری عزوجل کا تکلم بکلام کذب ممکن مانا اس کا کاذب
 و متصف بالکذب ہونا بھی ممکن ہے ہوا نہیں اگر کیجئے تو قول باہت قضین اور بدامت عقل
 سے خروج ہے کہ کاذب و متصف بالکذب نہیں اگر وہی جو تکلم بکلام کذب کرے سے عقل کہ
 کرے محال ماننا ناجون ہے اور اگر کیجئے اس کو بے یوچھے میں یہ تصادف صرت نہیں

نه يحتمل ان يكتبه ادراكه دهاكي يحيى في القرن العظيم حمل عن الكفار من انهم جميع الباطلة ١٢

میں ممکن یا ازل میں بھی شق و باطل کہ امکان قدیم حوادث کو مستند اور شق ثانی پر جب اریست
 کذب مکن ہوئی. تو اس کا متنع الرواں ہوا مکن ہوا کہ سرائلی صاحب الادبیت اور کذب کا امتناع
 زوال سہول صدق کو مسلم کہ کذب و صدق کا متنع محال جب اس کا زوال محال ہوگا. اس کا
 ثبوت متنع ہوگا. در امکان وجود دوم. امکان وجود لازم کو مستلزم تحقیقا مدعی مدد میں
 کان داتا لا تعارض کما ہیضا تو لازم آیا کہ صدق الہی کا محال ہونا ممکن ہوا استحالة امی سے کا
 ممکن ہوگا جو ہے وقوع محال ہو بھی کہ ممکن کا محال ہو جائے کہ ممکن نہیں. و نہ انقلب بایم آئے
 اور وہ قطعاً باطل. تو ثابت ہوئے اگر باری تعالیٰ لامکان کذب مانو. تو اس کا صدق محال ہوگا.
 میں بالذات محال میں. تو مکان کذب یقیناً باطل. در ستورہ کذب قطعاً حاصل و احد شد
 صدق و دل اندل انفاضة علی قلب الفقیر بعون العدم صرح حداد و حل
 محددہ دلیل ششم. اقول و يحول الله اصول كلام اني ازل من بايجاب كل حق تصديقا
 مدد شد اس کا بعض باطل یا مدحق نہ باطل شق ثانی تو کفر شریح. و شلث میں مطابقت و ما
 مطابقت دونوں کا امتناع در وہ قطعاً محال. اولاً باہدایت فن ارتفاع محمولی الا تعصیل
 الخفصی عن الموضوع کار تمام سقیضی ثانیاً باجماع عقداحتی ای حد المتولی و انما
 بر سئل فی مجرد بحیث تالتا خود قرآن عظیم می رسد پر ملحق دل موباد و انحلال فساد
 بعد الحق الا الصلح تو احرار شق اول تیں اور سید فی عت بھی مرستہ نگار نہ رکھتا ہوا اب

نه لا يلازم مني به بحرف صدق لا مان عقبة البرهان و نه كذبي به نصي للمصادقة
 دال على طريق قد عرف وهو حو - كذب و امتناع صدق مدخل صدق هو العقل ١٢
 ثم فيه المقنع وحديث الاجماع والنحن تحریر ١٢ انه ربح الله

ثم المحرر عندنا محموس اما صدق الا كاذب كانه اماما شيا للوادر الذي هو المحرر عنه وهو
 انصديق و لا مطلق وهو كاذب و هذا المعصية حقيقة دائمة من النفي و الامتد
 و عن من نازع ليس الا في خلاف لفظ الصدق و كذب لغة هل هي تحل من استسبب لثني صدق
 هذا المعصية ١٢ مبرر ثبوت مع شق دوم. مع الترحيم موبنا بحو العدم قدس سره ١٢ سره

لا اله الا الله الملك الحق، لیکن کیا وہ ارشاد کر چکے گا بیٹ میں رہنا اور دودھ چھوٹنا میں
میں ہے زیادہ سچا ہے اور اس قول کے صدق میں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں معاذ اللہ کچھ کی
سے تو ثابت ہوا کہ اصدقیہ یعنی شد مطابقتہ لواقع غیر معقول ہے، اس نظر سامع میں ایک
تفاوت متصور اور اس تشکیک اصدق و صادق میں وہی معصوم و معتبر ہے و عباراتوں سے تعبیر
کر سکتے ہیں، ایک یہ کہ دعوت و قبول میں ماند ہے، مثلاً رسول کی بات دلی کی بات سے زیادہ سچی
ہے یعنی ایک کلام کو دلی مقول، اگر وہی عید رسول سے ثابت ہو جائے خوبصورت و نعت اور قبول
کی قوت اور دلوں میں سکون و طمانیت ہی و پیدا کرے گا، کہ اس سے ثبوت تک اس کا عشر رہتا
اگرچہ بات حرف بھرت ایک ہے دوسرے محال کذب سے بدتر، مثلاً مستور کی بات سے
عادل کی بات صادق تر ہے یعنی برست اس کے احتمال کذب سے زیادہ دور سنہ اور حقیقتہ
تعبیر قول اسی تعبیر دوم کی طرف رجوع کہ سامع کے نزدیک جس قدر احتمال کذب سے دوری ہوگی اسی
درجہ وقت و مقبولیت پوری ہوگی، جب یہ امر مہم ہو گیا، تو آئینہ کریمہ کا مفاد یہ قرار پایا کہ اللہ عز و
جل کی بات سے مراد، سے زیادہ احتمال کذب سے پاک و منزہ ہے کوئی خبر اور کسی کی خبر اس میں اس
کے مساوی نہیں ہو سکتی، اور شاید حضرات محالین ہیں اس سے انکار کرنے کچھ خوف خدا دل میں
لائیں، اب جو ہم خبر دل قرار کر دیکھتے ہیں، تو وہ بالبدایت روجہ عادت، کہ ادبہ فیہ تغلیظ علم نفسی
یقینی جائز ثابت، غیر متحمل التفیض کو مفید ہوتی ہے، جس میں عقل کسی طرح تحویز عطا کر دیا نہیں
رہتی، اگرچہ بنظر نفس ذات خبر و خبر امکان ذال باقی ہے کہ ان کا جس علم اللہ قدرت ایدہ سے
فاسخ نہیں، تلویح میں ہے المتواتر یہ وجہ عدم یقین معنی ان العقل بحکم حکما مطعینا باہم
م یو اطلوا علی الکذب وان ما اتفقوا، علیہ حق ثابت فی نفس الامر غیر محتمل للتفیض
لا معنی سلب الامکان العقلی عن تواضعہم علی الکذب، بل معنی سلب امکان منافی قطع
بالعین الاخص بھی نہیں ہوتا، کیا حقیقتہ ہے المواقف و مشاہدات و اشکال اللہ فی شہد المقاصد
و شہد الحقائق و غیر ہما اسے پیش نظر رکھ کر کلام باری عز و جل کی طرف چلیے، امکان کذب
ماننے کے بعد مباحث مذکورہ دلیل دوم و فرق مورعادیہ و مادۃ عیدہ سے قطع نظر بھی ہو، تو ثابت
درجہ اس قدر کہ کلام ربانی و خبر دل قرار کرنا اس کی قول سمجھیں گے جیسا احتمال کذب یعنی باخ

قطع و منافی حزم اس کلام پاک میں ہیں اس سے خبر قرار کا بھی واس پاک و بنظر امکان ذاتی جو
جس عقلی خبر قرار میں، اشی وہ بعینہ کلام الہی میں بھی، ذاتی پھر کلام الہی کا سب کلام اس سے اصدق
مواہد کسی کی بات، اس سے صدق بھی ہم سرتی نہ کر سکتا کہ مفاد آئینہ کریمہ تھا معاذ اللہ کب درست آیا
بخلاف عقیدہ جمیدہ اہلسنت و قیادۃ اللہ ہم دامت یعنی اتساع عقل کذب الہی کہ اس تقریر
پر کلام ہوئے مل و ملا میں کسی طرح، احتمال کذب کا، امکان ہیں بخلاف خبر قرار کہ احتمال، امکانی کھتی
ہے، اللہ بات قطعاً صورت اسی کے کلام پاک سے خاص محل ہے کہ کوئی شخص ایسی صورت نکال
سکے کہ کسی غیر خدا پر کذب محال عقل ہو جائے، عصمت اگر معنی متنازع صدور و عدم ندرت ہی
یعنی تاہم اتساع ذاتی میں کہ سلب عصمت خود قدرت، اب محمد اللہ شمس تابدہ کی طرح، و شمس
درخشندہ صادق یا کہ اس اصدق من اللہ قیلاہ اور لعرۃ لہ کیوں نہ صدق سے کہ آخر اس اصدق
من اللہ حدیثہ و دیکھو یہ منشا تہ ملا کے اس ارشاد کا ذکر آئینہ کریمہ استدلال میں فرمایا کہ کوئی اس
سے کیوں کہ صدق ہو سکے، کہ اس پر کو کذب محال ہر دوں پر ممکن و الحمد للہ صاحب الغلین دلیل
بست و ہم، قال الملوئے سبحانہ و تہ منے قل ای شیء اکرہتہا ذلک قل اللہ اسے ہی تو کاروں
سے پوچھ کون ہے جس کی گواہی سب سے بڑی ہے، تو حدیثی مراد کہ اللہ اقول اللہ کے لئے حدود
منت کہ آئینہ کریمہ آیت سابعہ سے بھی علی و اطرار افادہ مروی میں اجملہ و از سر دہاں ظاہر نظم نفس
اصدقیہ غیر تھا، و اشارت، اصدقیہ کلام اللہ بحوالہ عرف میں صراحتہ رشاد ہوتا ہے کہ اللہ عز
وجل کی گواہی سب گواہیوں سے کبر و اعظم داعی ہے، اگر معاذ اللہ امکان کذب کو مدلل دیکھتے
تو ہرگز شہادت الہی کو تنہا است بل تواتر تفوق ہیں کہ حقیقین اس سے ملے گا اس سے بھی
ہتیا، و در احتمال اس میں مانی اس میں بھی پیدا، تو قرآن پر بیان نہ ملے و نہ کوئی چارہ کہ مذہب
مذہب ہی سنت کی طرف رجوع کرے اور جناب عزت کے امکان کذب سے برادرت پر مہمان
لائے، ذاتی تقریر دلیل مثل دلیل سابق ہے ماہم داعمہ و اللہ اعلم، دلیل سیم، قال ربنا عز و
جل قائل و تمہ کلیمہ سہلک حد فاد عدلا لا مبدل لکلمتہ و دھوا السیم، اعلمہ ہر پر ہے
تیرے رب کا کلام اصدق و انصاف میں کوئی مدنے والا نہیں اس کی باتوں کا، و وہی ہے سننے والا
جاننے والا، علما فرماتے ہیں یعنی باری عز و جل کا کلام اتہا درجہ صدق و مدلل ہے، جس کا مشل

ان امور میں تصور نہیں بیضاوی میں ہے بلعت العایة اخبار کلام الاحکامہ و مواعیدہ
صدقانی الاخبار و المواعید وعدا لے الاقصیہ و الاحکام ارشاد العقل سلیم میں ہے
امعنی انما بلعت العایة انقاض صدقانی الاخبار و المواعید وعدا لے الاقصیہ و
الاحکام کا احدی بدل شمس دلت ما هو صدق و العدل و لا ما هو شبه اقول و
باللہ التوفیق صدق قائل کے لئے درمت میں، درجہ اربعہ دریات و شہادت میں قطعاً کذب
سے محترز ہو اور خطرات میں بھی زہار یہ بھوٹ رو کر رکھے جس میں کسی کا ضرر ہو اگرچہ کسی
قدر غلط بات کا دور کرنا مکرر جایا جہت ایسے کذب کا استعمال کرے جو نہ کسی کو نقصان دے
نہ سننے والا یقین پاسکے مثلاً آج زید سے سول کھانا کھایا، آج مسجد میں لاکھوں آدمی تھے، ایسا
شخص کاذب نہ گنا جائے گا یا تم درود اور دایہ نہ سو گنا، تمام بات خلاف واقع ہے اور محض
فعلول وغیرہ، اگرچہ نفس کلام میں حکایت دافع مرد نہ ہونے پر دلیل قاطع و ہمد حدیث میں
ارشاد فرمایا فی داں و عبکم فلا اقول الا حقاً حرجہ احمد و الترمذی و مسند حسن عن
فی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درجہ ۲ ان بود جھوٹ
جھوٹوں سے بھی بچے، مگر نثر یا نظم میں خیالات شاعرانہ نظر کر کے مخرج قصائد تشبیب سے
بات سعادت نقلی الیوم منقول، سب جانتے ہیں کہ وہاں نہ کوئی عورت سعادت نامی تھی، نہ
حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس پر موقوف، نہ وہاں سے جدموئی، نہ یہ اس کے فراق میں
مخزوم، محض حیات شاعرانہ ہیں مگر نہ معمول بحث کہ تشدید خاطر دشواریں سامع و ترفیق قلب
و تزیین سخن کا فائدہ رکھتے ہیں، تاہم زانچہ حکایت بے محکمہ ہے، ارشاد فرمایا گیا دعا علیہ
السبحہ دعا یسعی لہ طہ نہم نے سے شعر سکھایا نہ وہ اس کی شان کے لائق صلی اللہ تعالیٰ علیہ و

لہ خال الامام حجتہ الاسلام محمد بن علی بن ابی طالب قدس سرہ العالی نے مسکرات الصبا نہ من کتاب الامر
بالعہود من احادیث العلوم کل کذب کا جہمی کہ کذب ولا یقصده السلیس طیس من اجملة المسکرات
کقول الانسان متلا طبعک اللوم مائتہ مکرراً و اعدت علیک الکلام العجوز و ما یجری بہا ما یلزم
بیس یقصد بہ التحقيق فذلك لا یقدح فی الحدیث ولا تروہ الشہادۃ بہ ۱۲ منہ رضی اللہ

سلم درجہ ۳۔ ن سے بھی تحریر کرے، مگر و اعط و امثال میں نہ امور کا استعمال کرتا ہو جن کے لئے
حقیقت و قہم میں، جیسے کلید و سنہ کی حکایتیں منطوق الطیر کی روایتیں اگرچہ کلام قائل بظاہر
حکایت و قہم ہے مگر تفسیر سامع نہیں کہ سب جانتے ہیں و عظم النصیحت کے لئے یہ تشبیل باقر بیان
کی گئی ہیں جن سے دینی منفعت مقصود، پھر بھی انعام مصداق موجود لہذا اقتران عظیم کو اساطیر
الادب کتب کفر ہو، جیسے مکمل کے بعد کہ ربیعہ، سلام نئی روشنی کے پائے عسلا م
دعوی کرتے ہیں کہ کلام عرب میں، ہم دعویٰ کے قیسے شیطان و ملک کے انسانے سب تشبیل
کتابیل میں جن کی حقیقت مقصود میں تعالیٰ اللہ عذریعہ انقلیوں علو کی راہ درجہ ۴۔
یہ قسم حکایت محلی عرب کے تہذیب سے اقتباس کی گئی ہے، اگرچہ برائے ہو و خطا حکایت خلاف واقع
کا وقوع ہو، یہ دروغ قطعاً اس درجہ سے درجہ ۵۔ اللہ عز و جل ہو، و خط و بھی
صدور کذب سے محفوظ رکھے مگر امکان وقوعی باقی ہو یہ مرتبہ اعظم صدیقین کا ہے کہ صلی اللہ علیہ
بیکہ فوق سمانہ، یہ خطا ہو مگر الصدیقین نے لاکھوں روایات الطاہرات فی المسند الکبیر و
الحارث فی مسند داں شاہد فی المسند عن معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن
النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درجہ ۶۔ مصوم من اللہ و مویذ المعجزات ہو کہ کذب کا
امکان وقوعی بھی نہ رہے، مگر منظر نفس ذات امکان ذاتی ہو، یہ رتبہ حضرات انبیاء و مرسلین علیہم
الصلاۃ والسلام، امین کا ہے درجہ ۷۔ کذب کا مکان ذاتی بھی نہ ہو بلکہ اس کی عظمت جلجلہ و
جلالت عظیمہ بات کذب و لفظ کی نالی و سنائی ہو، اور اس کی سحت عزت کے گرد اس گرد
لوت کا گذر محال عقلی یہ نہایت درجات صدق ہے، جس سے مافوق تصور نہیں، اب اس پر یہ کریمہ
ارشاد فرمادی ہے کہ تیرے رب کا صدق و عدل اعلیٰ درجہ منتہی پر ہے تو واجب کہ جس طرح اس سے
صد و ظلم و خلاف عدل باجماع، بل سست محال عمل ہے تو میں صدور کذب و خلاف صدق بھی
عقد متبع ہو ورنہ صدق الہی غایت و نہایت تک پہنچا ہوگا، کہ اس کے مالون یک درجہ در
میں یہ ہوگا یہ خود بھی محال اور قرآن عظیم کے بھی خلاف فہمت المقصود و الحمد للہ العلی
الودود تنبیہ۔ اقول فرق ہے دیں سمی کے مناط استحوار و مطہر استحوار ہونے میں، اول کے
یہ سے لے استحوار صدقیت پر موقوف ہے، یعنی وعدہ دلیل نے محال کر دیا، اگر سمیع میں نہ تاہم عفتاً

مکن تھا، یہ استعمال شرعی ہوگا، ورنہ ان کا یہ حاصل کہ صدق آیت مان تسلیم استعمال پر موقوف یعنی اگر
محال عقلی نہ، ایسے تو مفاد آیت صادق نہیں آتا، یہ استعمال عقلی ہوگا، فقیر نے بن قینوں دلیل آخرین
میں یہی طریقہ برتنا ہے، نصیت یہ کہ کلام مقدمات سلسلہ پر مبنی ہوگا، اس قدر دلیل کو غفلت سے
خارج نہیں کرتا کہ لا یعنی ضد صریح کہ آیات میں نہ ہم ثبوت والحمد للہ مالک الملکوت یہ
بحمد اللہ تیس دہائیں ہیں کہ مجاہد حاضر کی گئیں، اور اگر غور و استقصا کی فرصت ہوئی، تو باری عزوجل
سے امید زیادتی تھی پھر کسی مع درغابہ اگر کس ست یک حرف بس ست + واللہ، لہذا دی اسے
الحق الطہین والحمد للہ صاحب العالمین +

تشریحہ شوم۔ روڈ بیانات امام و بابین

یا مشر مسلمین، ان ہمارے عنایت فرما میں خدا ہم اللہ تعالیٰ الی الحق المبین کا معاملہ
سخت باریک جملہ تباہ سادگی ایک شخص کو، ہم بنالیا درمیش خویش آسان بریں پر خاک رکھ دیا
ابہ اش کے خلاف کسی کی بات قبول ہوئی تو بڑی بات، کان تک آئی اور طبیعت نے آگ لی،
آمت ہوئی اور غصہ نے باگ لی، شینے سے پیچھے ہی بٹھار یا کہ مرکز نہ سنیں گے، بگڑنے کی قسم کہ

سخت تنبیہ ضروری قطع نظر سے کہ ان کے امام کا ذات کے رد کا امام ہے، بظہر من الشمس واقعہ ہے کہ میں
حق کے باطل یہ امت مسلمہ سے با برہرت بولتا دام طلبہ اعلیٰ نے یہ جواب دی جواب رقم فرمایا اس سریر کا
لکھا نہایت ضروری تھا کہ میں نے قاعدہ ماہر اللہ بہ بن پوجھل کا یہ قول، سی امام امام کی حالت میں ہے، اور
سلسلہ سے اسی شخص کی طرف اشارہ کیا تھا کہ کوئی جواب داری عوام کو اس کا کذب کا دھتکا لگانے، اور با حق طلبہ
نے، میں کے در حمایت و حمایت میں لکھا مکان کذب کا مستند قیام جدید کسی سے میں لگانا اور سحر جلاز
العاشرت تو اولاً پس امامت ثابت انبیا بشرم حاکم ہر طرح لاٹنگوی صاحب پر و بشرطیکہ یہ رسالہ تفسیر دیکھ کر ہدایت
رہا میں اور علت تجدید سخت و سخت مکارہ یہ نہیں، میں سریر کا جواب دیا میں اگر نفع صبر سے پہلے دیکھیں،
مدایت ضروری دلا رہے یہ تو کوئی مقصد ہی غیرت میں کٹھن بیٹھے حمایت امام کا بیڑا اٹھانے اور بد شرعہ کا معروف
جاگدہ سینے، امام کو کھڑ کر حمایت سے موٹھ مٹا دی برٹی ملک فی اخافت کی طرزیت و سلام ۱۲ صبر میں از صبر

۱۲ صبر میں از صبر

بنائے نہیں گئے، آں ہوں کا پاس ہدایت سے یاس دلا رہا ہے، مگر پھر بھی ظہار حق کے بغیر چارہ
کیا ہے سے

میں بچہ شرط طاع ست، باتو سے گویم + تو خواہ از سحتم پست گیر و خواہ ملان
لاش نہ تھی تو بن دے، کہ ک ذرا دیر کے لئے تعصب و عنایت کو ہن رحمت سے قابل
ہم طریق سے، مد میں نصیم فریق، بنیتوں کے لحاظ سے نظر ہو چکے چلے پھر گوش ہوش کو اہانت
شیدوں ہو، پھر میری خرد کو حکم سجدن، اب اگر توں نصیم قابل قبول ہو، تو تباع حق سے کیوں حق
عدوں جو، ورنہ پھر وہی تم ہی کہہ رہے امام حجابہ آج، کام ہے کل بھی درجہ، اس جہد ساحت
میں کچھ رہے مگر رہے، نہ رنگ ماسٹ ماسٹ اٹھ رہے، ہاں اسے وہ صوبہ خود ہو سر کے دونوں طرف
توہ ساحت کے کان پہنچے جو جن پر ہوا کی کو صیں بیسان سخن سے باد ہو کر میں میں صوبہ دار سے
اور دن کا جہاں برسائی، ورنہ قدرتی ہیوں میں ان غمی غمی لہو یوں سے ٹھسے کے لاتی بنائی ہیں
کی تم میں کوئی اللہ اسمع دھو منہدہ کے قابل نہیں، ان سے گوشت کے وہ صنوبری مکڑا
جہینوں کے، میں ہوں میں ملک میں کے تخت شین ہو جس کی سرکار میں آنکھوں کے عرض
سیک کاوں کے صوبہ سرور حصار کے پرچے سناتے اور خمد کے وزیر فہم کے شیر لہو روشنی تفسیر
سے نظم و نسق کے شرے، ٹھٹھتے میں، کیا تم میں کوئی ہنیموں، لہو ہنیموں احسنہ کا
قابل نہیں جاں بیاہ، بنین حار تعصب باطل و اصرار باطل کا وبال شدید ہے سچ نہ کھل توکل
کیا دیکھتے، شب و ریاں فردا و سہم و دفع کا یوٹ عصب آلاں موعدہ ہم لصلوہ الیو،
الصلوہ تقریب اس دن رب، احووں علی صلح کا جواب کلا ہوگا، اور نفع بے امان الم تانکم
مدیر کے بگڑ و وزیر میں مکارہ، الہی سو رہے موش سنبھالو، آنکھیں مل ڈو، راستہ سوچنے
کی راہ نکالو، چل تو دیکھتے یہ بھی دیکھتے ہو، کہ اس جھل اندھیری میں کس کے پیچھے ہو؟ جس نے نصرت
ایک مسئلہ کذب، داری بلکہ خود رج رو نفع معتزلہ مرسیہ فاسر یہ کرامیہ و غیر جم طوائف ضلالت کی
بدعت شیعہ، اور حق کے علاوہ صد اعضا مات قبیلہ فعلیہ کی خد قیں جھک کاش، اور تو میں
ان قدر شو کہ میں استم، بعض ہوں کی خرمک نہ ہوئی چشم فہم میں وہ ہلا کی نیندیں جھک آئیں اور
پھر گمان یہ کہ میں میٹر و کاندایت آل ہیبت ہیبت کماں ہو، بیت اہکماں یہ چال سے

اذا كان الغراب ذليل قوم • سيهد بهم طريق الهالكين
 شد اپنی حالت پر رحم کرو۔ قبل اس کے کہ پھر مغفرت سے سزا ہو کہ لادیں اصلوا السبيل کام
 نہ آئے اور لا تحتموا الذی کی مصیبت بمجملہ استاذنا الذی انعمواہ کارنگ کھائے
 سبھا، فقہ سبھا دین قومنا باحق وامت حبر العالمین • نفیر میں تہجد محمد وحمید رشید
 کو پناہ شیخ بن کر جلال مقال میں قدم دھرتا۔ قدوسہ نے نازک طبعوں گراں سمیں
 ہیں بیبیوں، اتنا تو ان بیوں سے کچھ عرض کرتا ہے

کیتے قائل سے کہتے ہوں احوال دل نگر • دیکھ کہ شان ناز پرستوں گراں بہہ ہو
(بہا القوم) • من حضرت امام اول و اہمیت ہندیہ معلم ثانی ملو لغت مسجد کو اپنی اوج کا
 مزہ مقدم تھا، بے باک روی میں اسے کا عالم تھا، زبان کے آگے مارہ بل چلتے جہ تبے، میرک
 کسی کے سنبھالے سنبھیتے جہ صرحا کھے مسجد جو اذیر، فکی رکھنے سے پورا پیر
 گشت شگنی گاہ مسجد زنی آتش • ان مذہب تو سر و مسلک نکلدارو

اسی لئے حضرت کی ایک کتاب میں جو کفر ہے، دوسری میں ایمان، آج حمل ہے کل پکا شیطان
 ایک آنکھ سے باطنی، دوسری سے صفا، ایک پر میں زہر، دوسری میں شفا، قدر کیوں جانیے
 ایک اقد پر صراط، ایک پر تعویذ کھینچے ایک دوسری کا ذکر دے تو سہی، ب ایک بڑی
 مصیبت سے جس کے سے حضرت نے اپنی تعانیف میں بڑے بڑے پال باد سے ہر پیش خویش
 آہستہ آہستہ سب ساکن کر لئے، سے نفیر نے اپنے محمود مبارکہ الباسراقۃ الشارقة
 علی مارقة البشارقة مکرر تو مکرر دے نفیر نے یہ العطایا النبویہ
 فی الفتاوی الرضویہ میں معصومہ و تل بیان کیا، یہ سوجھی کہ وہ مطلب
 کئے کا حب تک شد تھا سے کا دہوت صدق مائل بہ جو، لہذا رسالہ کیر و ذی میں مکان کذب
 کے قائل ہوئے، اور اس بیحدہ و عوس کے ثبوت کو ہزار جان کنی وہ نہیں جن البطان طاہر
 کیے

ہذیان اول امام ہابیہ

عہد محمد اندھا نے وہ بار میں جلد ہے ۱۲ دفعہ پڑھو

مگر کذبت نبی محال ہو، اور محال پر خدا کو قدرت ہیں، تو اللہ تعالیٰ جھوٹ بولنے پر قادر نہ ہوگا،
 حالانکہ اکثر آدمی اس پر قادر ہیں، تو آدمی کی قدرت اللہ کی قدرت سے بڑھ گئی یہ محال ہے۔ تو
 جب کہ اس کا جھوٹ بولن ممکن ہو **ایہا المسلمون** خدا کا اللہ سبھا بھجوں شد
 نظر العنا، اس احوال عوام و خلفا سے تمام کو غور کرو، کہ میں اس کی گانہ میں کیا کیا زسر کی
 تیزیاں بیدی میں اولاد جو کا دیا کہ آدمی تو جھوٹ بولتے ہیں، خدا نہ بول سکے، تو قدرت
 انسانی اس کی قدرت سے زائد ہو، حالانکہ اہل سنت کے ایمان میں انسان اور اس کے تمام
 احوال و اقوال و ادوات حاصل سب جناب باری عزوجل کے مخلوق ہیں، قال اللہ علی
 سجاوندی نے واللہ خلقکم و ما تملکون • تم اور جو کچھ تم کرتے ہو سب اللہ ہی کا پیدا کیا
 ہوا ہے • انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ہے، اس کے سارے افعال بولنے، غور
 و عمل کی سچی قدرت سے خارج ہوتے ہیں، آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ و تکوین کے
 پکارتے، انسان کا صدق کذب کفر ایمان، طاعت، عصیان جو کچھ ہے، سب اسی قدیر
 مقتدر جل و علا نے پیدا کیا، خدا اسی کی عظیم قدرت عظیم، روت سے وقع ہوتا ہے و ما تشاءون
 اقلان بشاء اللہ سب مہم • تم نہ چاہو گے مگر ہر اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہن کا
 ع آس کا چاہا ہو اہمارا نہ ہو اسے

ما مشئت کان و ما تشاء یکون • لا ما یشاء الدھو و الا فلاک
 میرکتا بڑا غریب دیا ہے کہ آدمی کا نفس قدرت الہی سے جدا ہے یہ خاص اشقیب سے معتزلہ کا مذہب

سہ ملے دیں • جو رسالہ کہ کذب میں ہے وہ عیب شدہ • میں پر حال حضرت اس کے سند میں پہنچا فضل لکھ کر
 میں قولہ و هو محال لانہ نقص النقص علیہ تعلی صال (اقول اگر اوزد ملل سے سب کہ خود قدرت الہی علی صیت
 میں و سب کہ کذب کہ کہ ملل میں سے سبھا یا شد جو قدرت حق و واقعہ دہانے اس پر لاکھ ایسا خارج قدرت نیست
 والا لازمیہ کہ قدرت انسان پر قدرت باری یا شد جو قدرت حق و واقعہ دہانے اس پر لاکھ ایسا خارج قدرت نیست
 اوزد ملل سب کذب • کہ کہ اس کی حکمت نصرت پس منتفیہ یا نفیرت، و لہذا ہم کذب و کذبات حضرت حق سبحانہ
 سے شکرہ الخ بقیہ عبارت سبب شکرہ دیر نہیں ہم سے کہی • اس سے اللہ تعالیٰ

تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس کا احوال بیان کیا کہ ان کی قدرت سے سب کچھ

پہنچنے اپنے ان سب باتوں سے متعلق ہو سکے، اس سے بڑھ کر کونسا تصور و فساد و نقصان ہوگا
اس تعذیب پر وہ سخت درہمی و عظیم غم ہی لازم آئے گی، جس کے ساتھ نہ غفل رہے نہ غفل نہ
یہاں نہ کفر اور بعض شکیاتے بد مذہب کو جو یہ امر نہ سوجھا، تو صاحبان کلمہ کیا کہ یہی بات پر بھی
خدا قادر ہے سب سے بدعتی کا نذرین دیکھو، کیونکہ اسے نہ سوجھیں وہ شت عین جو اس پر سے
قول پر لازم آتی ہیں جن کی طرف دم کو مٹی راستہ ہیں، مسلمان انصاف کرے کہ یہ تشبیہیں جو علما
سے اس مذہب بن کر ہیں، اس بد مذہب حدیث محرم سے کتنی بچ رہیں کہ نہ دل الذی
من قلبہم مثل قلوبہم نہ شاکت قلوبہم ما وہ لا یبدی کید الخسوسہ رابعاً
اقول اسرۃ قد، اگر دوسری تہ کی یہ دلیل سچی ہو، تو دودھ و شہد، ہزار ہا، بے شمار
خدا ممکن ہو جائیں، وجہ شیعہ، جب یہ قرار پایا کہ وہی جو کچھ کر سکے، خدا بھی اپنی دہت پاک
کے لئے کر سکتا ہے، اور معلوم کہ نکاح کر، عورت سے ہم ستر ہو، اس کے رحم میں لطف
پہنچنا تو قدرت الہی میں ہے، تو اگر جب کہ تاجی کا سوہوم خدا بھی یہ بات کر سکے، ورنہ آدمی
کی قدرت جو اس سے بڑھ جائے گی، اور عیب اتنا ہو چکا، کہ وہ آفتیں جس کے سبب ہیں اسلام
اتحاد و دل کو محل جاتے تھے، ہم وہاں سے قطعاً جائز مان میں، آگے صفحہ شہر نے، اور بچتہ
ہونے میں کیا دیکھ گھٹ گیا ہے، وہ کسی ذلت و خواری باقی رہی ہے، جس کے باعث ہمیں
نئے جھگڑنا ہوگا، بلکہ یہاں آکر خدا کا عاجز رہ جانا تو سخت تعجب ہے، کہ یہ تو خاص اپنے اہل
کے کام ہیں، جب دنیا بھر میں بڑھم ملا جلی سب کے لئے، اس کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، تو
کیا اپنی زوجہ کے بارے میں شک جائے گا، آخر سچہ ہونا یوں ہوتا ہے، کہ مطلقاً استقرار نہ
کرے، ورنہ خدا، استقرار پر قادر ہے، یا یوں کہ سنی ناقابل حدود، انقطاع یا مزاج رحم میں کوئی فساد
خلل آسبب مانع اول تو جب خدا دل ہے، کیا، ان سوانح کا نہ نہ کر سکے گا ہر حال میں، سو یہ

نہ ہی اس حق کے نزدیک اس کا کہ نامہ کائنات کا تو قیاس ہے، اس کی قدرت سے جو کتب و نقش و نثر وہ دیکھ رہا ہے
و بصفت سے پاک ہے اس خدا سے جو ہر کی قدرت سے ہونا برتر ہے، جو ۲۰ سالوں سے یعنی عجب وہ سر مکتبہ و شہر ہوئے
اور جس کیلئے کہ اسے جو ہم کی ذہن کھلم کھلو ہوئے، یہاں ہونی چاہئے کہ اس سے ہی ہوتا ہے، اس سبب اپنے تہ
تو کیا ہی نہ ہو، کی اصلاح کر سکے نہ ہو، بلکہ اس کے سکھانے سے مٹ کر لایا، قل یحییٰ لا تمسکوا بکتابکم و لا تمسکوا بکتابکم
جو ہر ہرگز نہ کرے گا دلائل و الا باقیہ العلی العظیم ۱۷ اس روحانی

سابقہ ممکن شہر ہے، تو سچہ ہونا قطعاً ممکن، اور خدا کا بچہ ضابطی ہوگا تو اس قدر دل ان کلان
ولدنا اول، البعدین، تو فرما کہ زمین کے لئے کوئی بچہ ہے تو میں سب سے پہلے تو جنے والا ہوں
تو قطعاً وہ خدا کا مکان ہو، اگرچہ منافی فیرت ہو کہ امتناع بالغیر شہر ہے، اور سب ایک ممکن تو کر دیا
مکن کہ قدرت خدا کی انتہا میں دلائل و الا باقیہ العلی العظیم خاصاً مائے دہلی کا
مذہب مہم کہاں کہ آدمی کی حرص کر گیا، آدمی کھنا کھانا ہے، پانی پیتا ہے، پھر خانا پھر تہ ہے اور
بیتاب کرتا ہے، آدمی قادی ہے کہ جس چیز کو دیکھا جاوے، نہ کھیں نہ کرے، نہ نہ چاہے کا دل
میں انکیاں دے لے، آدمی نادر ہے، کہ اسے پ کو دہلی میں ڈلو دے، آگ سے جلانے، خاک
پر لیٹے، یا مٹوں پر لیٹے، و انفسی ہو جائے، و ابلیس جسے مگر تانے موم کا موم نے مہم یہ سب
باتیں ہے لئے کر سکتا ہوگا، ورنہ عاجز شہر ہے گا، اور کس قدرت میں آدمی سے گھٹ رہے گا،
اقول جس خدا کی سے ہر طرح دہ و حریفنا ہے، کہ کر سکا، و حضرت کے زعم میں عاجز ہو، اور
ماجرہ میں کر سکا تو، انصاف حد نہیں، محتاج ہو، محتاج خدا نہیں، لوٹ و، موٹ
خدا میں تو شمس و مس کی طرح، ظہور و سرکہ و بلوی بہادریہ قول ابتر حقیقتاً، انکار خدا کی طرف بھروسا
قد ہوا اللہ حق دہر کا، والعیاذ باللہ من اعدال الشیطان مگر سمجھنا رہنا مارا سچا خدا

۱۰ حملہ سدیدی علی الظاہر و علیہ علی نے تکتہ المظاہر و الیہ صاوی و المذاریک و اذتاد العقول و
عہد اولیٰ الخلفاء و صحیحہ صاف لاہار علیہ نامی حاجہ علی اذ نکات قادیانیت لیبیۃ ۱۲ نہ کیا عجب
مکان شہر کیا، ایک ہی ہو کر وہ جائیگا خدا تعالیٰ کی مدد و را یک مری سے بھی گئی گندی جو جیسے میں میں میں
رہتی ہے یہ اس میں لاکھ لاکھ، دیکھ دیکھ صافوں کی پودہ بڑھ کر سندس کے لئے کو کھڑ نہ کر کے گی، ۱۳ اس روحانی

تہ ایک دھنر قادی ہے کہ کسی حدیث سے تین دن کے لئے متاثر ہو جس سے وہ فوجد صاع پر شہر کرے، ایک، ۱۴ اس روحانی
کہ یہی ہو کر شہر دلی سے چھوٹے عجب عجب کہ تہ اہل عرب سے دوسرے ایک نجدی قادی ہے کہ گھنٹ جاز سے اسی ناک
اڑاے گا گھنٹ کر پارہ نکات، ایک، تہ قادی ہے کہ کسی گھنٹہ میں چھوٹی کوئی مہم سے سونے میں یا دلی گندی حد سے
میں امتحان دے کہ دستار بعینت سر پہیٹے، مگر بلوی موم کا حدیثی جو ہم میں سب ان پر قادی ہوگا دلائل و

لا قوتہ الا باقیہ العلی العظیم ۱۷ اس روحانی

ہدیان دوم مولائے شجریہ

[illegible]

کایہ حاصل ہے حاصل کہ مذمب اللہ تعالیٰ کے کلمات وصفات وادع سے ہے اور صفت کمال
وقابل عجز ہی ہے کہ حکم باد و قدرت بلحاظ مصلحت عیب و دانش سے بچنے کو کذب سے باز
رہے، نہ کذب پر قدرت ہی نہ رکھے گونگے یا پتھر کی کوئی تعریف نہ کرے گا، کہ یہ جھوٹ نہیں بولتا
تو لازم کہ کذب الہی مقصد و ممکن ہو اقول وباللہ التوفیق اس ہدیان شدیدہ المؤمنین کے
لشائع و مفاد حدیث سے زائد گمراہ تو سنیوں پر گناہیوں پر جو تازیانے و گناہ و اولین و من فقیر
میں حاضر ہوئے پیش کش کرتا ہوں و اللہ العزیز نے کل حرف و کلمہ تازیانہ (۱) اقول الحمد للہ
للہ و العظمیٰ للہ و اللہ الذی لا الہ الا هو۔ کہوت کلمہ تخریج میں احوالہم ان یقولوا
کہ باہ شد یہ ظلم شدید و مضلل بعید تا شاگردی نہ کیا بجا خود اپنی زبان سے کذب کو عیب و کوت
جانتے، پھر اُسے باری عزوجل کے لئے ممکن بتاتا، اور اللہ کے جھوٹ نہ بولنے کی وجہ یہ ٹھہرتا ہے
کہ حکیم ہے اور مصلحت کی رعایت رکھتا ہے مذاکرہ فاعل عن عیب الکذب و تنزیل عن التلوٹ یہ
یعنی اس حفاظ سے کہ عیب عیب و عیب سے آلودہ نہ ہو جو کذب سے بچتا ہے، دیکھو صفات
صریح اس لیے کہ باری عزوجل کا عیب دار و عیب ہونا ممکن، وہ چاہے تو اسی عیب و ملکوت میں جئے
مگر یہ ہر حکمت و مصلحت کے خلاف ہے، اس لئے تصدیق پر پیر کرتا ہے تعالیٰ اللہ عما یقولون
علوا کسواہ اور خود سب سے اصل منہ خود سب دیکھیے، ملائے تہجیح کا یہ ادا ہے مقدوح
اس کلام تہ کے رد میں ہے، کہ کذب نقص ہے، اور نقص باری تعالیٰ پر محال، اس کے جواب
میں فرماتے ہیں، محال بالذات ہونا ہمیں تسلیم نہیں، بلکہ من و سیلوں یعنی دونوں ہدیانوں (۲) سے
ممکن ہے، تو کسی صاف روشن تصریح ہے کہ نہ صرف کذب بلکہ ہر عیب و آلائش کا خدا میں آنا
ممکن و اہ بہ در کیا نیم گردش چشم میں تمام عقائد متشرعہ و تقدیس کی جڑ کاٹ گیا فاتحہ، جابر جنت
قابل، ادعا، ہترا، بھگتا، گونگا سب کچھ ہوتا ممکن ٹھہرا، کھانا، چنا، پانا، پھرنا، پیٹ ب کرنا،
بیمار پڑنا، بچہ عننا، ادھکنا، سونا، بلکہ مر جانا، مر کے پھر پیدا ہونا سب جائز ہو گیا، غرض اصول
اسلام کے ہزاروں عقیدے جن پر مسلمانوں کے دامن میں یہی دلیل تھی، کہ موئے عزوجل پر نقص و
عیب محال بالذات ہیں، دفعہ سب باطل و بے دلیل ہو کر رہ گئے، فقیر متشرعہ دوم میں زیر
دیں اول ذکر کیا کہ یہ مسئلہ کسی عظمت والا اصل دینی تھا، جس پر ہزار ہا مسئلہ ذات و صفات

باری عزوجل متفرع و منفی اس ایک کے انکار کرتے ہی وہ سب اڑ گئے وہیں شرح مواتع سے
 گذرا کہ ہمارے لئے معرفت صفات باری کی طرف کوئی راستہ نہیں، مگر فعال الہی سے استدلال
 یا یہ کہ اس پر عیوب و نقائص محال، اب یہ دوسرا راستہ تو ہم نے خود بند کر دیا، رہا پہلا یعنی افعال
 سے دلیل لانا کہ اس نے ایسی عظیم چیزیں پیدا کیں، اور ان میں چھ مکتبیں و دہشت رکھیں، تو ہجرم
 ان کا حق بالبدنہ عظیم و قدیر و حکیم و مرید ہے اقول! احکام استدلال صرف انہیں صفات و
 کمالات میں باری، جن سے خلق و تکون کو علاقہ قدسی، ہاں ہزار مسائل صفات ثبوتیہ و سلبیہ
 پر دلیل کہاں سے آئے گی، مثلاً مصوعات کا ایسا پہلے درجہ ہو مگر دلالت نہیں کرتا، کہ
 ان کا صانع صفات کلام یا صفات صدق سے بھی منصف یا قوم و کل و مشرب سے بھی منزہ ہے
 ثانیاً جس صفات پر دلالت افعال، وہاں ہی صرف ان کے حصول پر دل، زہد کہ لگا عدوت
 ممنوع یا بدال محال، مثلاً اس نعم عظیم و عظیم بنانے کے لئے بے شک علم و قدرت و ارادہ و
 حکمت و درکار، مگر اس سے صرف بناتے و بنتے، ان کا جو ثبات ہمیشہ سے ہوئے اور ہمیشہ رہنے
 سے دلیل سکتا، اگر دلائل سمیع کی طرف چلیے اقول! اوّلًا جس صفات سمیع پر مستقدم، قرآن کا
 سمیع سے اثبات دور کو مستند ثانیاً سمیع ہی صرف گنتی کے سلوب و بیجا باب میں وارد آں کے
 سو ہزاروں مسائل کس گھر سے آئیں گے مثلاً مخصوص شریعہ میں کہیں تصریح نہیں، کہ باری عزوجل
 میں عروس و امراض و بول و بار سے پاک ہے، اس کا ثبوت کیا ہوگا ثالثاً مخصوص بھی فقط
 وقوع و عدم پر دلیل دیں گے، و بموجب استعمال و ازلیت و ابدیت کا پتہ کہاں سے چلے گا، مثلاً
 بکل شیء عظیم، یعنی کل شیء قدیر ہے یہ بے شک ثابت کہ اس کے لئے علم و قدرت و ثبات
 یہ کب نکلا کہ دل سے ہیں، اور اندک رہیں گے، اور ان کا زوال اس سے محال، یوں ہی د
 ہو یطعم و لا یطعم و لا تاخذ و لا تفسد و لا یوم کا انا حاصل کر کھاتا، پیتا، سوتا، اڑھتا
 نہیں، نہ یہ کہ یہ باتیں اس پر جتنے ہاں ہاں ان سب امور پر دلالت قطعی کرنے والا ان تمام
 دعائی کی رتبہ و ادبیت و وجوب و قنط پر پورے کامل ٹھیک اترنے والا، سزا و ان سزا مسائل
 صفات ثبوتیہ و سلبیہ کے، اثبات کا یکبارگی سچا اور لینے والا مخاف دی جوش فیر جنوں و
 جوش کے موطن میں دفعہ بھاری پھر دینے والا نہ تھا، مگر وہی یقینی عقلی بدہی، اجماعی ایمانی

مشکل کہ باری تو نے پر عیب و مستقیم حال بالذات جب ہی ہاتھ سے کیا، سب کچھ جانتا ہا
 اب نہ دین ہے نہ نقل و نہ یمان نہ عقل انا لله و اما الله سراحون۔ کذلک لظہر الله علی
 کل قلب متکبر معقول ہاں وہاں یہ تجدید کو دعوت عام ہے اپنے مولائے مسلم و امام
 مقدم کا یہ بیان، مکان ثبات مان کر قیادت میں کر، کہ ان کا معبود بول و راز سے بھی پاک ہے
 یا نہیں، حاشا نہ قنوع تو، تسامع عدم وقوع کے بھی مائے پڑیں گے، آخر قرآن و حدیث میں
 تو میں اس کا ذکر میں، نہ افعال ہی اس معنی پر دلیل، اگر اجماع مسلمین کی طرف، جوع لائیں
 در بے شک اجماع ہے، مگر جان برادر! یہ بے شک ہم نے یوں ہی کہا کہ یہ عیب میرا عیب
 سے تشریہ مسلمان کا ایمان تو تعذبا کوئی مسلم ان امور کو روئے رکھے گا، عیب سے طوط مکت
 ثبات اب ثبوت جماع کا یہ دیدہ، اقل در دایت سے ثابت کرو گے حاشا غفل اجماع در کنار
 سعاد و سعد کنایوں میں اس مسئلے کا ذکر میں ہیں اگر کہیں ہوں وہاں کا وقوع، ایسے کالات جسمانیہ
 پر موقوف حق سے جواب باری مندرجہ اوّلًا کالات کے بطور آیات و اجزائے ذات ہونے
 کے سنی پر سوا اس وجہ تشریح کے کیا دلیل، جسے تمہارا نام دوسرے درمیٹھا ثانیاً توقف
 مروج، آخر یہ کالات، ہاں در مال ویرانہ گوش کلام و بصورت و معنات یوں ہی ہے کالات بول و بارز
 ت کو، لغت، ہی حقیقت، صورت کفریات لازم نہیں گئے کہ تمہارے امام کا وہ ہمتاں امکان تسلیم ہو کر
 قیامت تک اس سے مغرور بننے کی کدالت، و بحق الله الحق و بطل الہ ظل و دیگرہ لھجوں
 مسلمانوں نے دیکھا کہ اس کا ثبات کے سرور و نام مدعی، اسلام نے کیا پس بویا، اور کیا
 کچھ کھویا، اور ہاتھوں حق خدا سے کو کیسے ڈبویا سزا و س کفر شیعہ و ضلالت قطع کا و رواہ کیسا
 کھولا، کہ اس کا مذہب اس کر کہیں بند نہ ہوگا، پھر دوسرے یہ ہے کہ دنیا بھر میں میں کو حد میں، ماتی
 سب مشرک، سبحان اللہ یہ ٹوٹے اور یہ دھوئے، اور ناقص و بھی دھوٹ خدا کے پوسے والے کس
 ٹوٹے جسے جس ہے تماشیدہ باطل موجود کو حضرت حق سبحانہ کہتے ہیں، سبحان اللہ وہی سبحانہ
 کے تاقی، جس میں دنیا بھر کے عیسویں، آلائشوں کا اسکان حاصل، اعزۃ اللہ ہیں اپنے رب ملک
 مسنون قدوس عزیز مجید عظیم عدیل کی طرف سزا و دہن و حد سزا و جہاں برادرت کر تا ہوں تیرے
 اس عیبی آلائش تشریدہ معبود اور اس کے سب پوجنے والوں سے مسلم لائق تمہارے رب کے

ہوئی کہ یہ طائفہ تالفہ اپنے آپ کو موصوفہ اہل سنت کو مشرک کیوں کہتا ہے؟ اس کے زعم میں
 اللہ عز وجل کے لئے اثبات کمالات واجبہ فلذات شرک ہے، کہ لفظ وجوب جو مشرک ہو جائے گا
 اگرچہ وجوب بالذات و وجوب فلذات کا فرق اس لفظ مکتب پر بھی معنی نہیں، مگر یہ وہ وجہیت کی
 حالت جانتا ہے، ولہذا اس فرقہ ضد نے با اتباع کرامیہ کمالات انبیہ کو مستغنیائے ذات نہ ٹھہرایا
 تو جیسے مستور نے تعدد قدسات پہنچے کو نفی صفت کی اور اپنا نام اصحاب التوحید رکھا، یہی اس
 طائفہ ہریدے نے اشتراک لفظ وجوب سے بھاگنے کو نفی تنفائے ذات کی اور اپنا نام موحّد
 راشداً فی ذلک اقول سے

خسر الذین بالاعتزال والتوہب جاؤا

ذا اهل توحید و خلافت موحّد خواہ

ضم القلوب تشاہدت وفتنا سبب الاسماء

تنبیہ بنیہ بول، سفیہ کو جبکہ اس کے است و قدیم الیس بریم علیہ اللعن نے بہ نقصان و تلوث
 باری عز وجل کا مسک سکھایا، تو دوسری کتاب افصاح اساطیل سنی بہ، بیضاح الحق میں ترقی
 ضلال و شدت نکال کا راستہ دکھایا یعنی اس میں نہایت دیدہ و بینی مسائل تنزیہ و تقدیس
 باری تعالیٰ عز وجل کو جن پر تمام اہل سنت کا اجماع قطعی ہے صاف بہ صحت حقیقت بتایا۔
 جبری بے پاک کی وہ عبارت ناپاک یہ ہے، تنزیہ او تعلیٰ از دناں و مکان و جہت و اشبات
 رویت بلا جہت و ہی ذات و قول بصدور عالم پر بسبب ایجاب و اثبات قدم عالم و امثال اس
 ہمہ از قبیل بدعات حقیقت است اگر صاحب اس اعتقادات مذکورہ را از جنس عقائد و بنیہ می
 شمارد آہ مخلصا، دیکھو کیسا بے دھڑک لکھ دیا، کہ اللہ عز وجل کی یہ تنزیہیں تقدیس کی گئی
 زمانہ و مکان و جہت سے پاک جانتا اور اس کا دیدار بلا کیف حق ماننا سبب بدعت حقیقیہ
 میں، سچ ہے جب اللہ تعالیٰ کے لئے ہر عیب و آلائش کو ممکن ماننا سنت طوعہ امام نجدیہ
 ہے، تو اس عزیز مجید جل مجدہ کی تنزیہ و تقدیس آپ ہی بدعت حقیقیہ شریعت و دینیہ ہوگی،
 وہی حساب ہے ح کہ تو ہم درمیان مانگنی، مشرکین بھی تو دین اسلام کو بدعت بتاتے تھے
 ما سمعنا بهذا فی الملة الاخرۃ حج ان هذا الاختلاف فی خیر میں تک تو زری بدعت ہی

بدعت تھی آگے شرابہ ضلالت تیز رفتور جو کہ اونچی چڑھی اور نشے کی تنگ کیفیت کی آنکھوں میں
 پر آکر کفر تنگ بڑھی، کہ اللہ عز وجل کو پاک و منزہ اور دیدار الہی کہے جہت و مقابلہ مانے کو غلو و غلو
 کے قہیم جانے اور خالق تعالیٰ کہے اختیار ماننے کے ساتھ گناہ اور آستہ ان ناپاک مسئلوں کے
 ساتھ کہ باجماع سلین کفر محض میں، یک حکم میں شریک کیا۔ اب کیا کہ جائے سہ اس کے کہ
 وسیع العلم الذین ظلموا ائیت مقرب بنقلہوں، ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
 اچھے امام اور اچھے ماموم ع مذہب معلوم داہل مذہب معلوم، تازیانہ ۳۰۔ اقول و ما ثق التوفیق
 سفیہ حقیق کی اور جہالت و ضلالت دیکھئے خود ماننا جانتا ہے، کہ صدق اللہ عز وجل کی صفات
 کمالہ سے ہے حدیث دل صفت کمال میں ست ان پھر سے امر اختیار ہی جانتا ہے، کہ باری
 تعالیٰ نے باوجود قدرت عدم برہایت مصلحت بطور ترغیب اختیار فرمایا، اہل سنت کے مذہب
 میں اللہ عز وجل کے کمالات، اس کے پاس کے قدرت و اختیار سے نہیں، بلکہ اقتضائے نفس
 ذات ہے توسط قدرت و ارادہ و اختیار اس کی ذات پاک کے لئے واجب و لازم میں نہ کہ معلوف
 اللہ عز وجل کی صفت، یا ان کا عدم اس کے زیر قدرت تمام کتب کلامیہ اس کی تصریح سے مالا
 مال، وہ اعادیت و آثار تہا سے کان تک بھی پہنچے ہوں گے جن میں کلام الہی کو اختیار الہی
 ملنے والا کافر ٹھہرا ہے، اور محب ہیں کہ بعض ان میں سے میں بھی ذکر کردوں، مجھے یہاں حیرت
 ہے کہ اس بے پاک بدعتی کو کیونکر الزام دیں، اگر یہ کتابوں کے صفات کما شیعہ، انہی کا اختیار ہی
 اعدان کے عدم کا زیر قدرت باری نہ ہو آئمہ اہل سنت کا مسئلہ اجماعی ہے، کہ اس نے جیسے
 اور مسائل اجماعیہ تنزیہ و تقدیس کو بدعت متقیقہ لکھ دیا، یہاں کہتے کن، اس کی ذہن پکڑتا ہے
 کہ آئمہ اہل سنت سب بدعتی تھے، اور اگر یوں دلیل قائم کرتا ہوں، کہ صفت کمال کا اختیار ہی
 اور اس کے عدم کا زیر قدرت ہونا مسئلہ علیہ و مقصود ہے، کہ جب کمال اختیار ہی ہوا، کہ
 چاہے حاصل کیا یا نہ کیا، تو جب و نقصان بھی نہ ٹھہرا، اور مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ کا موصوف
 بدعتات کی یہ ہونا کچھ ضروری نہ ہوا، تو یہ اس مذہب کا مہن مذہب ہے، وہ صاف لکھ چکا،
 کہ باری عز وجل میں عیب و آلائش کا آنا ممکن، مگر ہاں ان پیروں سے، تناکوں کا کہ آئمہ کھول

کہہ دیکھتے ہاؤ کس منزل کی کتاسی کہ ہم جانتے جو جو صراط حق تھا، جماعیہ اہل سنت و جماعت کو نہ کرتا جاتا ہے۔ پھر کہنا کہ تم سنی میں تنبیہ نبیہ حضرت نے صفات کا یہ ہدی بل و علا کا اختیار ہی ہونا کچھ قطع صفت حسن ہی میں نہ لکھا بلکہ مسئلہ علم الہی میں بھی اس کی تصریح کی کتاب لغویہ الایمان سے یہ تقویۃ الایمان ع برعکس سند نام رکھی کا فورہ میں صحت لکھ دیا غیب کا دریافت کرنا ہے اختیار میں ہو کہ حب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب سی کی شان ہے۔ عاشق اللہ، اللہ عزوجل پر صریح بہت ہے۔ دیکھو بیان کلم کھلا اقرار کریں کہ اللہ تعالیٰ چاہے وہ علم حاصل کرے، چاہے جاہل رہے، شاپش بادر، چھایان رکھتا ہے خدا پر ۱۱ سنت کے مذہب میں ازل ابد اہر بات کو جائزات پاک کو لازم ہے نہ کہ وہ کسی کے ارادہ و اختیار سے، نہ اس کا حاصل ہونا یا مائل ہو چنانہ کسی کے قابو و اقتدار میں، پیر و صاحبو! فد پیر طائفہ کی بد ذہبیاں گنتے جاؤ۔ اچھے امام معظم کے لئے ہم اہل سنت کے امام اعظم امام اقدس امام لائق سراج الامم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رت و واجب الانقیاد کا تحذیر و نقد کبریٰ فرماتے ہیں صفاتہ تعالیٰ فی الاشیاء غیر محدثہ و لا مخلوقہ من قال: انہا مخلوقہ او محدثہ اود قف دیھا اذ شک دیھا دھوکا نہ باللہ تعالیٰ صفات الہی ازلی ہیں، نہ وراثت، نہ کسی کے مخلوق، تو جو انیس مخلوق یا حادث بتائے یا ان میں تعدد کرے یا شک لائے وہ کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کا منکرہ اقوال وجہ اس کی وہی ہے کہ صفات مقتضائے ذات تو ان کا حادث و بدل فنا ہونا ذات کے حادث و قابلیت فنا کو مستلزم اندیہ میں مکارفہ ہے و العباد باللہ رب العالمین تازیانہ ۳۔

اقول و باللہ الشہیق جب صدق ہی اختیار ہو، اور قرآن عظیم قطع اس کا کلام صادق تو واجب کہ قرآن عہد اللہ تعالیٰ کے مقتضائے ذات نہ ہو ورنہ قرآن لازم و مت ہوگا اور صدق لازم، قرآن اور لازم لازم اور لازم کا اختیار ہی ہونا مدامتہ باطل اور جامع مسلمین جو کچھ ذات و مقتضائے ذات کے سوا ہے سب حادث و مخلوق تو دلیل قطعی سے ثابت ہوا کہ مولائے دہائیں پر قرآن عظیم کو مخلوق ماننا لازم، اس بارے میں گریہ حضرت عہد اللہ بن مسعود و عہد اللہ بن

لے الشیخ ازلی نے الانقلاب و المحیط و من طریقہ ابن الجوزی بوجہ آخر ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ
لے ابوحنیفہ السجری نے الابانۃ عن اصول الدیادۃ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

ہماس و جابر بن عبد اللہ و ابوہریرہ و ذر بن اوس و عمران بن حصین و رافع بن خدیج و ابو حکیم شامی و انس بن مالک و ابوہریرہ و اس صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی حدیثوں سے مروی ہوا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے مخلوق کہنے والے کو کافر بتایا، گمراہاں ہوا کہ اس حدیث میں کوئی اضافہ نہیں کیا، کلام شدید ہے، بعد ازاں اقبال صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ اعلام علیہم رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی روایت سے، امام لاکانی کتب السنہ میں سند صحیح روایت کرتے ہیں انبیا نا، الشیخ ابو حامد بن ابی طاہر الحنفیہ انبیا نا، احمد بن احمد ابو اعطی حدیثنا محمد بن عمرو بن العاصری حدیثنا احمد بن محمد بن العاص شیبی حدیثنا سفیان بن عیینہ عن عمرو بن دینار قال: اذ رکت تسبیحہ من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقولون من قال القرآن مخلوق دھوکا کا دہی حضرت عمرو بن دینار فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نزدیک کو پایا کہ فرماتے تھے جو قرآن کو مخلوق بتائے کافر ہے ۱۱، یعنی کتاب الاسماء و الصفات میں امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عن آباء اکرام سے مروی کہ مخلوقیت قرآن ماننے والے کی نسبت فرماتے کہ یقتل و لا یتتاب قتل کیا جائے اور اس سے کتبہ نہیں (۱۲) اسی میں امام علی بن ابی طالب سے منقول ہے کہ کافر ۱۱، اسی میں امام مالک سے مروی کہ کافر یا قتل و کافر سے قتل کرو ۱۲، ابن ماجہ میں بھی بن ابی طالب سے روایت من زعم ان القرآن مخلوق

لے اخراج عمد الخطیب ۱۲ منہ الدلیلی فی مسند العہد دس ۱۲ منہ الشیخ ازلی الانقلاب الدلیلی فی مسند العہد دس بوجہ آخر ۱۲ منہ الدلیلی من طریق الامام الشافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ لے کالذی قبلہ ۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ شہ روای عہد الخطیب ۱۲ منہ الدلیلی و هو عند المحیط بوجہ آخر ۱۲ منہ ابن عذی فی الکامل ۲ منہ الدلیلی نے الامار و الصفات ج ۱ سید لا مظہر لا یبغی و یحییٰ شعی سہا کلاں یستشهد ہا بن الجوزی موضوع اندھبی فی المیزان والی حد فی القسطن والصحادی فی المقاصد مائل نقاری فی المیزان اصلہ المیوخی فی لائل مارایت لہد ۱۱ الحدیث من طیبہ ۱۲ منہ رضی اللہ عنہ

یہو کا کہ جو قرآن کو مخلوق کہے کافر ہے ذکر ہذا کا اسامع الامام السخاوی فی المقاصد
الحسنة (۱۵۱) امام احمد کتاب السنن میں فرماتے ہیں من قال القرآن مخلوق فهو عندنا كافرا
لان القرآن من صفة الله قرآن کو مخلوق کہنے والا ہمارے نزدیک کافر ہے کہ قرآن خدا کی
صفوں سے ہے (۱۶) امام عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہیں من قال القرآن مخلوق فهو
ردیون جو کہے قرآن مخلوق ہے وہ ہے دین ہے (۱۶) امام سفیان بن عیینہ فرماتے ہیں القرآن
کلام الله من دل مخلوق یہو کا کہ قرآن کلام الہی ہے جو اسے مخلوق کہے کافر ہے (۱۸)
عبد اللہ بن ادریس کے سامنے خلق قرآن ملتے والوں کا ذکر ہوا کہ اپنے آپ کو موحی کہتے ہیں فرمایا
کہ ہوا لیس ہو لا موحیدیں ہو لا رما دقة من دعم ان القرآن مخلوق فقد دعم ان
الله مخلوق ومن دعم ان الله مخلوق فقد كبر هو لا رما دقة جوشے میں وہ موحی نہیں
نہیں میں جس سے قرآن کو مخلوق کہا اس نے خدا کو مخلوق کہا اور جس نے خدا کو مخلوق کہا کافر ہو
یہ ہے دین میں (۱۹ تا ۲۱) دیکھیں الجراح و معادین معاد و یحییٰ بن جبر فرماتے ہیں من
قال القرآن مخلوق فهو كافرا (۲۲) ابن ابی مریم نے فرمایا من دعم ان القرآن مخلوق
فهو كافرا (۲۳ و ۲۴) شب بن سوار و عبد اسر بن ہاشم قرشی فرماتے ہیں معاد کلام
الله ومن دعم ان الله مخلوق فهو كافرا قرآن کلام اللہ ہے جو اسے مخلوق مائے کافر ہے
۲۵ امام یزید بن ادریس نے فرمایا والله الذي لا اله الا هو لرحموا لرحمهم عدم العبد
والسجدة من دل نصران مخلوق فهو يدق قسم الله كي جس کے سوا کوئی سچے معبود نہیں
یہو کا کہ رحمت و لطف و عفو و غفران سے خبردار کہ جو کوئی قرآن کو مخلوق کہے مدین سے ادرش
ہذا کا دھڑکنے لگتا ہے اللہ یقینا شہرہ الطریقہ محمدیہ للعلاسیۃ السامیۃ (۲۶)
سیدنا امام عظیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصالیہ فرماتے ہیں من قال ان کلام الله معادون

لہ قول و دعوت ظاہر ہے کہ مخلوق حادث اور قرآن لازم ذات و محدث لازم حدوث مستلزم کو مسلم
در دعوت مخلوق فوجہ صحت اسے کو مخلوق نہ اسلارم حضرت مجید عور کریں کہ یہ لازم شیعہ یعنی معاد اللہ نہ
باری کا حادث و صحت ہر بات کے نام بھی لازم آیا نہیں صحت جہاں کہ لازم قول توں میں ہوتا ہر صحیح ہو

یہو کا کہ اللہ العظیم جو قرآن کو مخلوق کہے اس نے عظمت اسے حاکم کے ساتھ کفر کیا (۲۷) امام فخر
الاسلام فرماتے ہیں قد صرح عن ابی یوسف انه قال باطرت ابا حنیمة رحمۃ اللہ تعالیٰ فی مسئلۃ
حلق القرآن فانهم راہی و ساریہ عنان من قال بخلق القرآن فهو كافرا امام ابو یوسف رحمہ
اللہ تعالیٰ سے روایت صحیحہ ثابت ہو کہ انہوں نے فرمایا میں نے امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ
سے مسئلہ حلق قرآن میں مناظرہ کیا بالآخر میری ادا ان کی رائے متفق ہوئی کہ حق قرآن ماننے والا
کافر ہے (۲۸) مولانا علی قاری شرح فقہ کبیر میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں صرح هذا القول
ایضا عن محمد بن قسطلام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے بھی سند صحیح روی ہوا (۲۹ و ۳۰) فصول
عمادی پھر فتاویٰ ملکیری میں ہے من قال بخلق القرآن فهو كافرا (۳۱) خلاصہ میں ہے
لو قلنا ان قرآن ربہ شدہ است سیم پنج شنبی نہادہ شدہ یکہا (۳۲) خزائنہ المفتیین
میں ہے من قال بخلق القرآن فهو كافرا فصل مسئلہ عجم الدین السعفی من معنیہ قالت
ان قرآن آفریدہ شدہ است سیم پنج شنبی است و ہلادہ شدہ است هل یقع فی نکاحها شبہۃ
قل نعم لانہ قالت بخلق القرآن ایہا المسلمون امام ۲۰ بیہ کے مرتب اس ایک قول
کے متعلق صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین و علمائے دین و صوفیاء اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے یہ
بتیسرے فتوے میں من کہ دوسرے اس پر کھلا رہا اور اس کے بہت اقوال کہ اس کے مثل یا اس
ت بھی شیعہ تر ہیں اس کا کہن ہی کیا ہے ع قیاس کس نہ گستاخاں او بیار من راہ تلیم انساب
المعتام علی الایمان والسنۃ امین امین یا عظیم اللہ یہ چوتھا فرمایا ہے اس امر کے ظہر
میں سے کہ نولائے محدث ہے اس ایک توں میں کتنی کتنی بد مذہبیوں کیوں مقرریت کرتا کہ میت غیر
ہم اس کس طرح کی ضمانتیں ہیں کیسا کیسا عقائد اجماعیہ بل سنت کو بھٹایا اللہ عزوجل کی
مناب میں کس نامی و ہے دلی کو کس نہایت تک پہنچا یا جب عہد اللہ تعالیٰ سے فراغت
پاؤ اب عویقہ تعالیٰ نے تذیل دلیل کی طرٹ چلیے یعنی اس میان دوم میں جو اس نے امکان

لہ محمد و الحقیقہ صقوا بین اللہ و الا لزام ما فہم الا یکفیه ما فی ہذا من حساس و کامل
دیوار تمام و العیب اللہ فی المحلل دلا کہ امام ۱۲ صدھی ہر عہد

کذب باری پر ایک فریبی مغالطہ دیا اُس کا ترجمہ سنئے، ذرا اُس کی تقریر مغالطہ پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے کہ تارہ ہو جائے، حاصل اُس کلام پریشان کا یہ تھا کہ عدم کذب باری تعالیٰ کے صفات اس سے ہے جس سے اُس کی طرح کی بات ہے، اور صفت کمال و قابلِ طرح ہی ہے کہ کذب پر قادر ہو کر اُس سے پیچھے، سرے سے قدرت ہی نہ ہوئی تو عدم کذب میں کیا حوالی ہے، پھر کہ کوئی تعریف نہ کرے گا کہ جھوٹ نہیں ہوتا یہی جو کذب کا راہہ کرے مگر کسی طرح کے سببوں نہ سکے عقلاً، اُس کی بھی طرح نہ کریں گے، اب متوجہ اللہ تعالیٰ اپنے نقوس، جمالی، یعنی، میر حل مد لفظ کا مزہ دیکھیے واللہ! اسی دوی الا یاد ہی تیار یہ نہ ۵۔ رب عز وجل فرماتا ہے وما اربطکم للعدو میں بندوں کے حق میں ستمگر نہیں، فرماتا ہے لا یطعم ربی احداً تیار اب کسی پر ظلم میں کرتا، اللہ فرماتا ہے ان اللہ لا یطعم متعال ذرا بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک قدر سے برابر ظلم میں فرماتا ۶۔ اقول ان آیات میں مومن عز وجل نے عدم ظلم سے اپنی طرح فرمائی، کیوں تا جی! اصلاً جو ظلم پر قدرت

لے اقول اس امر کا سامنا میں دیکھ کر کہ قدرت، عبادہ کی جو تشریح عدم میں دیکھ میں مست و چارم کرنا کہ اللہ عز وجل پر ہر وہ شے ہی محال جو کمال سے محال ہو اگرچہ نقص نہ رکھتی ہو بلا ہرے کو کسی کمال سے محال ہے وہی اس کی نفی سے ہو گی جو کمال نہیں درجہ کمال ہیں وہ سب ہی عز وجل کے لئے محال اصل شیک جو فرمایا وہ صحت میں ۱۷۔ سنا کہ کما مشہور بعض دہریہ جانتے شیخ کی باری تقریر تھی کہ کوئی عبادی جس سے اس کے ذیالوں کا ایک حرف نہ ہو سکے اُس تقریر پر پیش کرنا پیش نظر رکھ لیجئے عدم کی کچھ بے ظلم مٹی محال میں در لازم آئے کہ قدرت لسانی قدرت ممال سے ماند ہو کہ ظلم و ستم اکثر آدمیوں کی قدرت میں ہے ان ظلم صحت حکمت سے و متبع ما بعد ہوا، اسی لئے عدم ظلم کو کمال صحت میں سچا نہ ہے کہتے اور اس سے اُس کی تعریف کرتے ہیں صحت و شجرو و حجر کہ امیں کوئی عدم ظلم سے تائیں میں اور ظاہر ہے کہ صفت کمال ہی ہے کہ ظلم پر قدرت تو ہو مگر برایت مصلحت و مقصد صفت کمالش ستمکاری سے پیچھے نہ ظلم نہ کرے، ایسا ہی شخص صاحبِ ظلم و انصاف کمال مدلی سے مدوح ہو کہ صفت اُس کے جس کے اعضا و جوارح بیکار ہو گئے ہوں کہ ظلم کر ہی نہیں سکتا یا قوت متعلقہ خاصہ جو کوئی ہے کہ مینے ظلم سمجھنے اداس کا قصد کرنے ہی سے عاجز ہے یا وہ شخص کہ جب مدلی و انصاف کا حکم دے تو یہ ظلم اس سے صادر ہو، اللہ جب ظلم کا حکم چاہے آواز بند ہو جاتے یا رہاں پر چلے یا کوئی تو خود بند کرے یا گلا و باد سے یا ایک شخص کسی سے سیکہ کر حکم کر کہ آپ حکم دیا جاتا ہی میں در وہ بنائے ۱۵۔ اسے حکام مدلی و انصاف ہی شائد ہے اس وجہ سے اُس سے ظلم صادر نہیں ہوتا، وہی خدا کے نزدیک قابلِ طرح نہیں بلکہ جب ظلم سے ترسے اور اُس کی آلائش سے متنور کے نے ظلم نہ کرنا ہی صفت شریعہ ہے اور جو ہو تو کچھ صحت میں را اُس کی معنی ہے کہ جس سے بہت کہہ بہت اشیاء ملاحظہ کیجئے نقض اسے لکھتے ہیں کہ ہم کو گئی نہ رکھے واللہ للوفی ۱۶۔ مہر دوی اللہ عز

ہی رکھے، اُس کی بے ظلمی کی کیا تعریف ہوں تو پھر کی بھی شاید کیجئے کہ ظلم میں کرتا، اسی طرح جو صورت ظلم پر ہے مگر حکم، یا کا خوف مانع سے عقدہ اُس کی بھی مدح نہ کریں گے، تو لاجرم باری عز وجل کو ظلم پر قادر کہئے گا، سبحان اللہ تم سے کیا تو جب کذب و غیروہر غیب و آلائش پر قدرت ہاں چکے، تو ظلم میں کیا ستم رکھتا ہے، مگر شاید کہ پیچھے کہ ظلم کہنے میں ملک غیر میں نصرت بخیا کو جب باری سبحانہ و تعالیٰ نے کو اس پر قادر مانے گا، کہ اپنے نفس اشیاء کو اُس کی ملک سے خارج اور حیر کی ملک مستقل ہاں پیچھے مسدودوں کو تو بزر زبان و دروہستان مشرب کہتے ہو جو دیکھتے ہیں کہ کافر مشرب س جانیے قال تعالیٰ ما فی السموات و ما فی الارض اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں سے درجہ زمین میں ۷۔ وقال تعالیٰ قل لمن ما فی السموات و الارض قل للہ تو فرما کہس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے تو فرما اللہ کا ہے ۸۔ وقال تعالیٰ ام لکم شریک فی السموات و الارض کی آن کا سا بھلا ہے آسمانوں اور زمین میں ۹۔ ولقد ابل سنت و جماعت کا جوع ظلم قائم کہ باری جل مجدہ سے ظلم ممکن ہی نہیں شرح فقہ الکبریٰ میں ہے لا یوصف اللہ تعالیٰ بقدر و قاعی انظروا لان المحال لا ید حل تحب القدیر لا یدعہ احد و لا یقدر و لا یفعل باری تعالیٰ کو ظلم پر قادر نہ کہا جائے گا و محال پر قدرت میں آتا در معتزلہ کے نزدیک قادر ہے اور کہ نہیں یہ صحت دوی و عبادی و غیر محال سیر میں ہے الظلم یستقیل حد و سلا عنہ تعالیٰ اھ ما عھدا، اللہ تعالیٰ نے ظلم صادر ہونا محال ہے، تفسیر روح البیان میں ہے نظام محل مدہ تعالیٰ لہ آئے سے ظلم محال ہے، تفسیر کبیر میں ہے لہی یدل علی ان الظلم محال من اللہ تعالیٰ ان الظلم صانع عن انصاف فی ملک تدبر و الحق سبحانه لا یتصفت الا فی ملک نفسه و یمتصم کوہہ ظلم و انصاف الحام لا یكون الیھا و سائی لا یصغر الا ادا کانت اوارمہ صحیحہ و لا یصغر مدہ الظلم کلن مدال الہیۃ صحیحہ و ادک محال اھ صلیحاً ظلم انھی محال ہونے کی دلیل یہ ہے کہ ظلم ملک غیر میں نصرت سے ہوتا ہے اور حق تعالیٰ جو نصرت کرے، اپنی ہی ملک میں کرتا ہے تو اُس کا ظلم جو محال اور غیر ظلم مدانیں ہوتا اور شے جی ممکن ہوتی ہے کہ اُس کے سبب

۱۰۔ لا یفعلی علی العظماء ہم دوق صابین قصیر و الاصل و عارۃ العبد المذموم ۱۱۔ من لک یمن ظلم و اوبیت کا مع ہونا تا ممکن کہ ظلم صلیب ہے اور اوبیت ہر صلیب کو سائی زہد و ظلم کو عدم اوبیت لازم ۱۲۔ مہر دوی اللہ عز

ائمہ اہل سنت نے ان ناپاکوں کا رد فرمایا۔ امام محمد الدین رازی تفسیر کبیر میں یہ قول جرحاً دہل
 اللہ کا یظم مثقل دتا ہے فرماتے ہیں قالت المعتزلة الآية بدل علی ما قد سر علی الظلم
 لانه ممدوح ترکہ ومن تمدح ترکہ فعل قبیح لم یصح منه ذلك التمدح الا اذا كان
 هو قاصداً علیہ الا توی ان الموص لا یصح منه ان یمدح ماہ لا ینہی فی الیالی
 الی السیئة و الخواب لانه تعالیٰ ممدوح ماہ لا یأخذ لا حسنة ولا سوء و لم یسم ان یصح
 ذلك عند تمدح ماہ لانه لا یندرکہ الا انصار و من یبذل دلت شد معتزله علی ما یصح ان
 تدرکہ الا انصار ہی معتزله نے کہا آیت مذکورہ دالت دلی ہے کہ اللہ نے علم پر قاصد ہے
 اس لئے کہ وہ عیب میں نے اس میں ترک علم سے اپنی مدح دانی اور کسی فعل نسیج کے ترک مدح
 جب ہی صحیح ہوگی کہ اسے اس کے کرنے پر قصت ہو۔ آخر نہ دیکھا کہ نبی اپنی تعریف میں کر
 سکتا کہ اس نے اس کو چوری کے لئے نہیں جانا دسلان دیکھیں کہ معتزل دلیل کی یہ بیوقوف دلیل
 بعینہ وہی ہدیان ملے فلیل ہے یا نہیں فرق یہ ہے کہ اسوں نے اس قدیم العدل پر
 تہمت رکھی، انہوں نے اس واجب الصدق پر افتراء کے کذب ٹھہرایا، انہوں نے بر تقدیر تنزیہ
 اپنے رب کو نبی سے تشبیہ دی، انہوں نے گنگے اللہ پھر سے ظاہر دی و ذلک اقول
 ہم امواتنا بظلم علیہم • ذاقائل کذاب سکذب الہ
 لا مرد فیہ اہل القلوب تشاہت • فالتسمہ سزاع ای شاہد

اب ائمہ اہل سنت کا جواب سنئے، امام محمد مدوح فرماتے ہیں، اس دلیل سے جواب یہ ہے کہ اللہ
 تعالیٰ نے اپنی تعریف دانی، کہ اسے غلو دگی و خواب ہیں آتی، اس سے یہ لازم نہ آیا کہ معاذ اللہ یہ
 چیزیں اس کے لئے ممکن بھی ہوں، اس لئے اپنی تعریف فرمائی، کہ نگاہیں اسے نہیں پاتیں اس
 سے معتزلہ کے نزدیک اس پر نظر پہنچنے کا امکان نہ نکلا، تہی کہیں ہم نہ کہتے تھے ع انچہ شوخاں
 ہمہ دارند تو تہا داری • تا زیا نہ ۱۰۔ دھوا الحق اقول و بالله التوفیق صفات مدح کے

لہ اقول بل وعدہ ما یضادہ ان الا دس الی بعضی الاحاطة ۱۲۔ مدحی اللہ
 لہ قد مر ان القول بالامکان قول بالوقوف بل بالوجوب ۱۲۔ مدحی اللہ

و اعلم ان مدحی اللہ

درجات متعادت ہیں، بعض مدائح دلی ہوتے ہیں یعنی علی درجہ کمال و بعض تنزیلی یعنی
 ذلت کمال کے سلیع کمال پھر یہ کسی کی حق میں مدح ہوں گے، جو مدائح دلی نہیں رکھنا صاحب
 کمال تمام کاموں پر قیاس عمل و دوسراں مثلاً عبادت و تدلی و تشووع و خضوع و انس و تواضع
 اسل سے مدح میلہ سے ہیں اور باری جل شانہ پر محال، کہ اس کا مدح ہونا قوت کمال حقیقی یعنی
 معبودیت پر کسی حق معبود عالم عزوجل کے حق میں عیب و مستندت میں بلکہ اس کے لئے مدح لگانے
 و کثر سے جل و علا و سبحان و تعالیٰ یہی ترک نقائص و مدح میں حقوق کی مدح، مقصد ہزار سے
 پرستی ہونا ہی اس کے نقصان دہی پر مبنی، کہ وہ اپنی ذات میں سبوح و قدوس و عیب کمال
 و مستحیل نقصان میں، بلکہ جابر العیوب و القیوب ہے، اور بنظر نقائص ذات کے عیوب و نقائص
 سے مانات ہیں رکھتا تو غایب مدح اس کے لئے یہ ہے، کہ جہاں تک ہے، اس ممکن سے بچے
 اور تملت سے بچا کے، و لہذا جہاں جو بر بقدرن سبب و آلات بعض معائب دلا، حق کی سطاقت
 سے دال مدح ہی ہوگی جیسے نامرد، بچھے، اپا بچ، گونگے کا زنا نہ کرنا، چوری کو نہ جانا بھوٹ
 نہ دل نہ سناط مدح کو دور بھاگ اور اپنے نفس کو ہار رکھنا تھا، یہاں مقصود اور حب اسکا ہے نہ
 کیا مدح کو کھمت لے لے رہی درہی نہیں شاید سبب سام ہوتے تو ترک جوق سفید جابل
 سے، اپنے رب جل و علا کو کسی ایسی گونگوں، بھجوں بلکہ اینٹوں، پتھروں پر قیاس کیا، اور حسب تک
 عیب و نقصان سے ضعف ہو سکے ہم عیب کا مدح نہ سمجھا حالانکہ یہ مدح دلی و کمال
 حقیقی تھا کہ وہ ایسی نفس ذات میں متعالی و قدوس و سبوح و عیب کمالات و مستحیل مقوج
 ہے تعالیٰ و تقدس تو سماں عیب مکر سے ہار رہے اور بطور تربع، مقصد بچنے کی صورت ہی متصور
 نہیں، عانت شدید، اس کے حق میں مدح ملے کمال مذمت و قدح ہے و تہ لحدہ حمد و لا
 حول ولا قوۃ الا باللہ مع العظیم تنبیہ نفیس۔ ایھا المسلمون! ایک عام ہمہ بات عرض
 کروں، سفید جابل کا ساما سلیع سہی یہ ہے کہ کذب پر قدرت پاکر ہی، جس سے بچنا صفت کمال
 ہے کہ کذب ممکن ہی ہو اقول جب کذب ممکن ہوا تو صدق ضروری نہ رہا اور جو ضروری ہیں
 وہ ممکن ارسال، تو حاصل یہ ہوا کہ کمال وہی ہے جسے ردال ہو سکے، اور جو ایسا کمال ہذا جس کا
 ردال محال تو کمال ہی کیا ہے، سبحان اللہ یہ بھی ایسا ہی سہی، تو احمق کمال حقیقی وہی ہے جس کا

و اعلم ان مدحی اللہ

دہلی میں رہنے کے لیے آئی تھیں۔

نہ ہوتے پر یہ سب کچھ شے کہ صفت کمال نہیں

۱۲۔ آؤ دینی مکتوب و مجار عشق و حب سے غفلتیں جا میں سے مراد است و در صف مردم شکاری یا بیسار
مستغنی ثانی میں نے اس اضطراب و احوال سے عوام است کہ ان میں طغیانی امام الودیعہ میرزا محمد ۱۲ ص ۱۲۱ و ۱۲۲

بھی نہیں، حادثہ بھی نہیں، دلت ہی بھی نہیں، کا ذہب بھی نہیں، نظام بھی نہیں، حقوق بھی نہیں، فانی
 بھی نہیں، ذی ندرت بھی نہیں، ذی ولد بھی نہیں، اسے خواب بھی نہیں، ادنگہ بھی نہیں، ہنگنا بھی
 نہیں، اصول بھی ہیں، میں یہ اور ان سے صد۱۰ در سب صدق ہیں مگر کوئی مجنون ہی ان سب
 کو اس سلب کے لئے صفت درج و کمال جانے لگا، ہاں عجوب و تعارض کا سلب اس وقت معروض
 درج دیں کمال میں آتا ہے، جب کسی صفت کمال کے ثبوت پر مبنی اور وصف درج سے مبنی ہو، و
 ہذا تصایات و کردہ باری عزوجل کے مدح سے میں کہ اس چیزوں کا سلب اعظم صفات کمال یعنی
 محبوب، وجود کے ثبوت سے، مہی درس کے بیان سے اس کا سورج و غنی و قدوس و شہدای جو
 طاسر، ہادی عزوجل کو کہ تجوی ہی نہیں ہنک مدح ہے کہ اس سے اس کا غنا بھی گیا، اور
 نقطہ کہنے میں کچھ تعریف نہیں کہ اس کے لئے خوبی نہ نکلی کہ وہاں غنا و در کہ رتھری محتاج کے
 محتاج، محتاج کی محتاجی سے دے مذاقیاس، جب یہ امر محمد ہوا تو ظاسر ہو گیا کہ حقیقتہ
 صدق صفت کمال سے نہ مجرد عدم کذب جو معدومات بلکہ محالات کے بارے میں بھی صادق، لبتہ
 سلب کذب وہاں معبود درج تھا اس کا سلب ثبوت صدق کو مستند موشلازید غافل، طق کی
 تعریف کیے کہ تھوں اس سے شک تعریف ہوئی کہ جھوٹ نہیں تو آپ ہی سچا ہوگا اور سچا ہو، صفت
 گنا تو اس سلب نے ایک صفت کمال کا ثبوت دیا، لہذا محل مدح میں آیا جہاں ایسا نہ ہو وہاں
 زناد نہ مفید درج نہ سطر مال، نہ مکتہ بدیدہ محوطہ کھینچے پھر دیکھئے کہ عیار ہمار کی دی ہوئی بطری
 کہ کیا کہنے کو پہنچی ہیں و اللہ مدوق تازیانہ ۱۲ و ۱۳۔ قولہ افس و ہا کہ گئے ایشان را بعد
 کہ در مدح نمی گند اقول در دوزخ بطیروں پر پتھر پڑے ہیں، انگہ و سنگ کی کیوں مدح کریں،
 کہ وہاں سلب کذب ثبوت صدق سے ناشی نہیں گونگیا پتھر گرجھوٹا نہ ہوا تو کیا غلی کہ سچا بھی تو
 ہیں تو وہ اسرار صفت کمال جو منہ سے مدح تھا یہاں منتفی، سر یہ ہے کہ منفصلہ حقیقیہ کے تقدم
 دال میں جب دو صفت درج دوم محمول ہوں، تو جس فرد موضوع سے ذمہ کو سلب کیجئے، بدیہ
 ثابت ہوگی کہ یہاں ہر ایک کا راجع دوسری کے وضع کو منتج بخلات و چیزوں کے جو زیر موضوع
 مدح ہی نہیں کہ اس سے دوسرے محمول کا ارتقاع معقول بھر سبب دم ثبوت مدح پر کیوں کر محمول
 یہاں تفسیر کل منکمل بھر ماصادق و اما کا ذہب تھا خرس و جود پر سرے سے وصف عنوانی

ہی صادق نہیں پھر دم کذب ان کے لئے کیا، عبت مدح ہو، دیکھ ادوی پوش یہ فارق ہے نہ وہ کہ جب تک عیب ممکن ہو کمال حاصل ہی نہیں ولا حول ولا قوة الا بالله العلیٰ العظیم ہ تکمیل جمیل۔ اقول ادبھونی نظیروں سے بے حد سے خود کو چھپے داسے اس معرکہ کی بھی نظیر دیکھ مسلمان کو جن بدعت کے مترقبہ پورے گا کر کیئے، رافضی، دہلوی، حارثی، معتزلی، جہری، قدری، مامی وغیرہ، میں کہہ سکتا ہوں کہ بڑی شریف جوانی اور عیب ہی کھانا کسی کا سر کے حق میں کیئے، تو کچھ تعریف میں حال نہ یہ سنا ہے جسے دروں جگہ نقصان سادوں، تو کیا اس کی نص یہ ہے کہ یہ مسلمان وجود قدرت رخصی دال ہوئے سے ہی، مد محمود ہوا اور اس کا ذکر اور بھی دہل جوسے پر قدرت ہی نہ تھی، ہذا مدح نہ تھا، کوئی حامل سا حامل یہ فرق نہ سمجھے گا، بلکہ تفرق دی ہے کہ جب یہ فرقہ اہل قلعہ کے میں، تو مسلمان کے حق میں کس قدر کی گئی تھی جوئے کا اثبات کرے گی، لہذا اعظم مدح سے ہوا، در کا دوسرے سے تقسیم بھی کلمہ گو ہی سے خارج، تو ان کی نفی سے کسی وصف محمود کا اس کے لئے ثابت نہ نکلا، ولہذا مفید مدح نہ تھا، والحمد للہ علیٰ اتمام الحجۃ ووصوح الحجۃ تازیانہ ۱۴۔ قولہ سخافات کے کہ لسان و ذوق سدا باشد و حکیم کلام کا ذب ہی تو ادا کردہ اقول، اچھا ہوتا کہ تم بھی کسی کس کے شس ہونے کے ایسے کاذب کلاموں کے میں تو نہ ہوتے، بے عقل مند وہ، دہل لسان عظم کلام صاف ہی نہ کر سکتے، تو عدم مدح کی وہی وجہ کہ سب کذب سے ثبوت صدق میں، تازیانہ ۱۵۔ قولہ یا قوت متعکرة او فاسد شدہ باشد کہ عقد تفسیر غیر مطابق ملو قیع سے تو ادا کردہ اقول تم سے شہد کہ فاسد استغفرہ کون ہوگا، پھر کہتے تصدیقائے باطلہ کا عقد کر رہے ہو، لہذا حضرت کیا فساد متفکرہ صرف تصدیقائے کاذب ہی کے لئے ہوگا، اور جب مطمئن ہے، تو عقد تفسیر مطابق پر بھی قدرت نہ ہوگی، تو صراحتہ دہی فارق صادق اور دم نہ ہوں، ہاں جس تام اعتقل، مسلم معنی کو مطعت اسی صدق محض کی، متعلق حجت دے کہ وجہ مدح عیب عدا کذب سے مخرج و مصروف ہو، تو یہ عدم کذب بیشک مدح عظیم ہوگا، کسی وجہ سے کہ بے ثبوت صداقت کبر سے شہنی در کمال عیل یعنی عصمت من اللہ پر مبنی، خلاصہ یہ کہ شخص مذکور اس طور پر زیر موصوح مندرج اور طور فساد متفکرہ خارج مظهر التعمد و دھب الوسوسۃ تازیانہ ۱۶ تا ۱۹۔ قولہ یا شحیصہ کہ کلام صادق از وصافہ کرد

در گاہ رادۃ کاذب نماید و از سد یازں، ذوق سودیائے من و دہیا علقوم خذ کنہ اقول بسا تو کی کہوں جو آپ کی طبع نازک و باکل خفہ کسد میں اتنا کہوگا کہ آپ کی تو ابھیں کہ تار سے ہی توڑ لٹے، یہ جاز نظریں وہ ہے نظریں میں کہ باید و شاید، و عقل کی پڑیا، جب وہ عظم کلمہ بلذب کرے گا، تو کام عیسیٰ میں کاذب ہو چکا اگرچہ وجہ مانع صادر نہ ہو سکا، تو اس کے عدم سے علم کذب کیونکر آتا، کذب محققہ صفت معانی ہے، وصف لفاظ پھر اس کی مدح کہ بیسے نطق مذموم ہوگا، محلے دے کہ عقلی نظروں میں عدم کذب کی صورت واقعی یہاں شد کی عبادت سے وہ بھی رسی صریح کذب تحقق و موجود در عدم کذب کی نظیروں میں معدود، محض تو کہنے ہیں کہ شدت سے عیب مگر کہ کتاب عقل سے بے یتیم و العیاد، اللہ سبحانہ و تعالیٰ تازیانہ ۲۰۔ قولہ یا کہی کہ چند تصدیقائے صادر، و اگر نہ و صلا ترکیب تصدیقائے دیگر قدرت مداد و باد طلیہ حکم بکاذب از و صلا نہ کردہ اقول یہ صورت بھی وہی فساد عقل کی ہے، جس میں فقط محبط صادق کا شدہ و شہادہ مگر کام نہ آیا، بطع نظرس سے کہ یہ تصویر کسی، اور ایسے شخص سے حفظ تصدیقائے مقبول بھی ہے یا نہیں اور کلام اس مرتبہ عقل باطلہ میں باید نہ کہ کذب تصدیق پر قادر دوسرے سے تصویر سی، اصل اور عقل بی لال میں کہ عقل انفعالی میں ہوتا اگر عقل سست خبریہ معقول بھی ہوتا، ہم حکایت و قصد خاد و تعلق غیر معقول در صدق و کذب باعتبار حکایت ہی ہیں، بہت و محدود، و معاذ اللہ عاقل کاذب کاذب شہرے، تو ہاں بھی سلب کذب سے ثبوت صدق لازم نہ ہوا اور وہی فارق پیش یا ثانیاً جو اس کسی نصیب تھی تصدیقائے دہیہ و احکام شخصیت بدیہہ حسبہ پر بھی نہ در نہ موطن جانین ملک جنو مات سے بھی دتر اور د سے ملحق تو اس کا کلام کلام نہ ہوگا صحت ہے صورت ہوگا اور صدق و کذب اولاً و ثانیاً صفت معانی ہے نہ وصف عبادت، تو بات اگرچہ باہر سے ملحق ہو کہ سامع اس سے اور کہ سنیے مطابق ملوانے کرے، مگر اس سے اس حادی آوار کرے دے کہ صدق لازم نہیں کہ سنی متصف بالصدق اس کے نفس سے قائم نہیں، حتیٰ کہ عباد نے کلام محض کو بھی خیریت سے خارج کیا۔ اور یہ ظاہر کہ صدق و کذب اصوات خبر ہیں نہ شامل مطلق آواز، موسیٰ بحر علوم قدس سرہ فواح میں فرماتے ہں الکلام الصادعہ عن المحنوں کا یکون مفصوداً بالادۃ فلا یکون

حکایت عن مرتضیٰ یوں حضرت (تنبیہ و اثر و سائر تسفیہ جذبط اثر) (قول ایہ)
 لمسلموں مفید ہوا ہے حتیٰ کہ مکان ہے۔ ب میں راو کذب مکالمے کو بظہریں دیں، مگر
 بحدائق سب سے سنے، ہم نے اس وقت تک اس کے رد میں اس مر پر سائے کا رکھی کہ عدم
 کذب بھر کمال میں حسب تک ثبوت کس پر مبنی ہو و یہاں ایسا نہیں، اس کی سزا کو، اس
 قدس ہوا مگر اور کچھ تو سمجھ اور بھی ماکل معکوس اور عقل مستعد کا کارہ منکوس اور تمام
 نظائر و رد و قد میں ہی یہاں عدم قدرت علیٰ کذب کا برہان ہے کمال ہوا مانا ہے حتیٰ کہ
 رہتا ہے عیوب دعا نہیں ہے، کہیں عدم عقل نہیں غرضات کہیں بحق معلول نہیں عروص
 کذب پھر یہ عدم کذب مگر سوچا تو موت دم ہوگا۔ باعث مدح، ہر وہ ہے کہ اس صورت میں طلب
 کذب سے تعریف میں نہ رہے۔ وہ وہاں نہ وسیع نہ حیل کہ عیب پر قدرت نہ ہو، مانع کماں،
 اب نعم الہی کا قرہ کہ وسیع ہوا و عدم و دوسرے حق۔ سوچا اس کا عدم کذب، اس کے کمال
 مالی یعنی سبوحیت و مدسیت، بلکہ نفس کو عیب سے ناسی کہ اہمیت ہی قدرت میں ہر
 کمال کی مقتضی اور سر تقصیر کی منافی، اور ان کا عدم کذب عیوب ذوق نفس پر مبنی، پھر کسی پر سے
 سرے کی گندی یا سید زوری کہ میں کمال کو کمال میں رہتا ہے، اور ایشیوں پھروں کے
 عیوب و نقائص ہاری جن عمدہ کے ذمہ و حصر، چاہل پر یہی نظیر ذی لارم ہی جس میں عدم
 کذب ہوا کہ کمال سے ناشی ہوتا، پھر بھی بحالت عدم مکان مدح نہ سمجھا جاتا، فی ہذا دلائل
 اب جو اس کا حامی ہے سب کو قدرت عام دیکھئے، کہ ایسی نظر و صورت نہ کرنا و دار نہ فعلوا
 دل تعدوا تا یہ تنبیہ دوم قول، اس سے نہ خبر ہے کہ چنانکہ خود نہیں سمجھتا
 ظہریں دے کہ باجہد کذب ہی مدعہ مطلب رکھتا ہے۔ عدم کذب اگر ہر سائے مجز ہو
 تو قدرت مدح نہیں معلوم ہو، کہ ان نظائر میں تحقق عجز و نقص، پر مطلع ہے، پھر باری عزوجل کے
 عدم کذب کمال سے طاہر ہے حال نہ وہاں عیب و مستقصت پر عدم قدرت رہا و عجز نہیں، مگر
 عین کمال و اعلیٰ اور معاد اللہ داخل قدرت مانا ہی صریح نقص و مذمت یہ تقریر کانی و دانی
 طور پر مقدمہ دہا و نیز روایات ہدیان اول میں گندی، اور وہیں یہ بھی بیان ہوا کہ عجز حسب
 ہے جاسک فاعل تصور و کی ہو، جسے اسے سفید ان تیری نظیروں میں کہ گنگ و سنگ اپنے

قصاں کے باعث جھوٹ سچ کچھ میں ہوں سکتے، نہ یہ کہ جانب اول نہ لائق جو کہ تعلق قدرت کی
 قابلیت میں رکھتے جس طرح جانب باری عزوجل کا کذب و غیرہ تمام عیوب سے منزہ ہوا، اسے
 مرکز کوئی مسلم و نفل عجز گمان نہ کرے گا مگر باری عزوجل سا کوئی ضال اہل یا ان حضرات سب
 چاہل اصل و ہائے لخصہ عن مواضع الدلائل و اجماعہ اللہ الاہل الاجل بحدائق یہ صرف نظائر
 پر تا زیادوں کا دوسرے عشرہ کا ملہ تھا، بعد خیال کیجئے، تو یہیں تک اسی مسئلہ کے متعلق سفایات
 شریفہ پر سات تا زیادے اور گزرے، تا زیادہ اول میں دوسرا تم، بقول جس نے حضرت کا شاقص
 تیا، اور دوم و سوم و دوم کے بعد کی نبیہات اور شتم کا ثانیہ، وہ اس کے بعد کہ وہ بیہوش، یہ
 سائوں حد کا نہ تار یا سے تھے، تو عقیدہ عشرہ اولیٰ میں جو کہ وہ ثانیہ میں تیرہ کل ستائیس
 تا زیادے یہاں تک ہوئے، چھتے وقت کے تین اور لیتے جائے کہ میں کا عدد جو دوں تشریہ
 سابق میں ہی موقوف، اسے پر ابوجاے، خصوصاً ان میں ایک تو ایسا استدہ کا مل جس سے جان
 بچانی مشکل، جو آپ کا مدعہ مطلب کھوے، اصل مذہب سرچرچہ کر رہے و باللہ التوفیق و
 مدد اللہ تعالیٰ تا زیادہ ۲۸، قول و باللہ التوفیق شامل چار نے گرجہ بظہریں سرائے
 جہاں کہ عوام اہل اسلام سے رب ذوالجلال واکرام کے حق میں صریح دشنام سن کر بھوک نہ
 جانیں، مطلب دلی کے روئے رشت پر پردہ ڈالنے کو براہ تعقید کہ وہ ان سے بڑھ کر اصل
 اصل مذہب نجدیہ ہے۔ یہ کلمات بڑھ چاہئے کہ کذب مذکور اسے منافی حکمت دوست پس
 متمنع باہرست۔ مگر اس کے ساتھ ہی جو مذہب خفیہ جوش پہ آیا، اور نظیرین دیکھ کا شون
 گر بایا، تو کھلے بندوں علانیہ بتایا کہ کذب الہی میں اصلاً اقتناع بالغیر کی رہیں نہیں تھی قطعاً
 جو ناجائز و قوی ہے، جس کے وقوع میں استحالة عقلی و کفارہ استبعاد عادی کا بھی نام و نشان
 نہیں تھوٹ بیٹھے، اگر اس کے مذہب میں کذب الہی ممکن بالذات و متمنع بالغیر ہوتا تو نظیرین
 وہ دیتا جن میں کذب متمنع بالذات ہو کہ دیکھو جہاں اقتناع ذاتی ہوتا ہے عدم کذب باعث
 مدح نہیں ہوتا، اور باری عزوجل کے لئے مدح ہے تو اس کے حق میں اقتناع ذاتی نہیں، مگر
 برخلاف اس کے مثالیں وہ دیں جن میں اقتناع ذاتی کاپت نہیں، مثلاً جس کا سونہر بند کر لیں
 یا گلاب گھونٹ دیں، اور اس وجہ سے وہ جھوٹ نہ بول سکے تو پھر ظاہر کہ بولنے پر یقیناً قادر اگر

سے مستحق تادم کی تھا۔ مذہب مذہب سے، درجہ سب سے، تقدیر پر مردم کذب سے اصلاح نہیں کہ صرف صفات ذات جو اس کا صحنہ عالم سے انقدر مانت کذب قتل ہو گا، مگر یہ حدیث ہو گئی، اس کے بعد اس کا خلاف واقع ہوا، تو غایت یہ کہ ظہور کذب کا وقت تھا کہ کذب، اس وقت سے عالم جو اس کے ساتھ خود مدعوں اور اوراق، وہ جس وقت کہ خود واقعی کسی وقت جو حیات نے کذب قتل کا ظہور کذب، خود مدعوں بھی، جو اس میں کیجئے، اس کا ظہور وہ جس سے اور اس میں کذب سے ایک صحنہ بد میں، خود مدعوں سے ہی عدم جو بات میں کذب اس کا خلاف واقع ہونے سے میں کذب کی اس جھوٹی قتل، اس میں جو اس وقت کے خلاف اور درجہ مذہب تباہ و حرب کی حد میں سے کذب میں ہی مانے ہوں گے، خود مدعوں کو انہی بنسبہ اصلاح سے کام نہ فرمائے تو اس کی سچی حد میں دن کھلے گی جو یہ خود مدعوں، سامعہ کذب، انہی، محمد قدس سرہ حضرت کی حد ساری خبریں، عقل پستیں کوڑے میں اندھا دین اور پر لڑے تو پورے چالیس تازیانے ہونے، دینی علم کا مدعو نے علم الکلمات، ہمارے ہونے، کذب و دیوبند کا قتل کے مقرب کیا، اور شرع میں اور کی سرائی کوڑے، مگر مقام کے حق میں، آدمی مدعوں، نصف عالمی، انجمنیت میں، اعدا اب تو پستیں کوڑے نہایت، واقع ہونے، خود مدعوں سے بزرگ کہ تو بول فرمائے، اور ان تازیانوں کو مہج کے حق میں حال مقربیت تابع کے لئے حمایت و عبرت بل سنت سے دیکھتے وقت و ستقامت مانے آئیں، ہمارے، بے شک، جاری طرف کے

نہ کذب و سب بھائی بھی دعا حاصل تمام عقل حیران، کا عدم و ظاہر اور عقلی نسبت کذب، اور خود مدعوں کا خود کام سے پر لڑے کہ ارادہ، خود مدعوں میں اور کچھ خود مدعوں سے حدیث محمد سے، کا مدعوں کو حدیث میں اور بھی مدعوں، علاوہ میں روح الہی، کچھ میں حدیث کے نزدیک، مدعوں کی مگر مدعوں میں ان کے ساتھ اس کے سبب صفات عدم جو کتب میں، اور مدعوں، اللہ

سے اور کتب میں، دینی دینی، مدعوں ساتھ وہ بھی ان چالیس سے لایجئے تو پورے خود مدعوں سے اس کی وجہ یہ کہ طائفہ کے طائفہ، مدعوں، اسی پاک مدعوں کا معتبر، کہ مدعوں کے مابک خود مدعوں سے، مدعوں پر جو طائفہ یا اس کے مدعوں خود مدعوں کا استحقاق پایا اس روح اللہ

علاوہ کذب و سب بھائی بھی دعا حاصل تمام عقل حیران، کا عدم و ظاہر اور عقلی نسبت کذب، اور خود مدعوں کا خود کام سے پر لڑے کہ ارادہ، خود مدعوں میں اور کچھ خود مدعوں سے حدیث محمد سے، کا مدعوں کو حدیث میں اور بھی مدعوں، علاوہ میں روح الہی، کچھ میں حدیث کے نزدیک، مدعوں کی مگر مدعوں میں ان کے ساتھ اس کے سبب صفات عدم جو کتب میں، اور مدعوں، اللہ سے اور کتب میں، دینی دینی، مدعوں ساتھ وہ بھی ان چالیس سے لایجئے تو پورے خود مدعوں سے اس کی وجہ یہ کہ طائفہ کے طائفہ، مدعوں، اسی پاک مدعوں کا معتبر، کہ مدعوں کے مابک خود مدعوں سے، مدعوں پر جو طائفہ یا اس کے مدعوں خود مدعوں کا استحقاق پایا اس روح اللہ

تشریح تہارم علاج جہالات جدیدہ میں

اقول و بحول اللہ، اصول، تمام مدعوں، کذب ہی کو مدعوں، خود مدعوں، اور اس میں خلاف واقع کی وجہ سے، کذب و مختلف مدعوں، مانتا ایک، تو تر دوسرے تہارم سے، بے شک مسئلہ صحت دین میں جس میں وجاہت ہو گئے، اور تحقیق سے وسیع و بیکار دینا، مگر حیات میں اس سے کذب مانت، یہ مانتے خودی کا مسئلہ، مگر وہ اس سے بزرگ مدعوں، تہارم میں لڑنے میں پھر اس کی طرف، کذب کی نسبت صحت کذب و مانت مدعوں، کذب کے مدعوں، درجہ و طلاق، یہ ہے کذب و سرحدت، دینی میں مدعوں کا طائفہ کتب میں کتب سے واضح کذب، ماری مدعوں جو سے پر اجماع، اعلیٰ، نقد، نام کتب کتب میں جہاں اس مسئلے کا ذکر کیا ہے صحت صریح فرمادی کہ اس پر اجماع و اتفاق علماء ہے، اسے حکامات طلاق میں پر جہم فرمایا ہے، محبت ثانیہ، اقول، طرزیہ کہ جو علماء، مسئلہ صحت و عید میں مدعوں، اس میں، اس مسئلہ کذب پر اجماع نقل فرماتے میں جس کی نسبت مقاصد میں ہے، کتب حرس مہم مدعوں، کذب سے انو عیدوں کے متاخرین کتب و عید مانت، اسے، اس میں شرح مقاصد میں سے، انکذب مدعوں، اس

لحا نتیجہ ضروری محبت و درجہ کہ اس ماری تہارم اور اس کے سبب تہارم مدعوں میں مدعوں سے اس انصاف ماریوں کی طرف میں مہم مدعوں، امت طائفہ سے ہے جو ہے چہاں کا نقاب مدعوں، مگر عرب غالیہ، انہی خود مدعوں تہارم نقد و اس سے ہے، جو کتب پر تقریب کتب، اس کے حرب تحریف صحیح و مسلم ہونے کی تصریح کریں، والسلام، مدعوں، اللہ

تشریح تہارم علاج جہالات جدیدہ میں

شاہد ادا و الحار کی عبارت سے چھا استفاد کیا کہ آدمی نفس آدمی نفس، پھر ہی دعویٰ رشد و دیانت باقی ہے، خدا کو ہی عبادت تو چھوڑ کر دلا حول و لا قوۃ الا باللہ العلیٰ العظیم (وجہ ۳) اگر باغیر کسی نص غیرہ تخصیص و تعقید و عید نہ بھی آتا، تاہم کہیم کی شان ہی ہے کہ غیرہ غلام اسکے حق میں عید بغیر تہید فرمائے اور اس سے ہی مراد لے کہ اگر ہم معاصت نہ فرمائیں تو یہ سزا ہے، مگر یہ کہ قرینہ کرم تخصیص و تعقید و عید کے لئے ہے، اگرچہ تخصیص قول نہ ہو اقوال و بد بجمیل قرین المخصص والمخصص بخلاف ما سنن دھرم خاص مذهب میں پیغمبر و انما فی دلائل اتصال و ہذا، جاوید مذهب انکی یہ وجہ وجہ فقیر عمر اللہ تعالیٰ لہ کے خیال میں آئی تھی یہاں تک کہ علامہ خیالی رحمہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا کہ حاشیہ شرح عقائد میں اس کی تصریح فرمائی حیث مال بدل مراد ہم، ان کہیم ادا، حدیث بالوعید و لا قوۃ الا باللہ ان یہی اخبار لا علی المشیہ و ان لم یصرح بذلك بخلاف الوعد و لا کذب و لا تبدیل یعنی میرے کذبت و عید جائز ہے اسے یہ مراد لیتے ہیں کہ کہیم جب و عید کی خبر دے تو اس کی شان کے لائق ہی ہے کہ اپنی خبر کو شہادت پر مبنی رکھے اگرچہ کلام میں اس کی تصریح نہ فرماتے بخلاف وعدہ کے تو خلف و عید میں نہ کذب ہے نہ مات پر لیا، مسلمانوں دیکھا کہ خلف و عید جائز ماننے والے اس فقرہ کو ناپاک سے جو دعویٰ ہے باک سے گزری کسی تہہ قد نہ بھاگتے اور کسی کس وجہ سے اسے علانیہ رد کرتے ہیں، پھر اپنی چوٹی ثابت بنانے کے لئے ناکر وہ گناہ ان کے سراپا انرم شدیدہ باندھا کس وجہ جرأت دے حیاتی ہے قول اللہ سبحانہ و تعالیٰ و من یکسب خطیئۃ او اثماً ثم یرم بہ بریاً فقد احملاً بہتانا و انما مہینا، جہت خامسہ اقول مجوزین خلف و عید اپنے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ باری اقدس نے فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرب نہ بہ و ینعم مادون دلت من یشرب، بے شک اللہ تعالیٰ کفر کو معاف نہیں فرماتا اور کفر سے نیچے جتنے گناہ ہیں جیسے چاہے بخش دے گا، اسی رد و الحار میں اسی مقام پر اسی مسئلہ کے بیان میں آپ کی منقولہ عبارت سے چار ہی سطر بعد فرمایا، دلتہ المبتدین الی مس انصھا قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرب نہ بہ و ینعم مادون دلتہ اللہ میں اس کی مانند علیہ شرح فیہ نام محقق ابن امیر الخلیج میں ہے اللہ پر ظاہر کہ دعویٰ دلیل پر متفرع اور اس کے مغایر

نہ کتبہ و انما مہینا، جہت خامسہ اقول مجوزین خلف و عید اپنے مذہب پر بڑی دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ باری اقدس نے فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرب نہ بہ و ینعم مادون دلتہ المبتدین الی مس انصھا قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغفر ان یشرب نہ بہ و ینعم مادون دلتہ اللہ میں اس کی مانند علیہ شرح فیہ نام محقق ابن امیر الخلیج میں ہے اللہ پر ظاہر کہ دعویٰ دلیل پر متفرع اور اس کے مغایر

کا تابع ہوتا ہے سبحن اللہ جب جو از خلفت خود اور اولاد خود حکم بالوعید عمل مجدد کی طرف مستند کہ اس نے فرمایا ہم جسے چاہیں گے بخش دیں گے تو دلیل امکان کذب کو، صلا راہ نہیں دیتی، مگر دلول میں رہبر ہستی خدا واسطے کو مان لیا جائے گا، اس بدلت کی کوئی حد ہے آپ کے نزدیک یہ علماء اپنے دعوے و دلیل کی جی سجدہ رکھتے تھے کہ خلفت تو اس معنی پر جائز نہیں جسے امکان کذب لازم و دلیل وہ پیش کریں جو اس معنی کی بدلت قطع و حاسم، خدا اپنی جہاتیں سفاتیں علماء کے سر کیوں دہستے جو ع اس، لہ سے ڈرے جو خدا سے مذہبی آنگھ، اللہ انصاف اگر بادشاہ حکم نافذ کرے کہ جو یہرم کر لیا یہ سزا پائے گا، اور ساتھ ہی اسی فرماں میں یہ بھی ارشاد فرمائے کہ ہم جسے چاہیں گے معاف فرما دیں گے، تو کیا اگر وہ بعض مجرموں سے درگزر کرے تو اپنے پہلے حکم میں جھوٹا پڑے گا اس آئین کی ذرہ کوں نے اس سے کھٹ ہائے کی، جیسے کہ وہ اس دعوے کو سے، یہ اگر کوئی شخص بد میں اس دوسرے ارشاد کے ثبات کرے کہ بادشاہت نے جو سزا مقرر فرمائی ہے کچھ ضرور میں کو سزا کرے مگر مل می سکتی ہے، تو اس کے قول کا حاصل یہ ہو گا کہ وہ بادشاہ کا کذب ممکن ماننا ہے، ذرا آدمی کھ سوچ کہ تو بات ٹوٹنے سے نکالے، سبحان اللہ جس راجعت سے سنا سنا نے اسی میں دہیں اسی بیاباں میں اسی صفحہ میں وہ صاف درویشان تصریحیں موجود، جن سے اس فقرہ ناپاک لاپوری نفس کھلتی ہے حضرت ایک ذرا سا کمال نقل کر لائیں اور باقی بالکل مبہم، گویا دیکھا ہی نہیں، اسی کا نام دین و دیانت ہے، اسی پر دعوے رشد و ہدایت ہے، مگر حضرات دایہ علت سے مجبور ہیں، نقل ہمارے میں قطع برید ان صاحبوں کا دلہب قہیم رہا ہے یہاں تک کہ ان کے متکلمین کے رسالے کے رسالے جی سے گزرتے کہ علماء سابقین کی طرف نسبت کر دیتے، انتہا یہ کہ عالم و امام دل سے تراشے کہ باوجود تکرار مطالبہ تمام عالم میں ان کے وجود کا پتا نہ

ملے بشیر الی ماہر عن تغویت الاہل ۱۲ اس رسالہ بھلا یہ کرائے کے، جھوٹ کے کنگ تھے یہ پھول گشت آہم ہی توئی نے گئی باب محل میں دیوبندی قتل نے ایک کتاب بصوت نصاب جس فراب خلف و عید میں کہ صلاہ سبقت الفتی جہاں جس میں کمال ہے جہاں کا پتا پہلے نمبر ہے جس اد پکار گئے کہ میں کی کتابیں ایلی حضرت محمد بن ولایت رضی اللہ عنہ کے اقدس حضرت دلفر ماجد و جد محمد پر و رشد و محمد حضور پر و سیدنا (باقی صفحہ پر)

یہ روایت الخیر جس سے وہاں نفوذ عقل کر کے اثر دین پر پوری سخت کر دی جس سخت میں علیہ الامام علامہ ابن امیر الحج سے اس سے شروع عبارت یوں ہے واقعہ علیہ الاول صاحب المحلیۃ المحقق ابن امیر الحج دحاحہ فی نشائی وحقق ماہ مدنی علی مسئلہ شہیرۃ دہلی یہ ہل یحور المحلف فی الزعید فظاہر ما فی الامور فہم اور حتم یوں ہذا خلاصہ ما اطلالہ فی المحلیۃ اور یہ صاحب مدحہ اسد یوں کے حق میں جو زلف کو ترجیح دیتے ہیں، اس روایت پر اس سے استقول الا شہ ترجمہ معرود محلف فی الزعید فی حق مسہب خاصۃ دون الکمال جب ملاحظہ ہو کہ یہی امام غلام قدس سرہ جو اس کی اس تفریع شیعہ یعنی امکان کذب سے کیسی سخت تحقیقی فرماتے ہیں اسی علیہ میں بدہتم بحث کے فرمایا دحاحہ لہ ان برادر بخبر اسر المحلف سے ابو عبد اللہ لا یمع عندہ اب من ساد لہ لا حمار بعد ما دہ محال علی اللہ تعالیٰ قطعاً کیا ان عدم وقوعہم من اسر واللہ الاحادیثہ ما لعمہ محال علیہ قطعاً کیف کا وقت قال قد فی دس اصدق من اللہ قیلہ و دس اصدق من اللہ حدیثاً و تمت کلمت سبب صدقہ وعدلاہ لا مبدل لکلمتہ ح یعنی عاشق شدہ طرف و عید جارتہ ہونے کے یہ معنی نہیں کہ اللہ عزوجل نے جس کے عذاب کی خبر دی چاہی اس کا عذاب واقع ہو۔ یہ اللہ تعالیٰ پر قطعاً محال ہے۔ جس طرح یہ بایقین ممکن نہیں کہ اس نے جسم کی عیم کی خبر دی چاہی اس کے لئے نعیم واقع نہ ہو، ورنہ کیونکہ اس کی خبر کا کذب محال نہ ہوگا، حالانکہ وہ خود فرماتا ہے، اللہ سے زیادہ کس کا قول سچا ہے۔ اللہ سے زیادہ کس کی بات سچی ہے، تیرے رب کی باتیں سچ اور عدل ہیں کامل میں کوئی اس کی باتوں کا بد نہنے وان نہیں، کیوں ایمان سے کہنا، یہ وہی علماء میں جن پر ہم مکان کہہ رہے ہیں کا بہت کہتے ہو، شہ جیادے، بخت ٹاٹنے، بقطع عرق ضلالت ضامنہ، قول و باللہ استویق وہہ الاصول الی دہری التعلیق ملہئے مجرین کے طرق مستدال دہ ظر وہدال شاہ بدسل تم کہ ان کے نزدیک عدوت و عید و عفو و مغفرت میں نسبت تسادی اور دونوں جانب سے تراش چکی ہے، ثبوت نیسے قریب گزر کہ انہوں نے اپنے دعوے پر آئید کہ میرے دفعہ ماہ دون الٹ لیں بیشک اسے استدلال کیا اور علیہ پھر روایت میں جس سے آپ ہمیشہ کے لئے اپنے پیچھے ایک سمت لگانے کو ذرا سا ٹکڑہ نقل کر لائے، اس دلیل کو انصاف و اظہار کامل

[illegible]

مقسم پر عالم کہ اس کا وجود ہے اس کے محال و نامکن، قول جرم اس کا امکان اس کے جواز اور اس کا وجود اس کے وقوع اور اس کا وجوب اس کی ضرورت کو لازم، حضرت مدعی جدید نے اپنی جہالت و ضدیت سے کلام علماء میں ضعف کے یہی سنے کچھ کہ باری تعالیٰ عیاداً بالقد بات کہہ کر پلٹ جائے، مردے کو غلط کر دے کہ جواز ضعف پر مکان کذب کو متفرع کیا، حالانکہ حاشا شہ عام میں کوئی عالم اس کا قائل نہیں بلکہ وہ صراحتاً اس معنی مردود و مختصر عند کارۃ بلع فرماتے اور جو زہف کو تخصیص عموم و تغید و غیر ہما ایسے سو پر یا کسی میں جس کے بعد یہ معاد شدہ ہو، یہ بات کا بدلتا، اس امر پر دلائل تاہرہ و تصریحات بارہ سن ہی چکے، مگر حضرات کو یہ سسم میں جو بھی جوئی ضعف کو کسی سے پڑھتے ہیں جو ایک قسم کذب سے تاکہ اس کے جواز سے مکان کذب کی راہ نکالیں، مدت تجدی سے مراد جوں، تو اب نظر کیجئے کہ جو زہف کے کیا معنی ہیں، درودہ آپے کسی سے پڑا شدہ میں مختلف فہم، حاشا حار صر سبھی امکان عقلی محض خلاف ہیں، بلکہ قطعاً جرم شرعی و کائنات و قومی میں مراع سے جس کے بعد

ہ اقول اهل عیبت ان تعطل ما لقینا دنا علیک من الاحاث و نقلنا و نقلت من کلمت العلماء ان کلام فی مطلق الخلف فی حق العصاة لا یخلف مطلق فہم ولا الخلف فی انکسار اوقات اهل السنة و عیدہ عی استعمالہ شرعاً اما الثانی مطاہر و اصح و قد لیس علیہ انصران العیبر و جمعت علیہ الامۃ جمعاً و اما الاول فقول علیہ الصاعہ و احد الاحام و هو انصواب من حیث السطرون نقل العلامة فی حاشیۃ العلاقی خلاصہ معنی ہدیہ ان کاں بخلاف فلا یوں الا فی الامکان العقلی و ہداحل علیہ العلامة من مبدی لا اعلم خلاصہ ان اهل السنة فی جواز الاول عملاً و الثانی دای و قد مدخلات و کنون المحققین ہلہ عیہ لجوار و لم یجالت فیہ الا اقل فلیس کما سیاقی قالدی و تبع عن الغلات من اشتباہ یجب التسمیہ و قد اوجہۃ علی ہا مشہ و مولان عن رضا فی المقام لا یفتق بنقد ذلک لا یتیاناً التحقیق و بما حاصلہ ثم من المبدی ہی ان امکان عدم التعدیب عملاً سم استعمالہ شرعاً داخل فی التسمیہ علی ہذا لاجلہ کما لا یفتی علی عاکل فضلاً راقی صف ۸۰ پر

متنوع بالغیر ہی نہیں رہتا، وائٹل سننے اولاً من سنت باجماع و درخترہ کا ایک فرقہ مغفرت عاصیان کبار کہ دکان وے کو برمودگان کے امکان عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقل محال نہیں صنفی کہ اللہ تعالیٰ ان سے مواخذہ نہ فرمائے، مگر امکان شرعی میں، مختلف پڑا، اہل سنت بالا جماع ستر فاضل جانر ملہ و تبع اور یہ فرقہ و عید یہ معاً ناجائز اور عذاب واجب مانتے ہیں، انہوں نے آیات و حدیث سے استدلال کیا، اس کے جواب میں حراز خلف کا مسئلہ پیش ہوا، یعنی اسے مسترد تو ہوا استدلال نوحہ ہم ہو کہ ہم وقوع و عید شرعی واجب مانتے ہیں، وہ خود ہمارے نزدیک حائز الخلف ہے تو عموم جرم کا ان شرعی ہوا، اور شرعاً وجوب عذاب کو تمہارا دعویٰ تھا ثابت نہ ہوا نام علامہ کفترانی شرع مقاصد میں فرماتے ہیں لیس الثانی عشر الثقیل الامۃ و لفظ الکتاب و التسمیہ بان للہ تعالیٰ عموم و عید یعمون عن الصغار و متناً عن الکنا و بعد التوبۃ و لا بعد عن نکرہ تطعنا و اصلعو فی لعموم لکنا تردون لتوبۃ محسوسہ الامصاص مل، تبتوا حلال و لم یحترلہ تمسک القائلون بحوار العموم عقلاً و امتناعاً سمعنا و ہم النصاریون من المعاد لہ و بعض البعد، دیکہ بالنصوص الواسعۃ فی وعدم انفساق صحابہ الکنا و واجب باہم داخلون فی عموماً، لوعد بالثواب و دخول الجنتہ علی مامروا الخلف فی الوعد لزوم لا یلیق بانکرام و ناقلا حلال الخلف فی الوعد

وحاشیہ رقم ۹۰، عن داحل و سلفی علیک تحقیقہ یہاں سیاقی فی رد الوہابیۃ الذی یؤید یقہ و تقرر انہ سمعانہ و عالی اعلم، سر سر سرہ عہ قولہ بالذی و تم حیث نقل النظم الشہد و کون المحققین علی اسم فی کلامہ علی ہذا من الخلفین و رحمہم اللہ صحیحہ ان الاشیہ توجہ حواز الاول عقلاً و ہم ان جواز العقلی مختلف نہ وادہم، یہاں ما شد و اعظم ان تحقیق علی انکار و ان کاں الاشیہ عدۃ ترجیح نحو و ہم، بالانعام فیہ راعاً اصلاً و لا بطہ محل راع و ان کاں فلا لاف ان عامۃ الامۃ علی جواز ثم ادہم مل صرح امر ان الصحیح عند المحققین عنہم الثانی عملاً مع ان الامر بالکس و الحق ان محل الدراع الشہور ہوا الجوار الشرعی و کلامہم امما حق مطلق الخلف و تحقیق الحق فی محصلہ ما سلفی علیک و اللہ الہادی و سر من اللہ تعالیٰ عز

سے تفریق لی نہائی میں پروردگار عظیم گیر زانی کہ کچھ کسی اصل برقیات ڈھائی، سی تفسیر
میں فراتے میں الجھاد جیو علی اللہ الحمد لله بعد حوسر نکدب علی اللہ بد نے
وہد خط عظیم میں تقریب میں ایکوں کھنوں العملاء جمعو علی رہ معالی
میرا کس نکدب و معبود میں نسخہ اللہ حبیبی و لطفی نے بقدر و کل
سیرتہ و محبت میں صحت میں صاف شد معالی یہاں لکھا جائے آئے شب کدب
میں لکھا گیا کہ خطا ہے بلکہ قریب ہے کہ کفر ہو جائے، اس لئے کہ تمام اعتقاد
میں صحت ہے و نہ کفر و کفر بھی، انھیں کہنے ہوئے ہیں کہ ان معالی کدب سے
سب سے بہتر ہے کہ اس کا کفر مانا آں بعد و نہ نام شریعت میں جس تک ہے نہ یگانہ
میں نہ ان کی شان ہی شان ہے کہ واضح روشن ایمانی اجماعی مسائل میں مدعیان علم و ایمان
درشد و شکست خوردہ تھے قوم و قبیلے مرام کو یوں دیدہ و دانستہ کرتے ہیں کہ وہ غریب
خانی و مترجم خانی سب کو ایک نام کہتے ہیں کہ ان پر ہوں چلے بہتان جیسے طوفان
و اللہ اعلم

چشم باز و گوش باز و این دو کا خیر و ام و در چشم و بوا

ہاں گنت لاکھ ہستی مصیبتہ و ہاں گنت ہدایت نامہ صلیفہ اعظم
ہیں زیادہ گی کوں مولا اس کے کہ اللہ ہدایت دے آجین، تنبیہ بنیہ الحمد للہ تحقیق و تدو
میں کو چھی، اور قیادوں طرز اس لئے کہ ہندی، ای سر و ب صورت یہ امر قابل تہجہ ۲ کہ سب
معاذ اللہ جسے تبدیل کے ستارہ پر ہیں مسمی و تم اور جسے ہدایت و غفوا و سماح مانر بد واقع، تو
عدالت مجربین، محققین، بالین میں نزاع کس امر پر ہے اقوال و ما للہ التوکل و بہ العوا و
عے اوح تحقیق جسے بخیر سقطت اس غشاء و رع میں طلق خلعت کی تجویز ہے مجربین
نے خیال کیا کہ صرف و عید و حد و شد کسی عیب، مستقصت کا شان نہیں، یتاخذ و عود کرم پر دلیل
ہوتا اور محل مرج و ستائش میں ہوا جاتا ہے اللہ کا جماعت عرب سے اس پر ستا کرتے
میں قال قائلہم

دانی دان اعدتہ اودعدتہ • مختلف ابعادی و صحیح موعدی

و قال اخری

اذا وعد المتراء انجز وعده • وان اعد المصراو قال عفو ما نفعہ

ہاں اس صفت و عید کی تجویز کی، محققین نے دیکھا کہ لفظ جسے اصل یعنی تبدیل مقام کو دوم در
ہاں امام علی علیہ السلام میں کالی کہا جیو علیہ فی مسئلہ معہد بعد و اس کے ساتھ انواع
نوع صرفت مخلوق میں سے ذہن و عقل کاں برقیات صحیح ہیں، مرام اس تجویز سے حیثی
لی حال صحت یہ کہ آیات و عید میں نظر عام عموم مردم و انواع یک صفت میں ہے
کہ یہ نظر تفصیل و تقید صفت صفت سے بعد مندرجہ تجویز سی صفت صوری و صفت
مردم سے خبر کرتے دیکھتے ہیں کہ بعد مندرجہ ہے، و محققین مع داتے ہیں، کہ
مردم بعض و تدج سے ہیں کہ اس سے کہنے تو لکھتے ہیں کہ کدب کہتے ہیں، اللہ
باد سماح حاضر و مانع و لہد عوامہ و ہاں مدین مدنی نے یہ مرام اس صحت شہادے
امام غامدی میں میں مسئلہ صفت کو اصل صحت کا اعجاز فر دیا، و اس میں صحت صرف
معتبر کی طرف سبب کیا حدت دل موعید کا عود و تخلصہ حد، معہد و عفو بہم
باندہ بحسب علی اللہ معالی بعدد و لطفی یہاں کہ اس نسبت کا مشاد و اطمینانی ہے
یہی مقصود و محوزین کے ہوا میں، اعلیٰ شقیاتے لکھتے ہیں کہ حدت سے اصل صحت میں
کوئی نہیں، لکن میں، جس طرح جسے کہ سب و تبدیل سے نظروں و اشراف یہاں شدت بلکہ مل
اسلام حد مل مل بلکہ مل لطف کا سماح ہے جس میں سی رتہ کا خلاف معلوم و نہ سر نہیں یہ
سے عہد شدہ مل نزاع کی تجویز انیق، تقریر و شہین و الحمد للہ و التوکل علیہم و علیہم
و اللہ اعلم، ہاں ہم محقق مدنی علامہ علی سے مسمی علیہ میں حواز خدمت الی کریمین کدب و
تبدیل سے وہ سخاوتی عظیم و ہائی جس کی نقل تحت سب بعد میں گزری پھر تہجہ مراد کی یوں شد
کی لہذا و اللہ عید صورتہ معلوم و اللہ عید میں، وید با عطا و مسئلہ حواز صفت میں عید
سے صورت عموم مراد ہے کہ بطور حکم سب محاطوں کو شامل نظر آتا ہے، یعنی اللہ عطا و عید
پر نظر کیجئے تو صاف یہی حکم معلوم ہوتا ہے، کہ جو ایسا کریں گے سب سزا پیش گئے، پھر جبکہ
مداخل قاطع ثابت ہوا کہ بعض کو نہ ہوگی تو بطور عید و عید مختلف کوئی، حالانکہ وہ عموم مردم

تجویز کی صحت و عید کی صحت

ہو تحقیق اللہ ہی محبوب و یعول علیہ اسی طرح اور مسائل پاتے گا اگر اس پر جس کیجئے جب
ترامہ نیت ایسر تجزین بیٹے مساوی مغولیت ہیں درامیں سے تدریج قول و دواں سے کتے
ہیں اور دونوں جماعتیں مگر فقرے بعد اذات خوئیق منا کروی مس پر نزاع بھی معمولی
رہی اور قول بالین کا محقق درج مواہی کھل گیا اور ہر سب عاملین کا علاج صحت مند
بردہ کافی ہو یا دلالت من حصول اللہ علیہا و علیہ انسان و کمال انسان کا مشکور
لہم انت اشکم لاندی و امس النہم مدی و محمد اللہ سب العالین و تسبیل جمیل
و تکمیل جمیل۔ اقول و اللہ التوفیق مدی مدیدہ بیارے کی حالت باب قابل رحم
عرب سے امام العارفہ کی بات بننے کو عقل و دیانت کو پاں رجعت دیا ہے رب کہ
میں نے ہاتھ کذب کر دئے گا و رب نہ مت و سہل مت کہیں اھو صحت کا اصل
کا کہ جن کر چھوٹے مگر کمال رکشا یعنی امام کی پیشانی سے داغ ضلالت نہ ہو نہ تائب و یاربو
کہ اصل بات کا سہ پر پھڑکی تھی و کہ یہ تھا کہ حضور پرورد سید مرہیں و تم سبیں اہم نادیں
و آخرین میں اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مثل و ہر صفت کی علامت کہ یہ میں نہ پاک برادر ہوں ہے کہ
اللہ تعالیٰ حضور کو خاتم النبیین فرماتا ہے و اللہ نعم ثواب و نال سرب و ارکان من استنم
کذب الہی اور کذب الہی محال عقلی ہے

من لا یحزن شریک فی عہدہ و فجوہا احسن فیہ غیر منقسم
اس پائے سعید نے جواب دیا کہ کذب الہی محال نہیں مگر کہہ کی بات محول ہو گئے اور
اس پر جواب دیا کہ ان کی خدمت گزاری تو آپ سن ہی چکے اب یہ حضرت اُس کی حکایت میں
صحت و قید کا مسند پیش کرتے ہیں یعنی اس کے امام سے سن رہی بلکہ اُس کا قول ایک گروہ
اللہ کے موافق ہے اسے سبحان اللہ ہے

اے چنیں مقتدیہ چمنال + جہاں چوں نہ بیند بے چہ چنال

اے حضرت سب کچھ جانے دیجئے کہ یہ یہ ریمہ دلک سوسوں اللہ و خاتم النبیین ہی سہا
نہ کوئی وعید ہے جس کے امکان کذب کو جو خلف پر تفرع کیسے گا یہ تو دعویٰ ہے یعنی
حضور سید عالم سے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بشارت عظیمہ کہ تمہیں میں بعض جلیق سے مشرف کی

تمہاری شریعت مندرہ کو شرف انصافیت بخشا تم تاخ اذیان ہوتے تمہارے دین متین کا تاخ
کوئی نہ آئے گا تم سب سے بلند و برتر رہے تم سے ہلا کوئی جواز ہوگا اس میں خلعت تو ہر طرح
بالاجماع محال ہے پھر تمہارے امام کا کیا کام نکلا اور مخالفت اجماع مسلمین و حدیث بدعت
مخالفت الدین کا دغ کیونکر شہان یہ اس کی درسا تھکے تمہاری عقل و دیانت کا کام تمام
ہوا اسے کام نکل سمجھ لیجئے پاتے کام ہو جا قسمت کا مالک دین و دیانت سے یوں کٹی تھی اور
امام بے چارے کی بات بھی نہ تھی نہ خدای بل نہ وصال منم : حاکم اشقی یعنی و لہم
ذین دھار و خراب و خستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے
مک گئے دین حق کا رستہ نہ اس سے ملتے نہ ایسے ہوتے

صدق القائل ہے

اذا کان الغراب دلیل قوم + سید یہم طریق الہا لکینا

اللہ تعالیٰ نظر دوسرے جگہ باہرہ و حقیقتہ اکیس وائل قابرہ میں کہ محبت پرورد میں و شہ
و قید محبت سب دوسرے میں تائیا محبت تاسد و عاشرہ دونوں میں تائیا تائیا تائیا تائیا
تے ہوا رب نام داری تہذیب میں کلام امام علیؑ پر گیارہ مستقل جہتیں تھیں انہیں مدعی جدید
پر کہیں کرے سمجھنے تر بائیسواں تائیا یا نہ یہ تسبیل جمیل کا جو اور کے سوا کہ ایک سو
بائیس کوڑے نہیں سمجھنے اور گئے چنے کے مسائل کے بقیہ سوال کو نکال جواب و تحقیق
صواب کا انتظار کرتے دیر گزری اتنا وقت ہوا یا کہ آخر طلع عن کردن و بیان مسلم
قول کے سے میدان دین تحقیق ربع میں قدم رکھوں و اللہ بھادی و دلی اکامیلادی
و الصلا علی حبیبہ سراج النادی

خاتمہ تحقیق حکم قائل میں

اقول و اللہ التوفیق لہم عصر قنا الصلال و لکنہ حارین برادر یہ پوچھتا ہے کہ ان
کا یہ عقیدہ کیسا اور ان کے تیجے ماز کا کیا حکم ہے یہ پوچھ کر ان امام و امام پر ایک
حاکم اللہ کے نزدیک کتنی وجہ سے کفر آتا ہے حاش شد حاش شد ہزار ہزار حاش شد

میں برگزائن کی تکفیر پسند نہیں کرتا۔ ان مقتدیوں یعنی مدعیان جدید کو تو بھی تک سلسلہ ہی جا
 ہوں اگرچہ ان کی بدعت و خدائیت میں شک نہیں اور امام اعلیٰ نے ان کے کھر پر بھی حکم میں کرتا
 ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل کالہ الا اللہ کی تکفیر سے منع فرمایا ہے جب
 تک وجہ کھر کتاب سے زیادہ روشن و علی نہ ہو جائے۔ اور ان کے لئے اصل کوئی
 صبیحت نہ ضعیف محل بھی رہے حال اسلام بدو دلا بعلیہ کیہ کیا ہوں اور مثلاً
 کتہوں کے بلا یہ ان تابع و متوع سب پر ایک گروہ علی کے یہ سب میں کوہ سرہ کھر لازم
 و العباد باللہ دعی العصل الدائم میل مقصد، میں بیان سے یہ ہے۔ اس غریبوں کو جو سب
 عطلت سے حکاوت اور اس کے اقوال بالطل کی شاعت اندہ نہیں متاؤں کہ اوے پر وہ بکریو
 کس نید سورہی موکلا دور پہنچا سورج ڈھلنے پر تا گرگ کھجور سارو دست نہ کرتا ہے
 کان تھپک رہا ہے کہ ذرا تھٹ پٹا جو در اپا کام کرے جو پاؤں میں تھاری سے مارا ہے
 کے باعث اختلاف پڑ چکا ہے سب حکم لگا چکے، کہ بکریاں ہمارے تھنے سے خارج ہیں پھر
 کھائے، شربے پائے ہیں کچھ کام نہیں، اور جہیں بھی تک تم یہ ترس مانی سے وہ بھی تھاری
 ناشائستہ حرکتوں سے غار میں جو کہ ایسے خاص تھنے میں تھلا آنا نہیں چاہئے سببات سببات
 میں بیہوشی کی خند اندھیری راست میں جسے پڑیاں کھر رہے ہو اللہ وہ جہیں میں خود پھیرا
 ہے کہ دیابت فی تیاب کے کھرے ہیں کہ نہیں دھوکا دے رہا ہے، پتے وہ بھی تھاری طرح
 اس گٹے کی بکری تھا حقیقی پھیر پھیرنے نے جب سے اسے تسکار کیا اپنے مطلب کا دیکھ کر دھوکے

سے کسی تک کی تید محمدا تھنے کس نہر عیدہ ماسے واقع مونی نہ دعی جدید یعنی صاحب سوئی ٹکڑی دلتا
 یعنی صاحبین مع دیابت کے وہ دونوں ظاہر ہوتے کہ سب انجیل دعو کیوں کے آگے کھریات پکے کوہ
 رہا میں پر تو کھر نام ہی جو تھا ان صاحبوں سے دن کھولی کر کھر کھر کردہ صرح فیض قلبی کھر کے میں برنام کار
 علی نے میں شریعین نے منہ دیا کہ جو شخص ان کے کار جوے میں شک کرے وہ بھی کار ہے، میں کا میں کتاب
 مبارک حسام الحرمین و کتاب مبارک تمید یاں آیات قرآن میں سب ماسر پلانے میں شریعین صاحب ہوں اس دونوں

کنہل کا مجموعہ لکھی کتب خانہ احمد سے طلب فرمائیے ۱۲۰۱ ہجری قمری معجم

عہ یعنی امام ابو ایوب ۱۲۰۱ ہجری یعنی شیطاں ۱۲۰

لکھی بنا لیا اب وہ بھی آگے آگے کی خیر ماسا اور عبولی پھیر میں کو لگا کر لے جاتا ہے، شدہ اپنی
 حالت پر رحم کر دے، اور جہاں تک دم رکھتے جو، گل گرگ و ناشب گرگ سے بھاگو جیسے بنے اس
 مبارک تھنے میں میں پر خدا اللہ ہے نہ ید اللہ علی الجماعۃ اور اس کے سچے راہی محمد رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، بارہو کہ اس میں کارستہ چلو، و دروغ زار حمت میں بے غوث
 چرو سے رب ہرے بدعت فرما میں تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سیدہ اعلیٰ محمد
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ اپنے رب کے پاس لائے اور ان سب میں ان کی
 تصدیق کرنا، اور سچے دل سے اس کی ایک ایک بات پر یقین لانا، ایمن ہے اللہ اللہ لنا حق
 بلقا کا یہ یوم المقام و بدخل بہ بفضل رحمتہ دار السلام میں در معاد اللہ
 میں کسی بات کا جھٹلانا اور اس میں اس نے شک مانا کھر عباد اللہ اللہ معہ جمعہ لہ فہیم و
 مرحم عہر ما وضعف ملطعہ العجم بہ هو العظوم الرحیم امیں امیں لہ الحق
 امیں ہرے انکار میں سے خدا لکھے اور سب مسلمانوں کو پناہ دے، و در طرح موتا سے نزدیکی و
 القزای استری یہ کہ ضروریات دین سے کسی شے کا تصریحاً خلاف کرے، یہ قطعاً جساماً
 کھر ہے اگر بد نام کھر سے حرسہ و رکال اصنام کا دعوے کرے کھر التزامی کے ہی سے نہیں
 کہ صحت صحت ہے کاروے کا تر کہ تا جو جیسا کہ صحت جہاں سمجھتے میں دید افرو کو بدعت
 خرافات کھا میں بھی نہ پایا جائے تا ہم سے دیکھا ہے پھر سے ہندو کافر کھنے سے چڑتے میں بلکہ
 اس کے یہ سے کہ تو، نکار اس سے صادر ۱۲۱۱ میں باس کا اس سے دعوے کیا وہ جہاں کھر دلتا
 ضروریات دین ہو جیسے طائفہ تاعہ نیا چرہ کا وجود ملک دین و شیطان و آسمان و نادر و در
 و معجزات نبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ان معانی پر کہ اہل اسلام کے نزدیک محض
 اوی برحق صحت شد و سارہ عید سے متواتر میں نکار کرنا اور اپنی تادیلات باطلہ تو بہت
 مائلہ کوے مراد سرگر سرگرتا، دیوں کے شوشے نہیں کھر سے ہی نہیں گئے، نہ محنت اسلام
 و معنوی قوم کے جموشے دعوے کام آئیں گے قاتلہم اللہ الی بد فکوں، اور دعوے پر کہ جرات
 اس سے کہی میں کھر میں کھر کھر مونی ہے یعنی آلی سخن و لازم حکم کو تہیب مقدمات و تقسیم
 تقریبات کرتے نہ چلیے، تو کام کار اس سے کسی ضروری دین کا انکار لازم آئے جیسے و انض

کا حضرت بقدر شدہ غیور رسول اللہ تھیں، اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت جناب صدیق اکبر و امیر
المومنین حضرت جناب فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انکار کرنا کہ تفصیل جمیع صحابہ و رفقاء
اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی طرف بخودی و ودہ قطعاً کفر و کفرانوں نے صراحتاً اس لازم کا اقرار نہ کیا
تھا بلکہ اُس سے صاف انکاری فرمے اور بعض جہتوں سے حضرت اہل بیت و اہل بیت کے بعد
کرم علیہم السلام کو اہل دعویٰ سے بیابین ثابت ہے اور حلفانہ حضرت
و ذر و اہل بیت کے تو حق باطنی سے قطار کھینچے ہیں، اس قسم سے عرب میں ہم سے اہل سنت مختلف
جو گئے ہوں۔ سب مالِ مقلد و لازم سخن کی طرف مقلد کی حکم کفر دیا، درحقیقت یہ ہے کہ کفر سے
بدعت و بدعتی و مخالف دگرگاہی ہے و بیاد باللہ سب بعدہ، اور ہر قسمی عیب من
اللہ اللہ تعالیٰ شفا شریف میں فرماتے ہیں قال یا مال لما یؤدی الیہ فوہ دیسوقہ الیہ
مدہ عہدہ کفر لا نکاہم صرحو عندہ ماؤدی الیہ فوہ مدہم و مدہم ماؤ
قولہم ولا الزمہم بموجب مذہبہم لم یراکھا سہم ماؤ لاہم ادا و دعوا علی ہذا
قالوا لا نقول ما مال الذی امرنا اننا لا نفتقد نفسہم و ہم انہ کما بل نقول ان
قولنا لا یؤل الیہ علی ما اصلنا لا علی ہذا اناخذین حلفنا الناس فی الکفار
اہل البیت و انصواب ترک الکفار ہم ہذا صحت بہ مرہد ہوب تو اب ان امام و
سوم کے کفریات لزومیہ گئیے، امام کے کفروں کا تو شمار ہی نہیں، اُس نے حضرت اسیں چند
سطروں میں جو تنزیہ سوم میں اُس سے منقول ہوئیں کفر لندی کی سات اصلیں طیار کیں، جن
میں ہر اصل سے ایک کفر کی طرف سجدہ و اُس کا مذہب بن کر مرگن ہرگز، ان سے نجات نہ صرف اہل
اللہ علی الاکبر اصل اول جو کچھ انسان کر سکے حد اپنی ذات کریم کے لئے کر سکتا ہے
و نہ قدرت نہائی بڑھ جائے گی (دیکھو بیان اول)، اس اصل کے کفروں کی گفتگو نہیں مگر اسی
قد شاکر دوں جو اوپر گن آیا ہوں یقیناً تعلاً لازم کہ اس سفیہ کے مذہب پر (۱) اُس کا سہود
کھا نا کھ سکتا ہے (۲) پانی پی سکتا ہے (۳) یاغہ چرسکتا ہے (۴) پیشاب کر سکتا ہے
(۵) پنا سب روک سکتا ہے (۶) بھر دگ سکتا ہے (۷) دیا میں ڈوب سکتا ہے (۸) آگ
میں جل سکتا ہے (۹) خاک پر لیٹ سکتا ہے (۱۰) کانٹوں پر لیٹ سکتا ہے (۱۱) آبی ہو سکتا

ہے (۱۲) رافضی میں سکتا ہے (۱۳) ایسا نکاح کر سکتا ہے (۱۴) حرام کر سکتا ہے (۱۵) عورت کے رحم میں ایسا نقطہ پیدا کر سکتا ہے (۱۶) پناہیجہ جنا سکتا ہے (۱۷) نیز میں اصل پر لازم کہ خدا خاص میں (۱۸) ہزاروں کروڑوں خدا ممکن ہیں (۱۹) آیت کریمہ **وَلِلّٰهِ حُلُوفُ دُمَانٍ تَلْمِذُونَ** حق نہیں ان سب امور کا ثبوت بدین مذکور کے روایوں میں ہدیہ ناظرین جو **اصل دوم** خدا کے لئے فیوب و نقد تھیں محال نہیں بلکہ مصحفیت کے لئے اُن سے قصداً مجتہد ہے (۲۰) (۲۱) اس اصل کے کفر اصل اول سے صد بار پہلے فزون جس سے لازم کہ اس سے پاک کے مذہب ناپاک پر ۱۲۰ اصل مسلم کے عامہ عقائد تنزیہ و تقدیس کے اُن کے نزدیک ضروریات دین سے میں سب مائل دے دلیل (۲۲) اس نامسعود کا دمھی مسعود عاجز (۲۳) جاہل (۲۴) حق (۲۵) کامل (۲۶) ادھار (۲۷) بہر (۲۸) ہنگام (۲۹) گونگا سب کچھ جو سکتا ہے (۳۰) کھانا کھاتے (۳۱) پانی پیئے (۳۲) پاخانہ پھرے (۳۳) پیشاب کرے (۳۴) بیمار پڑے (۳۵) بچہ جنے (۳۶) اونٹنے (۳۷) سوئے (۳۸) مر جائے (۳۹) مگر کچھ پیدا ہو، سب کچھ روا ہے (۴۰) (۴۱) شد کے علم (۴۲) قدرت (۴۳) جمع (۴۴) بصر (۴۵) کلام (۴۶) مشیت و غیرہا صفا کمال کے ربی ہونے کا کچھ ثبوت نہیں (۴۷ تا ۵۰) ان کے ابدی ہونے کا کچھ ثبوت میں (۵۱) اُس کی اومیت قابلِ زوال ان سب لزموں کا بیان تازیانہ اول میں گزرے بلکہ (۵۲) جو اس اصل کا انوار حقیقت بالفعول اللہ عز و جل کو ناقص جاننا ہے (دیکھو تازیانہ ۲) اورے شک جو اللہ عز و جل کی طرف عقس کی نسبت کرے تعصباً کافر اعلام بغواطم لا اسلام میں ہے اس سے یہ ادائیت ماہو صریح ہے انقص کھانا **اصل سوم** جن باتوں کی بھی سے خدا کی مدح کی گئی وہ سب خدا کے لئے ممکن ہیں (۵۱ تا ۵۲) اس کے کفر بھی بکثرت ہیں تعصباً لازم کہ اس سنیہ کے طور پر (۵۳) اُس کے مسعود کی جو رو ہو سکتی ہے (۵۴) بیٹا ہو سکتا ہے (۵۵) بھول سکتا ہے (۵۶) بہک سکتا ہے (۵۷) بعض اشیاء اُس کی ملک سے خارج ہیں الی غیر ذلک میں الکفنیات (دیکھو تازیانہ ۵ تا ۸) **اصل چھارم** صدق النبی اعتباری ہے (۵۸) اس سے لازم کہ سنیہ کے مذہب پر (۵۹) قرآن مجید مخلوق ہے جس کے کفر پر ۲۷ فتوے گزرے (۶۰) اُس کا مسعود انیل میں کا زب تھا (۶۱) اب بھی

کاذب ہے (۶۱) کبھی صادق نہیں ہو سکتا (۶۲) قرآن مجید کا جملہ جملہ غلط ہے (۶۳) اللہ مخلوق ہے (۶۴) بلکہ محال ہے الی فیرو ملک وہ کفریات کثیرہ کہ وضع متعددہ میں جس کا الزام گزرا **اصل پنجم** علم ہی، عقیدہ ہی ہے (تنبیہ بعد از زیارت ۱۳) اس پر لازم کہ جابل کے نزدیک (۶۵) علم ہی مخلوق و حادث ہے جس کے کفر یہ فتوائے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ گزرا (۶۶) اللہ تعالیٰ ازل میں جابل تھا (۶۷) جب چاہے جابل بن جائے (۶۸) اللہ حادث ہے (۶۹) قابل فتائے فی فیرو ملک **اصل ششم** کذب الہی ممکن ہے اور ہم ثابت کرتے کہ اس کا نظام نہ صرف امکان عقلی بلکہ امکان واقعی بلکہ عدم مستقبل و عادی میں نص صریح ہے اور (۷۰) یہ خود کفر ہے پھر اس تقدیر پر قطعاً یقیناً (۷۱) شریعت سے یکسر ان مرتفع (۷۲) خدا کی خبر سے یقیناً مدح (۷۳) اسلام پر وہ مطاعن جن سے جواب ناممکن **اصل ہفتم** (۷۴) اللہ تعالیٰ سے مدد سے جو چھپا کر ہٹا ہوا کر ایت قرآن مجید کوئی کر دے تو کچھ صریح میں (تاریخ ۱۳۱) یہ بات یہ تو اس سے صاف صریح کہ فتاویٰ متحیر ہوں سے لزوم میں داخل کروں یا التزام میں پھر اس پر (۷۵) مشر لشر حساب کتاب جنت نارعد ب ثواب کسی چیز پر ایمان نہ رہا کہ ہر خبر میں صاف صریح احتمال نقص پائی، تو یقیناً کیسا؟ تو ایمان کہیں دو عیب و اہلک سبب نہ ہوں ہمساری تقریرات سے بقدر تحریرات لاسف و یکسہ دلا اس امام نجد کے کہ کفریات لزومیہ کو صد (تک پس) سکتا ہے بلکہ میں قدر اور بد کردہ ہوئے وہ بھی یہاں روکے گئے پھر بھی مساؤ

الغیر کچھ کفر کیا کم میں پھر نہ صرف ایک ہی قول پر ہیں ایمانی کفریات لغویۃ الایمان و صراطنا مستقیم کی گنتی ہی کیا ہے پھر وہ اقبالی کفر عبادہ رہے جو ایمان لغویۃ الایمان پر صراطنا مستقیم میں اپنے گھبرے میں غرض حضرت کے کفریات لزومیہ و اقبالیہ کی تفصیل کرتے ہی کفر ایک نقطہ کن کی تہر پر دیتے جائے تو غالباً ہم بھر میں ساری تہر کا موخر کلامو جائے یہ اس کی سزا ہے کہ کفر و شرک و عہڑی دھڑی کر کے بچا، بعض بلا وجہ سچے مسلمانوں کو کافر و مشرک کہا، یہاں تک کہ اس کے طور پر بھی یہ تابعین سے لے کر شہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز صاحب تک کوئی کفر و شرک سے نہ بچا، گویا حضرت کے نزدیک کفر و مشرک

سے تھا پھر یہ خود اس سے کچھ کہیں جاسے کہ کرد نیافت کما تدين تدان ہے
ویدی کہ خون ناحق پر دانہ شمع را ۴ چنداں امان نہ اور کثرت ماسحر کند
کذلک العذاب و لعذاب الأحرار اکبر لو کانوا یعلمون ۵ اللهم احفظ لنا الایمان
واعصمنا من شر السیطن بھاء حبیب اللہ محمد سید الانس و الجنان علیہ السلام و علی آلہ و صحبہ و شرف و کرام امین و الحمد للہ رب العالمین ۵ ان امام صاحب پر چاہیں بلکہ سونڈیاں، پر گرد سے تھے پھرتیہ سوئے کہ ایک جماعت اللہ کے نزدیک تم پھرتیہ سے کافر و امام لٹا لٹا پھر ایک ہی قول میں پونے دو سو کوٹھکے یاد رکھیے اب مقتدی صاحبوں کی طرف چلیے، ان میں دیوبندی تقید نے تو دیوبندی گئی یعنی اس جو امام مغوی امام کی پیروی سے قدم آگے نہ بڑھایا یعنی کوئی ایسی نئی بات پیش نہ کی جس پر الہام کفر سے جدیدہ صمد پانا، صرف انہیں احکام، امام کا ترکہ پایا اور اس کی باقی خرافات بدلت اہل قابل التفات، بل علم نہیں، تمام معرض بیان میں سکوت نا محمود، لیسند بطور اجمال تعرض مقصود قولہ ہمارا اعتقاد ہے کہ خدا نے کبھی جھوٹ بولا نہ ہوئے اقول یہ ربانی اظہار صریح ہے نہ یاد و ناپائیدار کہ جب کذب ممکن بلکہ جائز و واقعی ہوا جیسا کہ تمہارے امام کا مشرب تو ہرگز اس اعتقاد کی طرف کوئی راہ نہیں بلکہ صراحتہ ام تقولون علی اللہ ما لا تعلون ۵ میں داخل ہونا ہے وہ تقریریں کہ فقیر نے دیں دوم تنزیہ دوم میں حاضر کیں یہاں نہایت وضوح و بطلان جاری، جنہیں محمد اللہ اس، ظہر باطل کی ذلت و خجاری کی

۵ تنبیہ ضروری ۵ بعد سبب ات جاسے کہ مفسی سے جس کلام باطل و صدق کی نسبت سو سائل ہو اس ہائے کلام کی مشافہتوں کا مدار بقول کا ایضاً واجب اگرچہ قائل محض عامی و جابل ہو کہ تمام جواب و احکام صاحب اس پر موقوف ۵ اس سے یہ لازم ہیں تاکہ قائل قائل علیہ مشرک پس اگر حضرت دیوبندی مثل درجیان حدیث کوئی اکابر و متوسلین طاغوت سے جس جب تو اس روایت کا ہدیہ مبارک یا اگر مثل صاحب سبب ہمارے قاطع نقاب فارغ مانتے کہانہ میں تو خطاب متعدد اور مخاطب واحد، دلت کلام فقیر بغیر دست قنا محض جابل کلام اس حیث ہو کلام معطوف اور حصص مشکم سے نظر موصوف ۵۲ معنی اللہ تعالیٰ

[illegible]

کا حکم آپ ہی کی عقل شریف کا حصہ خاص تھا کہ اس کے رد میں بھی علماء کا وہ حل کافی و دوائی ہو
 سینچن اللہ میں ہے علماء سے کیوں۔ مستناد کروں آپ، آپ ہی امام کا قول نہ ٹھینے سی سمجھت
 کذب و لی بکروزی میں کہ کہتا ہے، اگر مقصود این است کہ وقوع مذکور بالفعل "اسے یہاں
 یہی بحث میں وقوع تعدیب مطیع و مغفرت کا فرض کیجئے" مستند کذب است میں اس مسلم
 سب دیکھے وقوع مذکور بالفعل مذکورہ و اگر مقصود این است کہ امکان وقوع مذکور مستند
 کذب علی است از مقصود "تو میں ان نفس یا قلوب یا دیگر و تا واضح گردو کہ کہام بعض بعضی
 امکان وجود مذکور دلائل مینند و اگر مقصود این است کہ مکان وجود مذکور مستند امکان کذب
 است میں عارض است منفرع است زیرا کہ عدم وجود مذکور معلول صدق نفس است پس تحقیق عدم مذکور
 البتہ مستند تحقیق مکان صدق نفس مذکور است و ذوال عدم مذکور بالفعل مستند کذب است
 ۱۰۰ امکان ذوال عدم مذکور میں مسلم امکان ذوال صدق نیست یعنی امکان وجود مذکور مستند
 امکان کذب نیست چہ امکان ذوال معلول مستند امکان ذوال علت نیست و الا لازم ہے کہ
 امکان ذوال عقل اول مستند امکان ذوال واجب باشد پس امکان ذوال عقل دل منیع باشد
 پس عقل دل واجب لذت باشد مستند "نہ لازم در بیان علت و معلول در فعلیت وجود
 عدم است در امکان ذوال لازم" یہ کہ وجوب لذت ممکن لذت کردہ و یہ معلولات او ہمہ
 ممکنات اندہ مختلفہ۔ اگر اس کی یہ تقریر پریشان طویل اندیل حس میں اس سے خوشی خواہی
 درسیات کو مکتھوں میں پیدا ہے، تنہا ہی مقدس سمجھ میں آتے، تو اسی کا دوسرے بیان
 مختصر ہو اسی بکروزی میں کہتا ہے "مقصود این است کہ وقوع ممکن ہیچگونہ محال
 ناشی نمی گرد و الا نظر الی ذاتہ و الا بالنظر الی الاصول الخارجیہ پس این مقدمہ وقوع
 است چہ میں تقدیر لازم ہے یہ کہ وجود ہر عدم و عدم موجود محال باشد زیرا کہ مستند محال
 است یعنی کذب علم زلی و کیچھو با وجود امکان ملزوم لازم کو محال ماننا ہے پھر تہاری جہالت
 کو تعدیب مطیع و عمو کا فر کے مکان سے، مکان کذب پر استدلال کرتے ہو، غرض حق یہ ہے
 کہ یہ عیس مستدال کسی ایسے ہی مقدس آدمی کا کام ہے، جسے دیو جہالت کی بد و قید میں سمجھی
 علم و فہم کی ہونے لگی ہو واللہ بھادی۔ یہ یہ تو وہ نئے جہوں نے تقلید، امام سے تجاوز

ہو گیا تھا۔ دسہ امام منید کے مہر پر شیعہوں نے بے شک ہمت فرما کر وہ طرفہ ابکار، فکر بدینہ
 و نظر محول نظر رکھیں جسے یہی جواز غفلت کی تقریر مائیں جس کے باعث اس پر لڑم کھر کی تین (۳)
 وجہیں اور بڑھیں ادا کلا وہ وجہ اول کہ تمام معتلداہن، ام الطائفہ کو موافق مائیں یہ جس کے
 قول مذکور و جمیع اقوال کفریہ میں معتد اور بے شک و تحریفات میں تنقید کرے قطعاً لازم کفر
 سے عقد پست ثنائیاً ان حضرت سے جواز غفلت یعنی کذب ائمہ دین کی طرف نسبت کیا اور ہم
 برائے قاطعہ مہر نہیں لواتے کہ وہ جس سے پر غفلت جائز فرماتے ہیں اسے قطعاً جائز و قوی بلکہ واضح
 ٹھہراتے ہیں تو اس حضرت نے موافق سعاد و قلعے کا کاذب با عقل ہونا کہ قطعاً اجماعاً کفر
 خاص ہے، ایک طاقت ثنائیہ میں کاذب جانا اور اسے اس قدر ہلکا سمجھا کہ اثر اہل سنت
 کا اختلافی مسئلہ مانا اور اس پر جس کو بے جا بتایا اور اس سے تعجب کا جہدا ٹھہرایا اور بے شک
 جو شخص کسی عقیدہ کفر کو ایسا سمجھے خود کافر ہے، اعلام بقدر طبع الاسلام میں ہمارے علمائے
 اعلام سے کفر متفق علیہ کی فصل میں منقول، وصدق کلام اہل الاھواء و قال عسکری
 کلامہم کلام معنوی و معنایہ صحیحہ و فیقر نے اس مسئلہ کی قدر سے تفصیل اپنے رسالہ
 سہار کہ مقامہ الحدید علی خد المنطق المجیدی میں ذکر کی و اللہ الموفق ثالثاً
 الحمد للہ کہ علمائے سنت ان نئے ہلکا کی جہالت فاحشہ سے پاک رہے، دریں کے بتانی خیالوں
 شیطان ضلالتوں پر سب سے پیسے تیز کر دے وے نگران کی قوت و اہم سے جو انہیں امام
 الطائفہ کے ترک میں ملی، آئمہ متقدمین میں کچھ علماء ایسے تراشے جو کذب الہی کے جواز و قوی
 بلکہ وقوع یا فعل کے قائل ہوتے، تو وہ تریشیدہ علم و ساختہ ائمہ دین کا ان جہال کے
 وجہ و خیال کے سوا کہیں وجود نہیں، قطعاً اجماعاً کافر تہتھے، اب انہوں نے ان و حسی
 موجودین یقینی مرتد و کافر نہ چار، بلکہ مشائخ دین و علمائے معتدین مانا تو خود ان پر کفر

لہ عمل العلامة ابن حجر اہل الاھواء علی الذین کفہم سید عنہم قلت وھو کما افادو
 لا یستقیم التخریج علی قول من اطلق الکھار بکل بدعة فان الکلام فی الکفر المتفق علیہ
 فی تنبیہ مقام الحدید علی خد المنطق المجیدی من مصنفات المصنف وھو اللہ تعالیٰ عنہ

و ارتداد لازم آنے میں کیا کام رہا نہ جو کسی منکر ضروریات دین کو کافر نہ کہے آپ کافر ہے، ام قدر
 تاحی علی حق قدس سرہ شعا شریف میں فرماتے ہیں الا جماع علی کفر من لم یکفر احد من
 اصحابی و الیھود و کل من وارث دین المسلمین او دفع فی تکفیر ہم و ادب تالی
 القاضی ابوبکر لا النویف و الا جماع قطعاً علی کفر ہم و من دفع فی دلت عدد
 کذب اصحاب الموقیف و ادب فیہ و التکنیب و الشک فیہ لا یقع الا من کافر،
 یعنی اجماع ہے جس سے کفر پر جو کسی اسرائیلی یودی خواہ کسی ایسے شخص کو جو دین اسلام سے
 حد مرگیا کاذب کہے یا جس کے کام سے میں توقع کرے یا شبہات نام نہانی، جو بکر بطلانی
 سے اس کی وجہ یہ رہائی، کہ اصولی تریخہ و اجماع، سنت، ان لوگوں کے کفر پر متفق ہیں، تو جو
 ان سے کفر میں توقع کرے وہ من و شریعت کی تکذیب کر دیا، جس میں شک رکھتا ہے
 درہ امر کافر ہی سے صادر ہوتا ہے، انہی میں ہے یکہ من لم یکفر من دان بعد مسئلہ
 الاسلام و دعت فیہم و ادب و صحیحہ مدھم و ان طہر الاسلام و اعتقادہ و
 اعتقاد انطالی کل مذهب سواہ دھوکا کفر باھما مہما، طہر من مہلات ذلک
 و بعضاً یعنی کافر ہے جو کافر کہے ان لوگوں کو کہ غیر ملت اسلام کا اعتقاد رکھتے ہیں یا ان
 کے دین میں شک لائے یا ان کے دین کو شک بتائے، اگرچہ آپ کو مسلمان کہتا اور
 مذہب اسلام کی حقانیت و اس کے سوا سب مذہبوں کے غلط کا قطعاً ظاہر کرتا ہو کہ
 اس نے بعض منکر ضروریات دین کو جبکہ کافر نہ چار تو اسے اس ہمار کے خلاف اظہار کر چکا۔
 آپ کو یاد ہو کہ ان مدعیان جدیدہ ہندی و رشیدیہ پر ایک سو بائیس کوڑے اور چوبیسے اور ان
 کے امام کا دہال انہیں سب جھوٹے کہ آخر یہ انہی کے معتد اور جس کے انوں کے پورے معتقد
 محمد اصحاب الغلام ہند امولی تو ضرب المولی اھانتہ اعلام بدرجہ اولیٰ، ہر
 حال یہ بھگتہ کوڑے جو امام الطائفہ پر تارے پڑے، ان کے حصے میں بھی یقیناً جڑے یک
 سوڑے رہے ہوتے و تیس حصے ان کے دم پر سوار، تو اس مختصر رسالے مورخ کے میں
 مدعیان جدیدہ پر پورے دو سو کوڑوں کی کامل جو چھڑ کدب العبد و بعد
 الاخیرۃ اکبر لو کانوا احدیون

میں نے جس طرح اس رسد کا تاجی نام جن السبوح عن عریب کذب مقبوح کھا یوس اس
تاریخوں کا عدد درخت کرتا ہے کہ اس تاریخی عقب دو صد تا زیادہ بر فرق قبول زمانہ
رکھوں بالحد کتاب روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ایک مذہب ملنے دیں پر یہ نام مقتدی
سب کے سب نہ ایک دو کفر علی حد کفر سب کفر میں ڈالے گئے ہیں دی دلت اتول یہ

لکھ فوق کفر فوق کفر • کان الکفر من کفر ووقر

کنا وامن فی نقن دفر • تتابع فطر لا من ثقب کفر

معاذ اللہ اس قدر ان کے شمار و شمار کو کیا کم سے اگرچہ مہم قعین علماء محاطین نہیں
کاہر نہیں اور یہی صواب ہے دھوا الحواب وہ یعنی وعلیہ الفتوی دھوا مذہب
وعلیہ الاعمال فیہ اسلامہ وہ اسلامہ نام میں تحریر فرماتے تھے امدام
میں فرماتے ہیں یہ پھر مرد اعظم مولیٰ جامعہ دکنی بھدا احساس و علم جماعت
علمائے اول پر مرتد ہو گیا اور اس قدر مشہور دنیا میں ہیں والعباد ہاتھ خستہ
الحاصل ہیں پھر تنکد کہ در بن کے کفر میں مختلف ہو گئے، نور یہ سے کہ اگر یہاں بھلا
چاہیں حد نہ سر نہ کلمہ اسلام پڑھیں، در سے مذہب نام مذہب کی تکذیب نہ سج اور اس
کے رد و تفسیر کی صفات تحریر کریں در جو عبادت کلمہ تہذیب کالی میں در جو عباد
بھی پڑھتے ہیں اور سے اپنے مذہب کا رد میں سمجھنے بجز اراق میں برازیہ و جامع انصولین
سے ہے لوقی بالشیہاتین علی وجہ العادۃ لا سفعہ مالہ ورجعہ عروں در جس
طرح میں در غیث کا ملان کیا ہے ویسے ہی توبہ و رجوع و صفت اعلان کریں کہ توبہ
س کی ہاں سے در عیاں کی عیاں حضور پر نور سید یوم الشوری صلی اللہ علیہ
و سلم فرماتے ہیں ادا علی سببہ فاحداث عندہ سورہ السہب السہب وعلانیہ
بالعداۃ حب تو کوئی گنہ کرے تو فوراً توبہ کر پر شیدہ دل پر شیدہ در حق سر کی طائر
سوا والا امام احمد فی کتاب الزہد والطبوا فی المہم الکبیر اسد حسن علی
اصولنا من معاذ من حبیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں سب کے بعد ایسی عورتوں سے
تجدید نکاح کریں کہ کفر غدا کی کا حکم ہی ہے عمار حسن شرملا فی شرح و بیانیہ پھر علی مرغلانی

شرح تفسیر فرماتے ہیں ما یکن کفر، اتفاقاً یبطل العمل و لکاح و اولادہ و اولاد ذی
و ماضیہ حلال یزہو بالاسفار و التوبہ و تجدید النکاح پس اگر مولے سب جائز و
تو نے ہدایت فرماتے، اور اس کے کرم سے کچھ دور نہیں، یعنی یہ حضرات ہے مذہب مردود
سے بار آئیں اور ملائکہ رب، علمیں کی طرف توبہ لائیں فاحوا انک فی الدین کما رہے دینی
بھائی میں، در نہ اہل سنت پر لازم کہ اس سے الگ ہو جائیں اس کی صحبت کو گناہ سمجھیں، اس
کے پیچھے نہ لڑ کر نہ پڑھیں اگر مار لستہ پڑھ لی مواعید کو کریں کہ نماز اعظم عبادت رب
سے زیادہ ہے در تقدیم و امانت ایک اعظم عزاز اور اسبق بھاسر واجب التوہین نہ کہ بدعتی
گمراہ ناس فی الدین والعباد باللہ سب علمیں فقیر عمر نہ تھے لے مسائل
کی در سے تحقیق و تفصیل پنے رسالہ الھی، لا کید عن الصلاۃ و سراء عدی
التقلید میں ذکر کی عمار اب سمعی ہند سترج منہ میں فرماتے ہیں بکرا قدم اساس
کہ اھۃ خرم و کذا المبتدع اھ المحض یعنی ناسق مذہب کی امانت بکراہ تحریمی
قریب بجزام ہے جس کے سبب نماز کا پھیرنا واجب ہے حکم و اللہ المحکم واللیہ
توجعون و الحمد للہ رب العالمین •

التماس ہدیت، ساس میں ہاں میں کہ لکھ کے اس رسالہ پر سب مہول سخن
پروری، و حکم دستور نصیب و خود سری، اگر بس سیم خاطرین شریں کی قبول ماضیہ
کو کام فرمائیں گی، قربت عروسی طبیعتیں گرائیں گی، جیسی نزاکتیں غصدا میں گی اجابی
حمیتیں جو شش دکھائیں گی، تنصیب جانتیں سمیت پر آئیں گی، سنا اللہ و ہم نو کید
نعم المولیٰ و نعم الکعبین یہ سب نچو شمول، گھسیانا عاجزوں کا قدم بھی مہول، لکھ انما
اعھکرموا حدۃ من اسد ماہ دلا کہ انما ماول، اگر چند سعادت کے سبب نصیب و
نفسانیت کو مار پتائیں مثنیٰ و فساد ہی تھا یا دو دو صاحب بیٹہ کہ غور فرمائیں، اگر کلام
ختم حق و صواب ہو تو نہ جس سے کیوں اجتناب ہو، کیا قرآن نے نہ سبایا کہ تمہارے رب
سے کیا فرما سید کر میں بھنی دینے لکھنا الا منقی، اسے میرے پیارے بھائیو! لکھ
اسلام کے مراہیو! اگرچہ جس ارادہ، برہن عیارہ، اور شیطان لعین، اس کا معین

وہد اخطا کا قرار آدمی کو مانگو، مگر خداوند قدس لہ اتق الله احدہ العباد ما لا ثم کی آنت
سخت شدید اللس مسکو، حل مرشید، خدا را ذرا نصاب کو کام فرماؤ، ملق کاکیا پاس حق
سے شر ہو، کچھ دیکھا ہی کسی پر امکان کذب کی تمت دھرتے ہو، کس پاک بے عیب میں عیب
نہ کا، مثال کرتے ہو، العظمت لہ، اسے وہ خدا ہے سب کو میں والا، سربیب و نقصان سے
پاک رانا، ذر تو گریباں میں کوہ ڈو، مرنے زبان عطا فرمائی، افسر کے ہارے میں تو زبان سمجھو
دائے بے انصافی، تمہیں کوئی بھوننا کہے تو آپنے میں رہو، اور ملک صر واحد تہ کا صوبہ ہونا،
پس ممکن کہو، لیکن دیانت ہے، یہ کیا نصابت ہے، اس پر یہ قراصر بر ملا عسکت ہے، اسے
نائد جائے، اسے قوم مفتون، بالذکر ایک سہل تدبیر تمہیں بتاؤں، میرا سالہ منانی میں میٹھ
کر مورا، کیوں، اس دو سو دلائل و اعتراضات کو ایک ایک کر کے انصاف سے پرکھو،
دوس کر دم ل دو سو میں استیلا کہ ب، لہی پر صرب ایک دس در تہا سے خیال در تہا سے نام
کے بذاتی تو اس پر فقط ایک ایک، اعتراض قاطع ہر مال و قیل آئی رہ گیا، باقی سب سے تم
بے جواب اسے پ تو اس پر جواب دہ حق اس کو ایک دلیل دانی اظہار، اطل و اطل و اطل و اطل
دلی نہ کہ دلائل باہرہ، اعتراضات قاصرہ صد اسنو در ایک نہ کنو دل میں جانتے بناؤ، کہ
دلائل با صواب اور اعتراضات جواب گدائے کی قسم کوہ کی آں ملک آئے تائید باطل کی
نکرتاں، یہ تو حق پرستی نہ مول با بدستی مولیٰ، اسے تعصب میں بے بسی مولیٰ، پھر نہ امت
تو آئے گی حساب توہ ہوگا، حد کے تصور سوال و جواب توہ ہوگا اسے رب سرے بدت
فرما، اور ان جملہ نکلوں کو کچھ تو شرا ہے

می لکائی کہ وہی شلہ اسن بول، اسے کہہ کر ساختہ نظرہ بارانی را
اور ہمیں سے ظاہر کہ جو صاحب قصہ جواب کی ہمت رکھیں، ایک ایک دلیل ایک ایک
اعتراض کا تفصیل جواب سمجھ کر لکھیں، یہ نہ ہو کہ اقلے مسیحیت رفع ندامت، حریب عوام
جو سب کے نام کو کہیں کچھ اعتراض باقی سے اعراض، یہ کلام خصم کا روتہ کرے گا، آنا تمہیں پر
صا حقین کر کرے گا، کہ جب محبت خصم شائد سکے، مذہب سے اعتراض شائد سکے، تو ماحق
تکلیف صرہ اشائی، معصیت سیاسی نامہ اشائی، اپنے ہی عجز کا اظہار کیا، بطلان مذہب کا

در ایک، اسد کچھ دیر تو حق و انصاف کی قدر سمجھو، رنجہ تعصب کی قید سے سمجھو، ضرر تکبر میں
ممانہ سمجھو، افسوس کہ حق کا پند جیو نہ، اور تہا سے نصیب کی وہی کالی گھٹا، سب سے ہاویں
سایہ، لیکن اور تہا و تاج وہی بال زلف، اسے کچھ ضایع سے بھوٹ، جھوٹ سے نراے
سجے رسول پہنچی کتاب آمار سے دائے، اپنے کچھ عیب کی سچی و جامت کا سدہ اُمت
صغیرہ کو سچی، بیت عات فراصلے اللہ تعالیٰ عنے حیب و سلم و علی و آلہ و صحبہ و سرف
دکمہ ما علی الصادق و علی الکاذب و علی الصدق عن صادق نکو ادب قولک
الحس و وعدہ الصدق و علی المحمد و علی اصحابہ، بات علی کل سخی قدر و علی اللہ
عالی علی سید لصادقین محمد و آلہ و صحبہ جمعہ، امیں میں آلہ الحق امیں
الحمد لہ کہ یہ بارک رسالہ جو بحر محال باوجود کثرت تشبیل تحریر مسائل و سرب مسائل
تیرہ دس کے متفرق حصوں میں سورہ، اور تیس دن میں صابت و بیضہ ہو کر دوہم
۱۰ مبارک و ناخر شہر سیر گذر ہو رہا ہوں مجدد شہر علی صاحبہ الصلوٰۃ و التیمہ
کو ہمہ وجوہ بدستائے تام و شیعہ بزم ہدایت انام ہوا

بشہر الحمد و الحمد کہ آج اس ساک رسالے سنت قبائے رب صدق جانے دائے ربک
مذہب گمانے دائے سے علوم و حید میں تصانیف فقیر نے سو کا عدد کامل پایہ و الحمد لہ
و حامی العطایا مرہا نقل مائت، سمیع تعلیم و الحمد لہ سرب
العلمین و الصلوٰۃ و السلام علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین
سمیع سربک سرب الصلوٰۃ علی اصحابہ، و سلام علی مرسلین و الحمد لہ
سرب العلمین تمت و بالمحبہ عن یعون من قال و قولہ الحق تمت کلمت ربک
صدق وعدہ لا مدلی کلہ حر دھو، سمیع العظیم الحمد لہ لہی سمعہ
و حیا، تتم الصالحات و الصلوٰۃ و السلام علی سیدنا و مولانا محمد سید
الکائنات و آلہ و صحبہ و امتہ و حزبہ اجمعین و الحمد لہ سرب العلمین

عبد المذنب احمد رضا البیلی
عبد المذنب احمد رضا البیلی
عبد المذنب احمد رضا البیلی
عبد المذنب احمد رضا البیلی

عبد المذنب احمد رضا البیلی
عبد المذنب احمد رضا البیلی

تحریر جناب مولانا غلام دستگیر علیہ الرحمۃ من ربنا اللہ اور اللہ برسر سالہ مبارکہ سخن
 مسجوح عن غیب کذب مقجوح، بغیر غلام دستگیر قصوری کان شدلہ حمادی لاول ششہ
 میں بریلی میں وارد ہو، اور اس مبارک رسالہ کے دیکھنے کا اتفاق پڑا چونکہ مدت دراز کے بعد
 یہ رسالے کا اتفاق ہوا ہے اور عاقبات اصحاب اور پیر مشورہ امر دینی کے سبب خود کلاس سے
 کرنا تھا اس فوراً فرصتی ہوئی کہ معمولی دن گفت جو کچھ سفر و حضر میں رب میں جوتے تھے ان
 چاروں میں وہ بھی پورے ہو سکے، اس کشاکش میں اس رسالہ سالہ کو یہ سالہ سیلاب یہ
 ٹپکے حصہ حصہ بہا کھی ہو دیکھ سکے، مگر ابتدا و درمیان وہ سہما سے خود دیکھا، تو مسئلہ امکان
 مذہب باری تعالیٰ کا رد پایا، اور اس کو آنکھوں سے لگایا محمد بن عبد اللہ علیہ السلام کہ اس
 کے مؤلف علامہ فراموش ہے، بلکہ علم داخل لے جا رہا ہے، تاہم اختلاف و بحث اس وقت
 میں اس بارے میں بھی بہت غریب و غلط کو جو ہمیشہ کار خیر و ثمرت علوم و ہنر میں مصروف ہیں
 صرف و پایا جو اللہ نسکور علی و عن جمع مسامحہ و اخراج و ادخلہ الی غایت ما
 محب و برحق انکم نقول من انک انت لسمع العظیم و صلے اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و سلم
 منقولہ و احسانہ سیدنا محمد و عترتہ الرحمۃ اللہم رحمنا ورحمہم ورحمتہ
 یا ارحم الراحمین

۱۵ جمادی اول ۱۲۸۰ روئی و فی یہ چہ حروف یکے کئے و اللہ ہو المسیر للصواب

قرآن عزیز:- مترجم ترجمہ علی حضرت عظیم البرکتہ مع عاشقہ نرائن العزیزان از معدن الافاضل
 رحمۃ اللہ علیہما جلد ۱

قرآن عزیز:- ترجمہ نرائن العزیزان جلد ۲

قرآن عزیز:- مترجم مع عاشقہ نورا العزیزان از مولانا مفتی احمد علی صاحب مدہ کلمات و طاعت قیمت چھ
 روپیہ

نوری کتب خانہ بازار داتا صاحب روضہ لاہور

(۲)

۷۸۶
۹۲

مرق تبیس اوعائے تقدیس

دیوبندیوں کے رسالہ قدس اعتدیر کی جملہ تفسیر و تفسیر کی فہرست

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

بسم اللہ و صلواتہ و سلام علی رسولہ اللہ و علیٰ آلہ و صحبہ اولیٰ المقصود بحاکم
 فقیر سید محمد ناری محمدی در بیان دین و مصلحت کلام رب العالمین کو گروہوں زلی بہت
 و لطائف تکبیر شمس مصلحت کا مزہ تارہ سناہ و در دل بعض اللہ و رحمہ حدیث و سفر جو
 کے طرہ کہ کا منظرین تاسیہ حضرت امام محقق فیصلہ حق صبی سن، حتیٰ لغت خیر لکا بروہت
 اسلم کار عن کار، استاد استاذی و دذمادی بالحمد و الرضا یدہ اللہ و بالتقی و العلی
 یدہ اللہ نے رسالہ والد و عمالہ ہر دو کھوں و نور اللہ نصیب مطابقت عدد اسم پاکہ
 احد صرف تیرہ در میں نصیب فرمایا، وہ دو زدم ریح الآخر ششہ کو، ام سہائے تا

شاہ بی مولوی حاجی صاحب محمد اکرم صاحب قادیانی صاحبی رسالہ مستطاب و رحمہم ششہ ۱۲ شہ ماہ نامی
 صاحب صرف عدم فی اللہ و رحمہم ششہ ۱۲ شہ ماہ نامی صاحبی رسالہ مستطاب و رحمہم ششہ ۱۲ شہ ماہ نامی
 صاحبی رسالہ مستطاب و رحمہم ششہ ۱۲ شہ ماہ نامی صاحبی رسالہ مستطاب و رحمہم ششہ ۱۲ شہ ماہ نامی
 صاحبی رسالہ مستطاب و رحمہم ششہ ۱۲ شہ ماہ نامی صاحبی رسالہ مستطاب و رحمہم ششہ ۱۲ شہ ماہ نامی

بنایا از سبکی کہ رسالہ حقیقتہً ایک فتویٰ تھا کہ حیرانہ سوال مولانا مدح مکمل ہو، نقد میرٹھ میں
اُن کے پاس مرسل ہو، اس کے بعد بھی مدت تک بر میں دیکر دُری کے سوا جنہیں اس رسالہ
میں برائتین دن۔ دُری ہوا، نہ کوئی تحریر مخالف یہاں آئی۔ تبدیل بحث کی جس نہائی، مدح
مدوح نے منظر مع بر بزرگ و مدوح کہ ملوایت نہایت خود و طبع رسالہ میں گفت معنی
مندی کہ بود و نبود، کامر سی، سوار رس بعد وہ تابع یہاں سند دے طبع واپس آیا، و نقود
شمارہ سے و۔ محمدی میں تھیں شروع ہوا، انوار محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چہاند
ظہور ہوا، دھڑلہ دھڑلہ میں، سب سلمہ او سب رس و تمیں ایکیر جلتی سب تقدیس القہیر
نہ رہی کا دھڑکی سبھی تصویر یہ نظر انور حضرت مولانا آیا، نگاہ اولیں رشاد و پایا یہ منہادت
تحریر متنت نفس تقریر بشدت اضطراب و تقلب و انقداب، آپ ہی اپنا رد و جواب اور آثار
مکابرات و انکار و جریات و کمالی سفادات و جہل بلادت کیا، اتنی لوجہ و قابل خطاب حضرت مولانا
نے سعادت دادہ میں اس رسالہ عجیبہ کے کمالات غریبہ وہ ظاہر فرمائے، جن کے مشاہدوں
نے یقین دلائے کہ نواف صاحب دہلی تحریر کا ادب و ہوش سے دور نئے یا نشہ میں غور یا ہوئے
انہی کے زور میں مسدود یا ماتوں، انہی بخش گنگوہی کے منظور ایک سہل سی بات کا کافی شباب
و کا شعوب حالات کہ ذی ہوش سے چارے گھبراہٹ مارے سببت اہل حق سے گور کنارے
صفحہ ۲۵ پر یوں نکلی پکارے کہ جس کے امکان میں یہاں گنگوہی سے یہ کذب ہرگز نہیں اور صفحہ
۷ پر یوں تصریح بیان کہ سنیو تم پر ناحق رعب ہے کذب باری کو ممکن ہی کون کہتا ہے چلیے

۱۱ سنہ ۱۲۰۵ ہجریء دہلیہ کے متعلق حضرت مولانا رحمہ اللہ کے کفر فساد ایسی ہی مبسوط و حامل جس کو کھائے
خود رسالہ مستقر میں ۱۲ لکھ یعنی یہی تخصیص عادت غلطی حادث ۱۲ لکھ سرزمین امنہ طاقت میں شہر
و ضرب اٹل ہے خود ہنٹ کا غیر کہ ان کا ہم شریب ہے اپنے ایک سبب میں یوں ملیر صعب ہے۔
یہی بس ہے کہ دھڑلہ آپ کا، نہ ۱۲ لکھ یہ شخص جہاں گنگوہی دوی بند کے دھم میں مثل شیخ مسدود
دربین ۱۱ اور ۱۲ موزیہ سے ہے وہاں کے لوگ اس کی پیشکش دیتے و درغوش تہ کے مارے ہوں
کہتے ہیں، پھر بھی اس ہاموں کی نظر سے ہاموں نہیں ۱۲

نیم جہان اول میں سب گاؤں خود رسالہ دُری دریا برد سے

نہ نیم سمجھے۔ تم آئے نہیں سے ۱۰ پسند پوچھتے ابھی جس سے
انصاف کیجئے ایسے زبان باتوں عاجز پریشان سر سیمہ و حیران ترس کے مستحق، محلہ شیرانہ
و نغزہ وید از سے قتل کے لائق پھر صفت یہ کہ خود اسی سال اس میں بظہر کے ہوا
متعلق، کہ ان کے نزدیک کذب باری ممکن، صفحہ ۱۱۔ سائل نے سوال کیا کذب امباری
کیسے، جس کہ اسی میں استعد نے دیا ہو جو مالان ۱۲۰۳ سنو ۱۲۰۳، الٰہی کا
امکان کذب باری نہایت باجماع محال ہے، اس میں کس کو کلام ہے گنگوہی بالغیب
مادات میں ہے، دیکھئے انتہای بالغیر میں امکان ذات کذب باری امیں لفظوں کی تصریح
ولی، مبلغ علم دیکھئے کو دیگر حضرات کا ہی چاول کافی، جن عزیزوں کو اتنی کسیر ہو
کہ امکان کذب باری میں، کذب محال بالغیر نہ کھلا دل بالمتسا قسین، وہ مقدس معذرتیں
کی قابل کلام و خطاب محال میں پھر یہ بعد سبب لادنی و دہر کی، اس سے دھوکہ چوٹی و رسالہ
شریفہ میں جا بجا مرثیہ خواں دانش دالا میں ہے

زبان تا بدم ہر کجا کہ سے گنم ۱۰ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا بجا است
ستم و قاحت یہ کہ سر سے پاؤں تک سار رسالہ اس تا دعوہ و حیرانہ بار، نظام نفسی میں
ہم بھی کذب محال، مدح جانتے ہیں حالانکہ کل تک کلام یقیناً عام طرہ یہ کہ اب بھی عام
ماتے میں، اس سارہ میں بخوت اہل حق استحالہ ذاتی کذب نفسی کے بے شمار قرائد، اور
پردہ افشا کر دیکھتے تو وہی مینا باز ارجو دلیل جلوہ دکھاتی آئی نفسی ہی میں امکان سنائی
آئی، مدح حق پر جو، اعتراض ڈھکا نفسی ہی میں انتہای رد کر چلا، مرہ یہ کہ براہ نقیبہ
کہتے ہیں حاشیہ کہ کذب غلطی صبیح بالغیر ادب میں، اس میں میںوں حک صحت بھٹک
دکھا جائیگا کہ وہ بھی بخیر ہے

عیار ہو طسار ہو چو آج ہو تم ہو ۱۰ بندے ہو مگر غوث خدا کا نہیں رکھتے

۱۱ یعنی مصنف رسالہ سربراہ جس سربراہ کا نام یہ رسالہ میں ہے، تقدیس مسیحا کیا گیا ۱۱

کو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھنے والے صحیح و باریک و کرم ع سے تو مجموعہ نہ بد کرداشت کو بہر
رشد عزیز و عقل و تمیز و دین و دیانت و صدق و ضیانت و رب سے ہی گھر کر کئی نفس و اہل جی رسیدی
تو خوب سی سی و لڑنے خون و صالت بے ریا یاں و توانا، تو ایسوں سے کہ کم بیاتیاں و توانا، صحت و
سیر و در نفسی پختہ نہ کیجئے جو کچھ ہر سے ایک ایک حرف کا موت سے بچئے، ان وہ کہاں
ان وہ جلد ثانی سبحی السجود میں تالاشی تقدیس موت میں جس کے حمد نہ طہیت و جو
جس کا میں آپ صاحبوں کو مرادہ، بسا اس میں یکم ان حضرات اور اس کے کارے میں قبول
سے ثبوت دیا ہے کہ اس کلام مادر رہا ہے، شخص جس حادثہ عقلی حادثہ و واقعہ پڑے پر قول
مردہ لی و رشہ و دم بد مثل سے علت است یا ہے کہ اب ہی معرفت کا وہی مدعا سے سوم تج شیر
اثبات و اظہار کہ قناعہ بغیر بھی نہیں ناگوار، ان کے درجہ پر عقل و نفسی دونوں کا میں کذب
باری، نہ صرف ممکن ذاتی بلکہ وقوعی بلکہ واقعہ و اثم بلکہ واجب دفعی اللہ عن بعدہ و
کا کذب چھارم و وضع یہ ہے کہ ان کے درجہ پر کذب عقلی کا وقوع، وقوع کذب نفسی کو مستلزم
مواہجوع و غرض مستلزم بعد غلطہ و اثم سری عیاری، انہوت سے عاری پنجم ہیں کے

بقیہ ص ۱۱ میں فرماتے ہیں کہ تقریباً ہر ہی جماعتہ صحابہ کو ان کی کھوپڑیاں جس میں ریشہ ہمہ و احدہ و جملہ صفت لکھا تھا
ان دو معجزوں پر کہ تعارضی تھے جامہ سے باہر کر دیا آسمان کے قریب میں اس طرقت سے حرکت کر کے ان کے پاس پہنچا اور معتد
لکھا کہ حضرت کیا دعا ہے یہ حالت کہ اس وقت سے سخت تر باتیں غلو حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان
میں سے لیں گی انھیں، بعد دو روز بعد تو اسے چھینے دینے شروع شدہ معجزہ حضرت ابی اس ریشہ دیانی کی نقلی شکل خالی ہے ایسا
وینے تو ہم کو یہ کہ اس آٹھا کو جس فرقہ ہے پاک طائفہ ناپاک نے جامہ سے چھینے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا دیں، ہم
اس کی بدست جو لکھتے تھا تھا، اگر ہم نے ہیر جیل کیا، صورت بعض مکات طعن، بغیر، غرافت، تبرے ۱۷ م یا حضرت
وکر صاف فرمادیں، ہے اگر میں میں تو نہ ڈال کر شرافتیں، ہمارے کھت پر بعد۔ لاش کو جس نصف، طرف میں
معدہ نہ ہماری طرح رشام صحیف، ہیر، معزہ نہ فرق مراتب کو دیکھتے کہیں اسے لکھوا کوئی ریشہ و حقیق کہاں
کے صلا کا رسول جلیل، پھر رسول بھی کہیں رسول کی حدیں میل کا ایسا صلے نہ تھے علیہ وسلم و بارک و بعد و شرف
و کرم، فقال اللہ العلیٰ علیہ السلام ۱۲ منہ میں اللہ تعالیٰ علیہ

افرادوں سے ثبوت دینے کے لئے کہ کذب لفظی محال ہو یا ممکن محمدان کے طور پر کلام اللہ نفسی کا صدق و طرح
امکان ہشتم چالیس دلیلوں سے اس نزاکت تازہ کا رقبہ میں کہ معافی قائم بنفس باری نہیں
ہے، ہم کہیں حقوں سے اس رغبہ شیعہ کا ابطال متین کہ صدق و کذب لفظی کا نفسی پر مدار نہیں
سارے در سالہ حضرات کا میناے خرافات ہی دو مقدمے تھے کہ اکسٹھ دلیلوں سے اس سبب
ہوئے ہشتم میناے مینہ سے جن کی کہ امکان کذب لفظی مان کر نفسی میں استحالة محال و ہم
سیات مینہ سے مبین کیا کہ اقتداع بنفس نفسی جاں کر لفظی میں امکان کی کیا محال ہے۔ دہم
امکان پر ان صاحبوں نے جو ہی بران وی خلیل رشیدی قدیمی حدیدی ایک ایک پر اسے
تاریخ نے جس کے محاسب کو کتبہ شکل پر ہے یا زوہم اسکا پر افکار سرکار پر کارڈ ہر حق پر جو
اقرض سے کرتے ہیں ان کی صدقہاں سوال تطورات زلال و دو ابطال سے بھلکتی و بانیں و دار
و ہم ان حضرات نے کہاں جیا امکان پر جو ملے اتفاق کیا، اس کی وہ گت بناں کہ درو دیا
سیر و ہم پر خود استحالة ذاتی کذب لفظی پر اجماع بتایا اور اسے قاصر تقریر و ناہر تنویر و
سے ظاہر کر دکھایا چار و ہم خاص ائندہ ذاتی کذب لفظی پر بکثرت دلالت ساطعہ دینے اور جہاں

سے تنبیہ تنبیہ۔ ہاں ہاں، جس نے مانا، اس نے مانا، اور جس نے نہ مانا وہ اسب جانے
کر یا ایک دم دس ستم و بدعت و ستم و ہم خاص اس امر و صبح کے بیجا کو میں کہ ان حصول کی یہ پیشین
کی وصال دیکھنا بعض یا دلیل یا تقریر کام بعضی سے متعلق ہے اس میں میں بھی راجح ہیں۔ تمام کام بعضی
حالت میں ہے اس میں یہ میں جاری ہیں اس میں کمال اہل ان اوھو العیون لیبت العیون کی پوری
شال ہے اولاً بعض صورت کہ کلام کام بعض میں بعضی سے ہی کلام تھا عدسی میں ہے ثانیاً سکا برہ کہ میں
کلام بعضی میں جاری ہیں ماثلاً کہ جو بعض میں جاری تھا یقیناً بے وقت و دشواری بعضی میں بھی جاری ہیں۔ مگر
ثروت و روش و ان شکس و سطوت قاہرہ و شوکت باہر سے ان بیانا میں جلد و دم میں لازم ہے اس
کی تابش خداوند کے حضور غفا شایع ہے تو ان کی آنکھیں چھوڑنا میں کی پڑھو مگر میں راوی تک محکم جائیں گی اللہ را شد
تانی ہر فن و کمال پر کمال جاتے ہو کہ یہ عیار مگر کہنے پانی میں سے فاسطہ و ۱۱۰ فی معکم من المفسطین و لکن
نماکہ بعد حین انشاء اللہ رب العالمین ۱۲ سند ضعیف اللہ تعالیٰ عز

التماس آخرین بخدمت منافعین

حضرات اگر جواب جلد اول کی جلد بہت فرمائیں، مکاتبات تقدیس کو رخصت فرمائیں تب بھی

۱۰۔ تبیینِ حضرات کی طرح جو وہابیت سے منع اشارہ نہ عاشقینہ و نفیس غرض پہنچی احسانات الہیہ سے رکنا کہ تصنیف سحر السجود ملک دہلی میں کے بعد تک حضرات کی تسکین و محبت (و قیامت) ہے

[illegible]

شریک و ہمسر سے کیا ملاقات، خود کیر میں ایسی ہی ترکیب کی نسبت لکھا لایکن ان یقال انہما ادا
 حصول، اہماتلہ من کل، اوجوہہ کسی میں سے یعنی فی صدور حصول اہماتلہ فی بعض الامور
 اہم تسلطانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں لا یسلم من اطلاق التسلط المساداة من کل
 وجہ، لطیفہ (۲۱) اگر ایسی عدوت مائلت فی جمیع اشاعت کو مفید تو کیر سے کیوں سند
 لائے خود آیت ہی نہ پڑھ سنا ہے، خدا شہر مذکور ہر جم پنی سفامت کا اقرار کئے یا دین د
 ایمں سب ترجیح دینے لطیفہ (۲۲) اس تقدیر پر حکم آیت سرفرد مشرصور، قدس سے اللہ تعالیٰ
 علیہ وسلم کا سر پھر تفتیح تناسخ، یہ کیوں کئے لکھوں کہ وہ موجود مائے، لطیفہ (۲۳)
 تھا سے، ام قدیم صاحب یکدوری، مرشد جدید صاحب رشید کو سب کو وقوع مثل مستلزم وقوع
 کذب، تو کذب، الی بھی وقوع ہا فعل ہا سے، لطیفہ (۲۴) خدا ہونا قرآن عظیم سے سرچرچہ
 و پرہ کہ اسم اعتلا کہ فرمایا، کہ یہ تریب مفید تملیت تناسخ فیہا تو اقرار ہو، مرشد و سرچرچہ
 آپ صاحبوں کا ہر شرم حال نہ کہ تفرق و خلیع با یقین، وہ ہماری طرح و ہاں میں، لطیفہ (۲۵)
 طرفتہ نقص اسی صمیم و صمیم کے معنی پر مشر مشر کے یہ معنی ملے کہ بعض بشریت میں مائت
 سے مگر مذکور امثالہ غماری غماری مساوات کدیر محمول لطیفہ (۲۶) یہ سب و کما معتدل
 کے انکی پیاروں کو اتنا بھی نہ سوچا کہ وہ سرقریب قادیر عالم البین و انفس لمرسلین و نبی لنبی
 و اکرم، خلق و اول مخلوق و دل شائع و اول متبع و مخصوص بالاسراء و بارود لی الدنیا و
 الشفاعة الکبریاء و وسیلۃ، بطعی و عبود لک صلا بعد و لا یجھضی یوم لک جو سکتا ہے قریب
 مثل معنی متنازع فیہ لینا کیسا کھلا جنون ترہ فتم حد سے، لطیفہ (۲۸) عجیب تر کینے تبت یا
 کیر کی عبارت دلیل امکان مشیت کجا، بلکہ خود آن میں ان سب کے برخلاف یہ تصریح صاف نہ
 وہ امکانی تذکرہ مگر حضور کی بغیر نہیں سرحد بتایا گیا ہے، کہ ان کی بعثت عام نہ ہوتی اور ہر جا
 حضور تمام عالم کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر صریح صاف سے استدلال یہ وہ کس مرد
 لا حوز بے مثال، مگر انصاف یہ چاہے منظور میں، کہ آیت و بدحواسی سگی میں مشہور میں،
 لطیفہ (۲۹) تو اس پھر لکھا ہے کہ خلاف معلوم واجب مقدور ہے جو مستلزم امکان کذب ہے

اقول سید اس دلیل میں خلاف معلوم و خلاف اخبار و دوں اور نتیجہ میں صرف امکان کذب
 امکان جمل بھی کیوں نہیں مائت و تمام کلام فی المحمد البی، لطیفہ (۳۰) طعن یہ کہ عبارت
 مذکورہ کیر میں صرف خلاف معلوم کا ذکر ہے خلاف اثر و نام ہی میں، واصل منصوص کا نتیجہ
 بجا نہ، اور اپنے ہم کئے لکھوں کہ وہ باطل و مائل ہے، لطیفہ (۳۱) تو اس سلطان محمود نے
 کہا تو میں کے واسطے ہے اور میں سماعت حاضر، مولک سے کہا میرا سب دل مشیت سے ہے
 اقول یہ تو شاید شہ تائے جلد دوم میں سننے کا مقدوریت خلاف خبر کو امکان کذب سے
 تناسی خلاف سے جتن آپ صاحبوں کو عقل و حرد یا کسی بستید سنی و رسم رشد سے مگر یہاں
 اتنا معقول کہ اس میں تفسیر ملے آپ خود استدلالیت کی طرف بھلے، مگر تقدس شریف
 پکارا، اس کے سب حل منظر آیت سے مقدوریت ضرورت ثابت کرے جا میں گئے، واصل طریقہ
 ملازم ہے نہ مکان مقدم و الیکان یہما البتہ و یوم مشترک، ہر جا، و استدلال
 بشیت سے کیا کاروان ہوا، مشیت محال خود محال اور بعض وقوع اسے مستلزم، لطیفہ
 (۳۲) خود اپنی دلیل کریمہ کو اسودانان تخت لہو اکا تختہ من لدنا میں جاری کر دیکھتے
 و ان شہنا تھا، ہر جا دیکھو کہ وہ لکھتے کو دنا ممکن مائے، مفری میں سے کی کہ ادا وہ
 محال محال اور تقدیر وقوع ملازمیت ثابت، پھر مقدوریت کتب علی، شاد و عقل میں ہی
 کے نیچے فرمایا بسبح و قد لا بد لک من حکمہ و یستحب تحدیدہ و قد لا بد لک من حکمہ و یستحب تحدیدہ
 (۳۳) صاحب مولی سلطان محمود صاحب ہاں یکا، ہر جا میں سے سننے ہے، تو خدا
 آیت و من شیت و مفید امکان محبت، لافرس، لطیفہ (۳۴) قول معنی کے رسد میں
 متانت، طبع سے علی کیا رعدا معلوم مقدور ہے اقول اس میں صرف یا پھر یہاں
 ہا حوالہ ہے، جس میں شرح امری کے سو یک بھی کتاب کلام ہیں، من مقدس برتوں کو سنو

ملے بلکہ خدا کا شایا ممکن گاہ ہے کہ لہو سے مراد اولاد ہے ۱۲ حد و حریف
 سے وہاں میں یہ میں، ہر جا میں، و تفریح شرح تحریر رسم اللہ تعالیٰ، کچھ ن میں کسی
 کتاب ہر جا میں سے ۱۲ حد و حریف

دامان باغ سخن السبوح (۴)

اوم الودایہ کے جذبان ازل کی عجب مغرور شکنی

بسم الله الرحمن الرحيم

محمد لا ونصلی علیہ وسلم والکرمین

اللہ اللہ ایک حجت عامۃ الظہور الامۃ النور

جس سے دہائیت کا کوئی قول کوئی عمل کوئی عقیدہ کو سب مردود و مقہور

رب عرش عز وجلادے اعلیٰ حضرت صاحب حقہ القابہ کدو مائۃ الحواضر و مدت یہ صنہم
الہائے الظاہرہ زدہ ہم عطا فرمایا ہے جس کے صافقہ سر ہارنے حدھو توحہ ذیالی حرس منڈال کو
وہ خاک سیاہ کیا کہ تراج کفار سے اپنے بنار کی خاک بھی نہ پانی خلقت خلالت ڈھو آں میں کر
برباد، شقی پریشاں پھرتی نظر آئی ذات من حصل اللہ علیہ علیہ السلام دیکھ کھنکھاس
لا یشکر دنہ اعلیٰ حضرت کی کتاب مستطاب سخن السبوح توت توت مونس کیس میں مونس
یہ مبارک رسالہ ۳۰۰۰ میں طبع ہوتے ہی گنگوہی صاحب کی خدمت میں رسید طلب رجسٹری
جو کر سچی، اُن کی دستخطی رسید بیک محفوظ ہے، تین سال عواما با جواب ہو گیا چھپے گا
چھپتا ہے، مگر وہ چھپنا بالیق نہ تھا مکتور تھا، ایک مایلی ٹاپر فنڈ کے نیچے سنو بھایاں
تک کہ حضرت شجوبی صاحب ظہری آنکھوں کو بھی رو بیٹھے، اور گیا، سو سال انتظار کے بعد
اعلیٰ حضرت نے، بلعہ المستند میں چھاپ دیا کہ اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ سَخِیْہَ لَصْرٍ مِّنْ دَد
عمیت بصورتہ من قبل ذی برحی الخواص و هل یحادل میت من بحب الخواص

سہ کفار کے ملوی سے چھپا دے دے اور گن کہ دانہ زمین میں چھپانے میں آدمی سے تدرج میں

علیہ السلام اور سب پورے ستر کرمی ۱۷ رضوی

سرخ و جل سے اعلیٰ حضرت کی یہ سنگوٹی بھی سچی فرمائی، کہ جناب گنگوہیت آب مرکہ مٹی میں مل
گئے اور زماں سے وہ چھپا ہوا خیالی جواب اُن کے ساتھ گڑھے میں دبا دیا، یا وہ پیری
مریدی بھی کرتے تھے، قبر میں شجرہ کی جگر رکھو دیا، اب کچھ زماں ہوا کہ جس دیوبندی
ستور شوں پر مستفت ہوا، اعلیٰ حضرت نے مختصر جواب ارشاد کیا، اور تفصیل اس سخن سبوح
پر متحمل نہ کیا۔ مختصر فتوے، اپنے مال ایچی پر جو رہتے پر تو، عجز پر دینے ہوا، جس سے
یکٹ طیارہ ام الودایہ کے پورے دے در عیب زندہ فادہ کیا کہ امام ابوباسیہ کا۔ قول
مان کر جو اس کے در تمام دہاؤں اور غیر مستندوں نے جیسے عہدہ بر فائد، قول انھیں
وعادی، دلائل، رسائل، غرض اس سے کی عمر بھر کی ساری کمائی، لگی چھپی کی مکائی، فی
مواکبسی جو سب کے رو کو صرف ایک تحت قاسرہ کافی ہے یہاں تک کہ بات سے یہ نہیں
کی تمام مختلف اجواب کے مباحث گوناگون کے رو کو صرف ایک، پیل، فی، تک ہی دار
مرکہ حاضر، یک ہی معلقہ سرنگہ قاسرہ اللہ لخصہ، لاصعہ وہ مہارک موسے یہ ہے۔

دامان باغ سخن السبوح

۲۶ ۱۱۳

منقول از مجلہ یازدہم العطاء ابنہویہ فی الفتاویٰ رضویہ

بسم الله الرحمن الرحيم

یاد دہت میں مونس میں و غیبناں شرح تین س سنندیں کر دیوبند کا پٹن سو یک
نوی کت کر شدہ سے تھوں ہو سنا ہے، در اس پر دلیل پیش کرتا ہے کہ آدمی
فصاحت مل سکتا ہے، اگر اللہ عز و جل کے، تو آدمی کی قدرت حد کی قدرت سے
بڑھ جائے لی دایم ظلم ایسا ملے کہ آدمی تو کر سکتا ہے، اور خدا میں کر سکتا، یہ د سر مات
سے د خدا کی قدرت سے انہما سے آدمی جس جس بات پر قادر ہے خدا حاضر در سب باتوں پر
تاکار ہے در دن کے سوا ب تھا پیر دس پر قدرت رکھتا ہے، جن پر آدمی و قدرت نہیں

نہان کو اپنے کذب پر قدرت ہے اور خدا کو اپنے کذب پر قدرت نہ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے
اور اس دلیل کو کہتے ہیں کہ اس کی دلیل صیح و سلیح ہے کہ جس کا جواب میں ہو سکتا ہے اس پر
س بارہ میں جو حق پر تحریر فرمایا ہے اور میں ان کو وہ سے سے پچھوں سو تو حوراء
الجواد

مستحق اللہ ہے جس نے حق عمداً و غفلاً نہ ہو۔ اس مسئلہ میں ہر تینوں میں سے ہر ایک
سے بچا ہے۔ دیون کی روایت ہے کہ وہ سبوں کے درمیان میں رہا ہے۔ اس کی دلیل
کا یہ توں صریح حدیث ہے۔ اگر ان کے درمیان سے جس میں حدیث ہے۔ اس سے مراد وہی ہے
جو وہ فقہانے کہہ رہے ہیں۔ یہی حدیث کا قائل صریح کا فرج و جہالت اگرچہ ہم سب سے
منکبیں کرام صریح دوم پر ہے۔ التزام کا حکم میں چاہئے۔ درمیان مصلحت بدیں سے
تنبہ کرے میں اس مسئلہ میں فقہ کا ایک کافی و فی حدیث ہے۔ یہ سب سے سبوح من عیب
کذب مقبوح بدست مرنے چاہئے۔ رشخ ہو چکا۔ اور گنہگاروں و بدیہوں وغیرہم وہابیوں
اسی سے اس کا جواب نہ ہو سکا۔ نہ انا۔ نہ العزیز قیام۔ نہ حققت علیہم کلمہ
بعد اب ماکد بودہم و ماکد بودہم و ماکد بودہم و ماکد بودہم و ماکد بودہم و ماکد بودہم
فی جہان ہم لعمریہ میں نے اس سے اس میں تیس مخصوص اور تیس دلائل قطعیہ
سے ثابت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کذب بحال بالذات ہے اور یہ کہ اس سے بحال بالذات
ہوے پر ہم اللہ تعالیٰ کا اجماع ہے۔ مسدود جس کے دل میں اس کے رب کی عظمت و اس
کے کلام کی تصدیق ہو۔ اگرچہ کچھ بھی سمجھ نہ سکتے ہیں۔ تو اس سے لئے ہی و حرکت کافی میں اول
یہ کہ کذب ایک گنہگار ہے جس سے ہر عقوبتی ظاہری و باطنی و الہی و نبوی و جہان
ہے اور ہر مصلحت چاہی ہو اس کی نسبت سے ہر گنہگار ہے۔ اگر وہ اللہ جل جلالہ کے
سے ملے ہوئے ہو۔ تو وہ بھی ان سے بدست و گنہگاروں کی نسبت سے اولہ ہو سکے گا۔ کیا
کوئی مسلمان اپنے رب پر ایسا گمان کر سکتا ہے مسلمان تو مسلمان دوسرے سے اس سے
رب کی امان اور اسے سمجھ والے جو وہی نصرانی بھی ایسی بات اپنے رب کی نسبت تو ارادہ کر گیا
پاکی ہے اسے جس کے سر پر وہ عزت و جلال کے لئے کسی عیب و نقص کا اثر نہ ملے

بالذات ہے جس کی عظمت و قدوسیت کو ہر گنہگار کو دل کی سے بالذات ثابت ہے۔ بشرح
مقاصد میں سے اللہ جل جلالہ بالجماع العلماء و الاہل بالکذب مقصود بقافی العقائد
دھو علی اللہ تعالیٰ بحال ہی جھوٹ باجماع علماء بحال ہے کہ وہ باقی عقائد عیب ہے اور عیب
نہ ہونے رحمان غیر مقصد سادس فعل ثالث سمعنا جملہ اہل سنت کے عقائد و احادیث
میں مرنے میں طریقت اہل السنۃ و العالم حادث و مقصود قدیم متصف نصف
قدیمہ و لا یصح علیہ اچھوں وہ کذب و لا یصح اہل سنت کا کہ سب یہ ہے کہ تمام
جہاں حادث و عیب ہے۔ اور اس کا بنانے والے قدیم اور صفات قدیمہ سے موصوف ہے نہ
اس کا جمل ممکن ہے۔ نہ کذب ممکن ہے۔ نہ اس میں کسی طرح کے عیب و نقص کا مکان ہے۔
دوم یہ کہ جب اس کا کذب ممکن ہو۔ تو اس کا صدق ضروری نہ رہا۔ اور جب اس کا صدق
ضروری نہ رہا۔ تو اس کی کوئی بات پر اطمینان ہو سکے گا۔ حرکت میں احتمال رہیگا کہ شاید
جھوٹ کہی ہو۔ جب وہ جھوٹ ہوں سکتے ہیں۔ تو اس یقین کا کیا دیر ہے کہ اس نے بھی
نہ بولا۔ کیا اسے کسی کا ڈر ہے۔ یا اس پر کوئی حاکم و افسر ہے۔ جو اسے دہشتے گا۔ اور جو بات وہ
کر سکتا ہے نہ کہنے دے گا۔ ہاں ذریعہ صرف یہی ہو سکتا تھا کہ خود اس کا وعدہ ہو کہ ہمیشہ
سچ بولوں گا۔ یا اس نے فرمایا ہے کہ میری سب باتیں سچی ہیں۔ مگر جب اس کا جھوٹ ممکن
تھا۔ تو سب سے اس وعدہ و فرمان کی کے صدق پر کیا اطمینان رہا۔ ہو سکتا ہے کہ پسلا
جھوٹ ہی بولا ہو۔ غرض مقنا اللہ اس کا کذب ممکن ہاں کہ دیں و شریعت و اسلام و ملت
کسی کا احکامات گاہیں رہتا جن و سزا و جنت و بار و عذاب و کتاب و مشر و نشر کسی پر
ایمان کا کوئی ذریعہ نہیں رہتا نقال اللہ تعالیٰ یقول الظلمون علواً کبیراً۔ علامہ سید ابوبکر
نقشازنی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں اللکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ دیکھ معاصد و احادیث
و مطاعن و الا سلام لا یصحی صہا مقال الفلاسفۃ فی المعاد و بحال ملاحذہ فی
العناد و لطالب ما علیہ الا جماع من القطع بخلاف انکما فی الناس مع صریح اخبار
اللہ تعالیٰ یہ بھی زعم و قوع مصروف ہذا لا یحتمل و لما کان ہذا باطلا قطعاً ہم
من القول بحراز انکذب فی اخبار اللہ تعالیٰ باطل قطعاً پس دیونندی کی دلیل دلیل

وہ اس کی اپنی ایجاد نہیں امام دہلیہ کی شرح حیات سے سبھن اس سبوح میں اس کے
بدایوں فی پانچ مدت گزری کر دی ہے، یہاں چند حرف کافی گراش آدہا جب یہ ٹھہرا کہ
انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکتا ہے وہ یہ کہ احد ہی خود اپنے واسطے کر سکتا ہے اور نہ
کہ اس کا خدا نہ کرے، شراب پیئے، چوری کرے، سوس لوٹوئے، بیتاب کرے، یا حسد
عیرت، اپنے آپ کو تک میں حدائے دیبا میں ڈھائے سرور، مرد و عورتوں کے ساتھ و حولی و
لئے جو تیل کھائے وغیرہ وغیرہ وہ کوئی ناپاکی، کوئی ذلت، کوئی خودی ہے جو ان کے
خدا سے اٹھ رہے گی، نانیابے دین، اس گنہگار میں ہیں کہ انہوں نے خدا کا یہی ہونا فقط ممکن
ہے، کوئی عیب یا فعل تو اسے نہ لگایا، حالہ کہ اول تو یہی اس کا کردار ہے اس میں
بمیل سبوح قدوس کی شان خدا کے لئے فقط اسکا عیب ہی خود، بھاری عیب ہے
خامیہا فی سبھن اس سبوح وادھما کا طبعو اکا ممالہ میں، لوصوح خیرہ تو ایمان
والے جانتے ہیں میں وہ باتیں جسے یہ عیب لگائے دے گی کچھ جس کے لئے شہد انہوں
نے خدا کو بالفعل یہی مانا، اور کتنا سخت سے سخت یہی ہے، خدا اس نے جس میں کچھ لگی نہ
رکھی صفات صاف اس کی اوسیت ہی باطل کر دی، وجہ نیکی جب یہ ٹھہری کہ آدمی جو کچھ
کرتا ہے، خدا بھی اپنے لئے کر سکتا ہے، اور دوسرے کہ آدمی تادرت کے اپنی ماں کی واضح
و خدمت کے لئے اس کے تودہ پہنچی، انھیں نے، اپنے باپ کی تعظیم و سلامی کے لئے
اس کے جوتے اپنے سر پہ رکھ کر چلے، تو حضور ہے، کہ دہلیہ کا خدا بھی اپنے ماں باپ کے ساتھ
یہی تعظیم و تواضع و خدمت و خدی پر قادر ہو، ورنہ انسان کی قدرت جو اس کی قدرت سے
بڑھ جائے گی، کہ ایک کام وہ نکلا جو انسان کر سکا اور خدا سے نہیں ہو سکتا، گر کیئے اسے
اس کام پر اس وجہ سے قدرت نہ مونی کہ اس کے ماں باپ ہی نہیں، تو اس میں اس رحم کا
کی حاج ہو، مطلب تو اس تھا کہ ایک کام ایسا نکلا جسے بعض انسان کر رہے ہیں اور خدا سے
ہیں ہو سکتا، خواہ نہ ہو سکتے کی کوئی وجہ ہو، ماجرم تمہارے طور پر ضرور ہے، کہ خدا کے ماں باپ
ہوں تاکہ وہ بھی یہی سعادت مدی کر سکے، جیسی انسان کر رہا ہے، اور ظاہر کہ جو ماں باپ
سے پیدا ہو وہ سعادت ہوگا، ورنہ خدا نہیں ہو سکتا، اس کا کوئی خالق ہوگا، اور عسحق خدا

نہیں ہو سکتا اب ہم سمجھ کر تم کو باغفل یعنی مت اور سر سے نہیں کی ویت ہی بل
کہ رہا ہوں یہ صورت حال سکتی ہے کہ باغفل والے کا پاپ نہ ہو اور پھر بھی اسے
اس سعادت مندوں پر قدرت ہو کہ وہ بتا دیں وہ یہ کہ وہ ایسے کا خدا کسی دن اپنے آپ کو
موت دے اور ان کو اسے بقول کسی پیش کے بھوک سے کسی استری کے گہر میں دوسرے
سے اپنا اندر دل باری کی فلاحی کرے، مگر الویت تو یوں بھی گئی کہ جو مر سکا وہ خدا
نہیں تھا لہذا ہم نے یہ سب سنا ہوں وہ سب دیکھے کہ اپنے رسالہ در ہی میں ہمارے
ہاں اصل دلیل بھی ہے یہ انہما کیا کہ خدا کا دل نہیں بلکہ اس پر بھی متبع بالہیہ
سے مکر دہل وہ مبتلا جس سے مدح مانع بھی صاف اڑا ہوا ہے کہ اس کا کتب
مجمع ہدایت، نتیجہ، بیگز، سرور و شہ سزا دل، جامع تو کہ کتب یہ سب کی قدرت
آزاد مٹی جس پر کوئی رس نہیں دراز کام دے رہی ہے، مرصا کی قدرت بستر و سدو ہے
لہذا فتح کرے کی میں میں و شک نہیں کہ قدرت نہ دو قدرت پر صرح و قیوت بھی
ہے تو یوں کیا اس کی قدرت اس کی قدرت سے فائن رہی بلکہ قدرت کما رہی تو
معتبر اہدیت بھی، چاروں صیر ہے کہ مدح مانع بھی نہ ہو کہ اس کی قدرت سے
شرایع اور بڑے ساری میں اس کی قدرت کی خستیں کو ان تک کبر لہذا تو وہ بالانہ کہ وہ
کبریات کا میر ہے، دل و پیچ بے حقیقت گرد کہو لہذا جو جس نے یہاں دو پتوں کا کہ
نگاہ، دینی طاقت سے بہت لڑو گئی ہو لی یہ جارطریہ سے نصیحتات میں بعض
اول ساری بات یہ ہے کہ ہم نے دعاں اس کی کو خدا کی قدرت سے معذور ہے کہ کوئی بے
کام ایسی قدرت سے کرنا ہے، یہ انھیں مٹریوں فلسفوں کا دہب ہے، فلسف کے
ذاتیک میں جو ان تمام جہان کے افعالی، اقوال، اعمال، احوال سب اندر و جل ہی کی
قدرت سے واقع ہو رہے ہیں، اور اس کی قدرت الہی ہر قدرت ہے جسے تاثیر و ایجاد
میں کچھ دخل میں، تمام کائنات و ممکنات پر قدرت مؤثرہ خاص مدعو و جل کے لئے ہے
کہ کتب جو یا حدیث، کفر جو یا ایمان، حسن جو یا قبیح، طاعت جو یا نصیحت انسان سے جو
کچھ واقع ہو گا وہ اللہ ہی کا مقدر، اللہ ہی کا مخلوق ہو گا، کسی کی قدرت کسی کے ایجاد سے

دوسرے کی زوجہ کو طلاق نہیں دے سکتا، تو ہر ایک دوسرے کے مقتدر پر قادر نہیں، بلکہ اس کی نظیر پر قادر ہے، لیکن حق میں مجہد دونوں پر قادر ہے، جبکہ اُن میں جو اپنی زوجہ کو طلاق دے گا، وہ طلاق شدہ ہی کی قدرت سے ارتعاج و موجود و مخلوق جوگی، تو اللہ تعالیٰ زید و عمرو ہر ایک کے بین میں پر بھی قادر ہے، اور مثل میں پر بھی، کہ ایک کا فعل دوسرے کا مثل تھا، مگر امام الاہلبیہ کی فضیلت نے اسے صاف کی قدرت نہ جانا، بلکہ قدرت کے لئے یہ لازم سمجھا کہ جیسے وہ اپنی جہت کو طلاق دے سکتے ہیں، خدا خود بھی اپنی جہت کو مقدس کو طلاق دے سکتے، اس کے لئے، یہاں لا شکاکا ہے و لا حول و لا قوة الا باللہ العلیٰ العظیم چہاں یہ تفسیر ہے شک حق تھا کہ جس پر انسان قادر ہے، اس میں اور اس کے علاوہ نامتناہی اشیاء پر موعظ و جل قادر ہے، وہ بقدرت ظاہریہ و باطنیہ اور حق بقدرت حقیقتہ فانیہ مگر اس حق کو یہ ناسخ کوش کس طرح باطل محض کی طرف لے گیا، انسان کا کسی فعل کو کرنا کسب کہلاتا ہے، انسان کی قدرت طہریہ صرف، اسی قدر ہے، قدرت حقیقیہ منقذ و ایجاد میں اس کا حصہ نہیں، وہ خاص موعظ و جل کی قدرت ہے، تو اس کا حق کا حاصل یہ تھا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے اللہ عز و جل اس کے خلق اور پیدا کرنے پر قادر ہے کہ وہ کسب نہ ہو گا مگر قدرت خدا، اس دل کے اندھے نے یہ بنا لیا کہ انسان جس چیز کے کسب پر قادر ہے جس میں خود ہے اس کے کسب پر قادر ہے سخن اللہ سب العرش عظیم مقبول، اسے نہ جان کہ کسی کا کسی شہ پر تو نہ سونا صحیحہ الشیئ منہ ہے نہ صحیحہ الشیئ علیہ اور صاف گڑھ لیا کہ ما یحبو علی العبد یحبو علی اللہ جو بندے پر جاری ہو سکے خدا پر بھی جاری ہو سکتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا صلاحت و شہادت ہے انتہا ہے وسیعہ اندر طلسمو ای مقرب بقلوبہ دیوبندی اسے قطعی دلیل کہتا ہے ہم ایک فائدہ

وہاں ہمارا یہ سکرور ایک خدا کی برادر ہے۔

جہاں آباد

وَلَقَدْ كَفَيْتَ كَهَيْئَةِ الْعُقَدِ الْمُعْجَلِ إِذَا فُتِّقَ بِهِ شَيْءٌ مَّا يَصْطَبُ

سینہ بہم نام اوسا ہے قابلِ راجع تغایر و گھٹا ہے درہم خلق میں کسی فعلِ عظیم پر دوسرے کو قدرت میں جو سکتی، کہ
 فعلِ حاضر سے عین پاتا ہے تودہ فعلی مثلاً درلِ کھانا یا پالی پیا یا آٹھ بیٹھا و غیرہ جو تید سے صادر ہوا اوس سے
 صادر میں جو سکتی اسکی بغیر اس سے صادر ہوگی ۱۲، ۱۳ یہی اسی اطلاق میں میں اہل غم غمناہ ۱۲۰ منہ نقی یعنی مذکور، ۱۴

عجیبہ تاثیر میں کتابوں ہاں وہ ضرور ظنی دیں ہے مگر کا ہے پر وہابیہ و ماسم الوہابیہ کے ایک ایک لوں۔ ایک ایک فقرے، ایک ایک حرف و آیت کے بظاہر صریح پر، جس حجت و دلائل و لا معنیہ انور کی تقریر ایک مقدمہ واضحہ کے بیان سے روشن و شیر، وہ مقدمہ یہ کہ جس بات کا حق جاننا ہم پر جائز و روا ہے، وہ ضرور نے اہل حق و سچا ہے ورنہ ضایہ ہل مرکب جائز ہو کہ ابی علیہ فہمی سے حق کو حق جان لے، باطل کو صحیح جان لے امام ابوہامیہ نے اگرچہ اس کا کذب مہل کیا، مگر وہ یوں تھا کہ اس نے علم میں ٹھیکہ بات ہے اور دوسروں سے اس سے خلاف ہے، شاید خود اس کا علم ہی باطل و غلط حق ہو، اس کے ارکان کی اس نے تصریح نہ کی، وہی سندوں سے اگرچہ اس کا مکان جس تصریح و ردھ لیا مگر وہ جس سبب تھا کہ ایک بات معلوم نہ ہونا کہ جہل مرکب و باطل کو حق عقیدہ کرنا اس کا ارکان نہ سے جس سموع میں رہے ہم اہل اسلام، ہمارے نزدیک تو محمد اسد تھا ہے یہ عقیدہ جہل بدیہیات و اعلیٰ ضروریات دین سے ہے اگر خدا کا علم جائز، لفظاً جو توحید امت و مشر و فشر و جنت و نار و غیر اجمہ سمیات باطل محض جو حاشیہ کہ ان کی طرف عقل کو آپ تورہ ہی میں، کہ کسی دلیل، کسی تفسیر، کسی استدلال، کسی ثبوت سے ان پر اعتقاد نہ سکے، ان کا عقیدہ محض برائے کلام اعلیٰ تھا۔ اس کی حلیج و جب ٹھہری کہ ایک جائز انھما کی بات ہے، جانچ کا ہے سے جوگی عقل سے عقل و باطل میں سکتی ہی نہیں، تو محض جہل اور

رفت محمود امیر در زندان که کشته شد

ملکہ سلوی عالم دستگیر صاحب فقہری رحمہ مصنف تھیں، انوکھیل عن توہین الرتیدہ وغیرہ نے جو اس
 بدین نام اور اس پر مسموم اسکاں جس وغیرہ شاعرات سے تھیں کیا تھا سلوی محمود الحسن دیوبندی ریویو پرائیوٹ
 نے حق دنگو بی کے بار و حمایت میں اس کا جواب اخبار نظام الملک مج ۲۵ اگست ۱۹۵۷ء میں یہ چھپایا۔
 چوری، شتر ب خوری، حمل، غلم سے صادر کم ہی معلوم ہوتا ہے۔ عالم دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت بحدہ
 سے رٹ بڑا ضرور ہے۔ لاکنگ پر کلیے جو ضرور بعد ہے مقصد ہے۔ دیکھو کیا صاف قرآن ہے کہ وہ ہے
 لا ضرور چریاں کرے، شتر ب پیٹے، جاہل بنے، غلم میں سے سب کچھ روا ہے اھذ باللہ من الخذلان، اس پرچہ
 کی مخالفت ظہور لاؤ تو کتاب مستطاب سہل السہل میں چھاپے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲۰ عدد رحمہ اللہ

سے رشتہ برقرار رہا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلیں کہ جو دور بعد کے مقدس شخص ہے، دیکھو کیسا صاف قرآن ہے اور کچھ
کا سب سے پہلے، مترب پڑھے، قابل بننے، فکرمیں سے سب کچھ روا ہے احوذ باللہ من الخذلان، اس پرچہ
کی ملاحظہ فرمائیے کہ تو آخر کتاب مستطاب سلمیٰ الصمد میں چھاپا ہے وہاں ملاحظہ ہو ۱۲ صفحہ عسی اللہ عنہ

بے ثبوت، جاننا اور اس سب کا چھوڑ دینا ناممکن ہو، کذب کے ثبوت ہی میں شبہ ڈالنا تھا، جبل
مرتب نے خبر سے لگی نہ بھی بلکہ طرہ مذکورہ دہائیہ میں تقدیر پر نہ صرف ایمانیات متعارف بلکہ
خود اصل میں عسی توحید لہی یہ بھی مبالغہ سے جاتے گا، وجہ تئیں وہابیہ کے طوطہ پر
خدا سے لئے مٹانا، عقائد میں ان کا امام مہاتوں میں رہے، کہ جو کچھ انسان کر
سکتا ہے حد ابھی ہے تئیں رسالت خود حب خود رضا و عورت سے طاع، بعدہ
جہاں بعدہ اس کے رحم میں ہے طغی کا ایقاع کر سکے، ورنہ قدرت میں انسان سے
ھٹ جو نہ ٹیٹا، اور جب میں تک مویا، جواب قطع ٹھہرانے اور سچہ بنانے نہ پیدا
کر لے میں کیا نہ ٹھہرا گیا، میں سے عاجز رہے گا، دنیا بھر کی ماؤں سے ساتھ یہ فعال
کر رہے، ہی روجہ کے مارے میں کیوں تھک رہیگا، آخر وہابیہ کا ایک پُرانا امام اس
حرم غیر معتقد ظاہری امدیب، مدعی عمل یا حدیث کو نہ ٹھہرا کر کہ حد سے مٹا مو
سکتا ہے، عمل و فعل میں کسا ہے، وہ تعالیٰ قادر ہاں بتحد و لدا اولم بعد مکان
عاجز اس کا رد سبھن السبوح ص ۳۲ و ۳۵ میں ملاحظہ ہو، اور شک نہیں کہ خدا کا
بیت ہوگا تو ضرور وہ بھی مستحق عبادت ہوگا خالی اللہ تعالیٰ قل ان کاں للہ حق و لدا
نانا اول العابدین، تم فرود کہ گھر میں کے کوئی یہ ہے، تو سب سے پہلے اس کا پوچھنے
وال نہیں ہوں۔ تو ثابت ہو، کہ وہابیہ کے نزدیک سزاؤں خدا مستحق عبادت ممکن ہیں
عقلی استقامت تو یوں گیا، ۲۲ شرعی اس کے لکھوے کو، مکان کذب کیا ٹھہرا تھا کہ اب خدا
کی بات سچی ہونی ضرور نہیں، جبل مرکب ممکن مانا گیا تو پوری جبرٹری ہو جائے گی کہ ممکن
کہ اوعائے توحید و مذمت شرک سے جو تمام قرن گوج رہا ہے سب پر بنائے جبل مرکب
و عصبہ بھی ہو، اب لا الہ الا اللہ بھی اللہ سے گیا، و انبیاء باللہ سمعہ و تعالیٰ بالجملہ
اللہ عزوجل پر جبل مرکب محال بالذات جو نے میں وہابیہ کو بھی اہل اسلام کا ساتھ دینے
سے چارہ نہیں، تو یہ مقدمہ کہ جس بات کا حق جانتا حد پر روا ہے وہ ضرور حق و بجا ہے
۲۲ فی الیقینی ایمانی بھی ہے اور مخالفت کا تسلیمی، ذوالی بھی، اس کا نام مقدمہ، یکسانہ
رکھیے، اب خلاف دہائیہ وہابیت جو بات چہیے، فرض کر لیجیے، خواہ وہ ہمارے موافق

ان دونوں کے طوطہ پر کھینچا ہو اس میں کوئی شک نہیں

چرا ہمارے احکام سے بھی رائے شکار، سنہیل و بھوی نر کا فرقتا (۲)، گنگوہی، دیوبندی،
ناٹوئی، انہوشی، نقانوی و غیرہم ۲۰ بی سب کھینچے مرتد ہیں (۳)، جو کذب الہی ممکن کے بعد
ہے (۴)، تقویت الایمان، تہذیب العینین، ایضاح الحق، صراط المستقیم تصانیف، سنہیل
دہلوی، معیار الحق تصنیف، مدیر حسین دہلوی، تحذیر الناس تصنیف، ناٹوئی، میراہین
قائد تصنیف، گنگوہی و دیگر صاحب کتابات، انہی سب کھری بول نہیں ترار بول میں جو ہوا
زبانے زبانی ہے، ۱۵، جو باد صفت، طاع قال ان میں سے کسی کا معتقد ہو، بلیس کا
بندہ جسم کا کدہ ہے (۶)، اس سبب اور اس کے نظروں نام غنا جنہوں نے شان اقدس رفیع
رب انہیل و حضور پر نور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کی، جو شخص
رسول اللہ صلی علیہ وسلم و رب العزہ صلی جلالہ کے مقابل ان محدود کی حمایت مروت
رعایت کرے، ان کی ان باتوں کی تصدیق و تحسین و توجیہ مایل کرے، وہ خدا و دشمن مصطفیٰ
سے مل ملا کر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۷)، و یہ عقیدین سب سے دین چکے شیاطین، پورے
لایعین میں سات پر اور سات سرور و جوابات لوک، انسان اس کا، عقائد و منس کر ست
مرتبشہ ہاں جاتے کہ آدمی مذکور ان میں سے ہر بات کے، عقائد پر قادر ہے یہ مقدمہ
بدیہیہ امت اہل و محدود محدود، کھینچے کہ اس امر کا اعتقاد، اس کر سکتا ہے، مسلمان! اس
میں آپ کو اختیار رہا، رد و امیدی میں بات کو چاہیے و کامشہر، یہ بیانیے سب اس
مقدمہ بدیہیہ کو صغریٰ کیجئے اور مقدمہ وہابیہ یعنی دعویٰ ضلیل کا وہ دعویٰ ذلیل کہ جو کچھ
انسان کر سکتا ہے خدا کر سکتا ہے سے کبرے بنائے شکل اول بدیہی الانساج سے نتیجہ نکلا
کہ اس امر کا اعتقاد خدا کر سکتا ہے، اب اس نتیجہ کو صغریٰ کیجئے، اور مقدمہ ایمانیہ کو کبرے
کہ ہر وہ امر جس کا اعتقاد خدا کر سکتا ہے قطعاً یقین حق ہے، شکل اول کا نتیجہ بدیہیہ صری

لئے ظاہر ہے کہ کوئی جبر بھی ہو جس کی یا مطلق اللہ سب جانتے کہتے ہیں کہ حق کا اعتقاد و فرض یا کم، ذکم
جائز اور باطل کا اعتقاد و مکرر اور فرض و حرام و حرام و معصوم وہی شے ہوگی جس پر انسان کو قدرت
چوبی میں ملتا ہے ۱۲ ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اگر بیش گئی کہ مکشوق تو ہمارے برابر بھی رہے ہو سکا۔ پھر کاسے پر عذائی کا دم نہ ناسے، اب آپ کے
خدا میں فریق بھی ضرور پڑی۔ در نہ رہا کاسے میں کراسکے گا، خستے خدا کے پجاریو، کیوں سبوح
قدوس کے بندوں سے بچھنے ہو، تورتی پوجن واسے ہندو تو ناحق الگ الگ الگ الگ اور
جہری بندے کے سودے میں پڑے ہو معدوم مدرسہ دیوبند میں ڈاکہ دھوں میں ہیں ایک
یہ معبود میں پاؤ لطیفہ تمب تھا کہ خدا کے لئے آکر ہر دمی ہو، و اس کے مقابل عورت
کھاسے سے آئے گی، تمام رلی سو کو اس کے لائق سے مرد کہاں سے ملے گا، کہ اتر کی حسیہ
نامحدود ہے، اتھا موٹی، یوں تو ایک خدش ہی پڑے گی، جو اس کی وسعت رکھے اور ایک
بڑا ڈھن خدا ماننا ہوگا جو دوسری سوس ہر سکے، کیا وہا یہ اب ٹیلیٹ کے بھی تانے ہو گئے،
گو خدا نے فریت شیطان کی پیدائش میں چار قول ذکر کئے ہیں، ۱۔ محمد ایک یہ کہ بیس
کی ایک راس میں، ۲۔ تہ مروتی ہے، ۳۔ دوسری میں علامت رلی، وہ ہی راوں کے ہام جہاں
سے بارور ہو کر فریت لانا ہے، اس لوں کے حافظہ سے وہ نمک بھی جاتا رہا، ۴۔ اور ٹیلیٹ کی
بھی حاجت نہ ہوئی، اور معلوم ہو کہ دیوبندی دیوبندگی مبنی یعنی حضرات کا وہ خستے معبود کو
ہے یہ اطمینان دہلا مکتیں ہے، اب اعتراض آئے گئے، اور اس پر بڑا قریب یہ کہ گنگوہی
صاحب نے بزمین قلعہ میں اس معون کے علم کو عمر اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم سے وسیع تر بتایا، اور یقیناً وہ کہ جس کا علم علم محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وسلم سے زائد ہو خد ہی ہے، در اب کا دب با فعل مات کا بھی عقدہ کھل گیا، بیٹس سے
بڑھ کر گن کا دب با فعل ہوگا، نیز ان کے اہم کا یہ کہ بھی ٹیلیٹ ہو گیا، راس میں ہر
عجب کی گنجائش ہے، اور یہ کلیہ بھی صحیح ہو گیا کہ جو کچھ لسان اپنے لئے کر سکے وہ اپنے لئے کر
سکتا ہے، واقعی کلمات علما میں عجب عجب منافع ہوتے ہیں، دیکھتے، ایک ذرا سا پیچ کھٹنے

خدا ہی والی دیوبندی وہ یہ ٹیلیٹ کو بھی مگر عقل ملتے ہیں، خبر ۱۵ ملاحظہ کیجئے ۱۵

مے مولانا دیوبندی صاحبوں کا خیال رکھتے ہی ناحق بیس کو رہا چاہے الیسے کس دن کہ خدا کہ ہر علم ہم تقدس
سے زیادہ ہے کس دن کہ خدا کہ خدا خدا اللہ افضل جو ٹیٹ ہے تو یہ اس سے بڑھ کر کہ کتب ہے ۱۵ صبح حضرت

سے کتے عقدے مل جو گئے، کیوں دیوبندیو، احسان تو نہ مانو گے، تو ہر اعتراضوں کا کیسا جواب
بتا دیا کہ ایک ہی سہارے میں بیڑا پار ہے (۳)، امام الودیع نے اپنی ناقص تحریر جہالت
تخیر انصاع الباطل بنام ایضاح الحق مشہور نام رنگی برکس کا فور میں تصریح درائی، کہ "اس
عزوجل کو زماں و مکاں و جہت سے منزہ، مانا اس کا دیدار ہے جہت و محاذات جہاں سب

بدعت حقیقہ کے قلیل سے ہے اگر کسی کوئی دینی عقیدہ سمجھا جائے، خدا ہی تشریح میں اور
غیر خدا کو قدیم و ازل کہ خدا کو مخلوق بنائے میں ہے اختیار، مناسب کا ایک حکم ہے "دیکھو
اس کی تحریر غیبی صفحہ ۳۵ و ۳۶ اور اس کے رد میں کو کتب شہادہ صفحہ ۱۵، وغیرہ غلام ہے کہ
اگر زماں و مکان و جہت کا مد کو محیط ہونا اس بدعت کے نزدیک اس کی شان قدوسیست
دو جوہر وجود کے منافی ہوتا ضرور اس سے خدا کی تشریح کو عقیدہ دینیہ جانتا جیسا کہ تمام
اہلسنت کا ایمان ہے، مگر یہ مردود ہے بدعت حقیقہ بتاتا و اس کے معتقد کو اس دو صریح
کفروں کے معتقد سے ملتا ہے، اگر اس کے زعم ملعون میں اس کا معبود با بعض زماں و مکان و
جہت کے گھروندے میں گھرا ہوا نہیں تو کم از کم گھر سکتا ہے، اور اپنے آپ کو اس مجلس میں
مقید کر سکتا ہے، نہ اس سے اس کی تشریح درمیں ہوتی اور اس کے اس کلیہ ملعون نے اور
بھی دہشٹی کر دی، آدمی قادر ہے کہ کسی گز گھر کی گڑھیا میں گر کر اوپر سے چھوڑ رکھو اگر اپنے
ہپ کو اس تنگ مکان میں مقید کرے ان کا معبود گریہ کر سکا، تو آدمی سے قدرت میں
گھٹ رہیگا، دہا جو یہ میں تمہارے ممکنات جن پر سہاں جہت کرنے میں، لطیف
و داسہ کا خدا عجیب رب کی ساخت ہے جس میں نیاست کی نہیں سمیٹ ہے، انسان تو گز گھر کر
گڑھیا میں گھس سکتا ہے، ایک پھول سی چوٹی سوئی کے، کے برابر سوراخ میں سا جانے
پر قادر ہے ان کا خدا جسے یہ ہی سمجھتی زماں سے اکابر کہتے ہیں، اس اصغر سے، صغر سوراخ
میں اوپ جو سکے گا، اور نہ آدمی و کنار چوٹی سے بھی قدرت میں گھٹ رہیگا، ۱۴، انوس
و جبہ کا مساحت خدا کہاں کہاں آدمی کی ریس کرے گا، ارکان جہت کی خفاشت، ان کے سب
کو بے ناچ نچاے رہے جوڑے گی، ایک رنڈی کہ حاسقوں کی محفل میں رقص کرتی ہے لحظہ
محظ کس قدر اپنی جہتیں بدلتی ہے، گراں کا معبود یو میں نہ گھوم سکا، تو رنڈی سے بھی گیا

اسلام اور یہ کہ خدا کو گز گھر کی گڑھیا میں گھس سکتا ہے

۱۵ اور یہ کہ خدا کو گز گھر کی گڑھیا میں گھس سکتا ہے

اسلام اور یہ کہ خدا کو گز گھر کی گڑھیا میں گھس سکتا ہے

گنہگار اور واقعی بقول درجہ بندی صاحب کے تقیسی باپ محمود الحسن دیوبندی صاحب کے جب یہ کلیہ ہے کہ انسان جو کچھ اپنے لئے کر سکے تو کامیاب اپنے لئے کر سکتا ہے۔ تو شعلہ کی طرح رنڈی کے ساتھ ٹھوس ٹاٹھی جو وہی نلچے گا۔ ورڈنڈ کی سجا کر بندر بنجا کر اُسے اپنے پاس ٹھمائے گا جس دھڑ کی طرح بائیں پر چڑھ کر رکھائے گا۔ کیا کچھ نہ کر سکتے گا ایسے تو اسے مہبود پر آف اور اس کے انگو پرست چادر پر قلعہ، اگر سخت عجب یہ ہے کہ اگر ایک مجلس میں چار رنڈیاں ناچتی ہوں اور آں وہ حد میں وہ چاروں جہات متنازعہ کو اپنی سمت بدلیں، ان کا ہر انکس وقت ایک ہی سمت بدل سکا۔ تو تین رنڈیوں کے فعل پر قادر ہو گا۔ اور اگر تین واحد میں چاروں سمت کو بدلا، تو یہ رنڈیاں تو چار تھیں، اسوں نے ایک ایک سمت بانٹ لی۔ یہ کہ واحد کہلاتا ہے، کہ اسے اپنے چار ٹکڑے کہے گا، ایک اس میں چار جہتیں کیسے بدے گا (۱۵)۹، ایک دیوبندی نے کہ درجہ بندی صاحب کا علم متحد اور دیوبندی دھرم کا اسنادی مستند ہے، اپنی اور زواجیہ صفحہ ۴۷ میں خدا کا جو روایتی نام لیوا اور اس پر دلیل یہ کہ عقد محال ہوتا، تو نصار نے اسے بے عقلندہ ایسے حکیم، ایسے صنایع ہیں یہ کیوں مانتے ۱۹ اللہ اللہ ہے

چشم باز و گوشش باز و این زکار : خیر و ام در چشم بندے خدا

طرفیہ کہ جو رو ماننے کا نصارے پر بھی افترا کر دیا وہ تو کوئی بات جھوٹ سے خالی نہ ہو، ولی
ہندی صاحب نری جو رو نہ کہو ختم بھی پکارا، کہ تمہارے معبود کا خنٹے ہوا تمہارا نام کا
مذہب بتا چکا ہے، (۱۶) الحق بے دیو، تم نے یہی جانا کہ، فعال عباد کا خالق کون ہے، وہ کس
کی قدرت سے واقع ہوتے ہیں، بندے کو ظاہری قدرت جو ہے وہ کس عمل سے طور تعلق عمل
ہے، اور کمال کفر پرستی سے، اللہ تعالیٰ کا کذب ممکن بنانے کو کل مقدور الٰہ بعد مقدور
الٰہ کے یہ منہ گزھ لیئے کہ جو کچھ بندہ اپنے لئے کر سکے خدا اپنے لئے کر سکتا ہے، میں
مفائدہ اٹلیسیہ کا پر عمل زمان باغ سبحی السبلوح میں دیکھو، اور خدا توفیق دے تو

۱۰

اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت کے دست حق پرست پر ایمان لاؤ، مسلمان کہلاؤ، اللہ شد
امام الہادیہ و طائفہ دہادیہ کے اس خبیث عقیدہ ملعونہ کا رد تصاسف استثناء عالیہ
علیٰ حضرت مجدد دین و ملت سے سب سے بھی ہے، گو کہ یہ شبایہ میں بھی ہے۔ ایمان
راغ میں بھی ہے، چنانکہ ریش میں بھی ہے اور اب اس محالہ تازہ میں بھی ہے، بفضلہ تعالیٰ
مرجہ پانگ نے اعتراضات پائے گا اور سد ہونہ تناسل اسی محمدی صبغہ کے اپنے
عمرے ہیں یا اس کے برکات سے سر کے اشبال کے جیسے دلائل حاصل اللہ عباد علی
الاس دلائل اکثر اس لائن کے دونوں بہت بجا حادیہ قاسمہ اسی کے منسلق
ذم میں اور میں، مگر مجھے تو یہاں بھی نہیں نظر بر آتا تصور ہذا صرف ایک درجہ
صاحب برادر شمار کر اس کی اصل دوم کو بھیڑوں (۱۷۱) میں درج ہوئی ہے کہ ہماری
کوئی شہادت ممکنات کا خارج ر قدرت کو دیا ہے پھر ہم سے دھرم پر کیا قہر ہوا دوسری
کوئی یا تو وہ جو کہنے کو محو کا اعتبار کیا گیا ہے کہ اللہ علیٰ کل شئی قیاس کا خلاف
کیا، ودفن آمان سے یہاں شیر مار میں، اول تو میں کہ تمہارا امام سرعہ و نقصان کا اسان
مال گیا، اور یہ خود علی سے تو میں ہر بعد دیہی یا عقل ہوا پھر بھی ایک عیب ہی ہے
پھر ہم برہم اور دوم یوں کہ گنا گویا مت میں یہ ایک، کیلئے تم درج ہوئی ہوٹ اپنے
سے بعد مقرر ہوئے جب اس میں اس کا خدا کا ذب بالفعل ہے کہ وقوع کذب کے معنی
درست ہو گئے تو میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بات سے سجد کیا، اس سے یہ بھی قبول ہی
لقد ربنا مولا لا نعبدہ اللہ علیٰ اظہارہ (۱۷۱) درج ہوئی ہے جب سے دوسری اصل
یہ بتاں کہ شرک ال ذات و فی الصفات دونوں کا جائز سمجھنے میں اور آپ شرک فی الصفات
کو جو دو ایمان عام کہ حق بالذات و برہم عن کو باعث غفر خیال کرتے ہیں: اقول واقعی
و یونہی میں بعضہ فقہ علیٰ الکادیں کا قرآن مجید سے نکال ڈالت پاس ہو لیا ہوگا، یہ
ٹھہری ہوگی، کہ کاذب بالفعل کی بات کا کیا اعتبار، سے مشرک اہلسنت کی توحید کا ایک
چینٹا تم پر پڑ جائے، تو پاک ہو جاؤ، یہ حضرت مجدد دین و ملت نے اپنی تصانیف علیہ
میں آیات قرآن عظیم سے ثابت فرمایا ہے، کہ مولا عزوجل کا اصل کوئی شریک نہیں ہو سکتا

ن جملہ کتب و رسائل کی کاپیاں محفوظ ہیں

۵. در محل کلمه قرآن حیث

جلیل فوائد کی ہوں ان سے اسے سمجھ نہ ہوگی، کتب بھر میں اگر کوئی غلط و باطل و خطا جملہ اپنے
مطلب کا سمجھے گا، اسی کو پکڑے گا، اگرچہ واقع میں وہ اس کے مطلب کا بھی نہ ہو، اتنی بات
اس میں خنجر زیر سے بھی بڑھ کر ہوتی، کہ وہ سخی رست سے گنا تو اپنے مطلب کی، اور اسے اس کی بھی
تیز نہیں، فیما بینہم انصاف و لطف کے سو کوئی بشر معصوم ہیں، وہ غیر معصوم سے کوئی نہ کوئی
کلمہ غلط یا بے جا صادر ہو، کچھ بار کا مددوم میں پھر سب صاف نہیں دیکھ دین سے آج تک
میں حق کا یہ معمول رہا ہے کہ کل ماحود میں قولہ و حدود علیہ لاحد حسب هذا المعبر صلی
اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس کی جوابات حقائق اہل حق و جہور دیکھی، وہ اسی پر جھوٹی اور افتاد
دی رکھا جو جہالت کا سبب کہ بد اللہ علیہ الخ عاتہ اتعوا السواد الاعظم نہ کہ اجماع امت
کے خلاف کسی نے محض بطور بحث منطقی کوئی تنگنہ جھوڑ دیا، اور دل کی بیج کر اس کے پیچھے
ہوئے، یہ اندسے دین کا طریقہ ہوتا ہے یا اندسے ستمیافین کا، کہ رب عزوجل فرمان ہے
و لا یورد سبیل، لورشد لا یفقد ولا سبیلہا و لا یورد سبیلہا لعلی یحیدر ولا سبیلہا لعلی
و لا یورد سبیلہا لعلی یحیدر ولا سبیلہا لعلی یحیدر ولا سبیلہا لعلی یحیدر ولا سبیلہا لعلی یحیدر
مگر اسی کا رستہ نظر پڑے تو اس میں چھنے و سوخو ہو جائیں یہ اس لئے وہ ہمارے کلام کی
حرف کذب کی نسبت کرنے اور ہماری آیتوں سے غافل ہیں، اس وصف میں تمام طوائف
گمراہوں میں طائفہ دوم بیہ اور طوائف و ہامیہ میں خاص طائفہ دیوبندیہ سب سے ممتاز ہیں۔
اور جو سی پی میں کہ قرآن عظیم فرماتا ہے، یہ اس کذب کی تمامیت ہے جو وہ ہمارے کلام کی
طرف نسبت کرتے ہیں، اور اللہ کی طرف نسبت کذب میں وہ سب سے پیش قدم میں
کہ ان کے پیشوا اسماعیل دہوی صاحب سے ایک روزی میں اس کی چٹائی جینی اور دہویوں میں
دیوبندی اس میں آگوا میں، کہ ان کے سیر گنگو سی صاحب نے برامیں میں اس پر استرکاری کی
سیر صاحب موصوف کی تقلید سے ماشاء اللہ مدسے ہونے میں بھی، اس طائفہ کو دنیا بھر کے
دو اہل حق پر ترجیح ہے، اگر ایک آدھ آدھ دیکھ، وحی چوہنی بھی لکھ مونی، تو یہ نہ سوچتا
کہ سب توئی ملا تو جس کہ سب کو یہاں ممکن بالذات کہ رہے ہیں، اسے نہ صرف ممکن بلکہ واقع
تار ہے میں بھی نفس کہ سب کو کا جو جنگلی کا یا کوہی کا دہوی کا یا گنگوہی کا اور اس کے ممکن

بکر مذہب لاکھوں، کروڑوں بار واقع ہونے میں کیا کلام ہے، ان کے لفظ دیکھیے کہ ممکن
ممتنع العادۃ، لکن ذہن احدی میں طرح اجتماع نقیضین و ارتقاع نقیضین اپنی ذات
میں محال ہیں، تو میں کہ مطلق جھوٹ خود اپنی ذات میں محال ہوتا، تو کبھی کوئی شخص جھوٹ
نہ بول سکتا، مگر کروڑوں لوگ جھوٹ بول رہے، تو معلوم ہوا کہ جھوٹ خود اپنی حد ذات میں
محال نہیں، ہاں جب اسے اللہ عزوجل کی طرف نسبت کر دو حضور محال ہے کہ ذات الہی بالذات
متقنی جملہ کمالات و منافی ہونے لکھ ہے، تو اس پر کذب محال بالذات ہے، یہ استعمال جانب
ہادی سے بالذات ہوا، کہ اس کی ذات کریم سرعیب کے منافی ہے، مگر مطلق کذب جو کلی عام
شامل پر کذب اور ہر شخص کے کذب کو تھا، اس فرد کے استعمال سے اسے بھی ایک استعمال ماضی
ہوا کہ سر فرد کا حکم طبیعت من حیث کی طرف مدی ہوتا ہے، یہ استعمال مطلق کذب کے حق میں ذاتی
نہ ہوا، کہ خود مطلق کذب کی ذات سمجھ پیدا نہ ہوا، بلکہ اللہ عزوجل کی ذات سے، بعینہ اس کی
مثال دہی اجتماع نقیضین ہے، مطلق اجتماع کسی کا ہو، اپنی حد ذات میں محال نہیں، وہ نہ کبھی
کوئی دو چیزیں جمع نہ ہو سکتیں، ہاں نقیضین کا اجتماع محال بالذات ہے، کہ ذات نقیض میں
منافی اجتماع ہے، مگر مطلق اجتماع کہ مردشے کے جمع ہونے کو عام شامل تھا وہ جو اس مادہ
خاص میں آکر محال ہوا، تو یہ استعمال اس کے لئے ذاتی نہیں، بلکہ خصوص نقیضین کے باعث
ہے، تو مطلق اجتماع کہ باہمت مطلق ہے ضرور ممکن بالذات بلکہ لاکھوں جگہ موجود، اور اس کے
سبب اجتماع نقیضین ممکن نہیں ہو سکتا، وہ قطعاً محال بالذات ہے، یہ میں مطلق کذب کہ
طبیعت مرسلہ سے ضرور ممکن بالذات بلکہ ہزاروں جگہ موجود اور اس کے سبب معاذ اللہ کذب
ہادی ممکن نہیں ہو سکتا، وہ یقیناً محال بالذات ہے، یہ ہے اس حمایت کی تقریر میں سے
ہمزائیں ملا سیماکوٹی صاحب کی تشریح بھی چوگئی، اور اس سے جواب کی خوب توضیح بھی، کہ
یہاں کلام کذب خاص میں ہے نہ کہ مطلق طبیعت کذب میں اندکلی کا اسکان اس کے ہر فرد کے
امکان کو مستلزم نہیں، یہاں کتاب لکھوٹی کی تو اتنی ہی خط لکھی کہ محل نزاع میں فرق نہ کیا
امکان فرد میں بحث تھی اور سے کر چھے امکان طبیعت، مگر دیوبندی اپنے کفر سے کب باز آتے ہیں
وہ اسے معاذ اللہ امکان کذب باری پر دلیل بتاتے اور اپنے کفریات ان کے سر نہ اچا ہتے

جس بہت خوب، اب دیوبندی سبیل کرتا ہیں کہ یہ سیالکوٹی تقریر جس طرح تم بتاتے ہو تمہارے
 نزدیک حق ہے یا باطل، اگر باطل ہے تو کہوں دانستہ اور نادرست مسلمانوں کو
 چھتے ہو، اور اگر حق ہے تو تمہارے ہی موافق ثابت ہوا، ہم شریک ہی میں مذہب است پرست
 نہ کہ حق، جس کو راستی نہیں صرف ہے ساتھ ٹھاکر کو پڑھتے ہو، اور ہر امت
 کہ دیں تو کسی جس تقریر سے تم کا کذب نکل ٹھہرایا، عینہ بد تفاوت کسی قدر سے تم
 کا شریک ہی ممکن ہے، کہ شریک اگر محال چونکہ کوئی کسی کا شریک نہ ہو سکتا، اور امتناع
 باری اس واسطے سے محال ہو گا کہ تم کے کمال کے مقابلے، کہ تمہیں با حیر ہو، اور امتناع
 باغیر مکان ذاتی کامنافی میں عینہ بد تفاوت کسی تقریر سے تم کی موت وہ بھی ممکن ہے
 رحمت محال ہوتی، تو کوئی کہی غارتا، تو موت باری اس واسطے محال ہوتی کہ تم کی دل جوئی
 تو امتناع باغیر ہو، تو اس کا مرنا ہونا ہو جائے ممکن بالذات ہوا، تو وہ واجب ہو جاوے، ہوا تو ازل
 نہ ہو، بلکہ کوئی تمہارا نسبت ٹھاکر ہوا، لاھوتہ اللہ علیہ القدر، اس عبارت نے جواب
 تو کسی قدر، جس سے، اگر فقیر بعون القدر چاہتا ہے کہ اس بحث کو، عینہ بد تفاوت لال پر پہچانے
 اور گنگوہی دیوبندی مکذبان الہی سے مسایرہ و شرح موافق کی دو عبارتوں سے جو مسئلوں
 کو جو کا وین چاہا ہے ایک حضرت حیدری دصولت نادر دینی سے اس کی بھی پردہ در پی ہو جائے
 وہاں اللہ التوفیق، ان عبارتوں سے استناد اس سے نہ وہ پوری دلچسپی ہے، جیسے کہ اس عبارت
 سیالکوٹی سے تھا، مگر اندسے کڈوں کا مقصود مردود تو صرف حرام کو دھوکے دینا اور یہود کے
 دیکھو! الحق مالک حل دیکھو! الحق سے پور ترکہ بینا ہے، و صدقہم الدین ظلموا! ای
 منقلب ینقلبون، فاقول دلائل التوحید مسلماً، لولا عقائد وہ سنت میں جو تصور پر ہو۔
 سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین و سلف و صحابہ
 رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے ثابت ہیں، انہیں کے بیان کے لئے کتب عفت نہ
 کے متون مضموع ہوتے ہیں، زمانہ شیریں یہ عقائد صدور و لسانہ سے بھی کئے جاتے
 تھے، و مسلمان اپنی سادمت صدر سے ان پر ایمان لاتے تھے، انہیں جوں و چرا دلو و لسانہ کی
 علت نہ تھی، جب بد مذہبوں کا شیوہ ہوا، کہ گمراہ مکملوں نے عوام مسلمین کو بہکانے کے

نہ کہ حق، جس کو راستی نہیں صرف ہے ساتھ ٹھاکر کو پڑھتے ہو، اور ہر امت

لئے اپنے عقائد باطل پر عقل و نقلی منطقی پیش کئے شروع کئے عداوت اہل سنت و جماعت کو حاجت
 ہوئی کہ ان کے دلائل باطل کا رد کریں، اپنے عقائد حق پر دلائل قائم فرمائیں، یہاں سے کلام
 مت خیرین کی بنا پڑی اب کہ استدلال و بحث و مناظرہ کا پھانگ کھلاؤ، اپنے دلائل و وجوہات
 کی جانچ پکھ کی بھی حاجت ہوئی، لہذا ان مختلف ہوتے ہیں، اور بحث و استخراج میں خطا و
 اعصاب، دوسرے کے ساتھ لگے ہوئے ہیں، ایک نے مذہب پر ایک دلیل قائم فرمائی یا مخالف کے
 کسی اعتراض کا جواب دیا، دوسرے نے اس پر بحث کدی کہ اپنے مذہب پر یہ دلیل کمزور ہے
 مخالف کی طرف سے تم کا رد یہ ہو سکتا ہے یا اعتراض کا یہ جواب کافی نہیں، مخالفت اس میں
 یوں کہ سکتا ہے، اس بدو بحث کا شرف فقط اسی دلیل و جواب تک ہوتا ہے عام اذہن کہ اس
 دلیل و جواب ہی میں تصور ہو جیسے کہ بحث کرنے والے کا بیان ہے یا خود اس بحث ہی کی
 نظریے غلطی کی دلیل و جواب صحیح و صواب ہو، بہر حال معاذ اللہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اپنا
 اصل مذہب باطل یا مخالفت کا منطقی حق ہے، بہر حال بات ہے کہ کسی کی قائم کی ہوئی ایک
 دلیل یا دیا ہو، جواب بگڑ جانے سے اصل مسئلہ باطل نہیں ہو سکتا، نہ معاذ اللہ یہ بحث
 کرنے والا اپنا عقیدہ بدلتا اور مذہب اہل سنت کو باطل جان کر اس سے ہاتھ نکلتا ہے، یہ
 ایک ایسی بات ہے جسے نہ نقطہ اہل سنت بلکہ ہر مذہب و ملت والا اپنے یہاں دیکھنا حاجت
 ہے، پھر بھی جب تک زمانہ خیر کا قرب تھا، اس رد و رد میں ایک اعتدال باقی تھا، جب فن کلام
 فلسفہ و ان متاخرین کے اٹھ پڑا، اب تو بات بات میں وجہ ہے وجہ نکتہ عینی کی سب سے بڑھی جس
 سے مقصود صرف برد و است و بد و اشبات و منع و نقض و بحث و اخذ میں ذہن آزمائی، اور
 اپنی طاقت سخن کی رونمائی ہوتی ہے، و بس نہ کہ معاذ اللہ مذہب سے پھر، وین و صحت مذہب کو
 باطل کریں عاقل اللہ ہزار عاقل اللہ، یہاں سے ہر ذی انصاف پر ظاہر کہ یہ متاخر شارب محشی جو
 کچھ بحث میں لکھ جایا کرتے ہیں، وہ مطلقاً خود اہل کا، چنانچہ اعتقاد نہیں ہوتا، نہ کہ تمام
 اہل سنت و جماعت کا عقیدہ، عقیدہ وہ ہوتا ہے جو متون و مسائل میں بیان کر دیا، بالائی
 تقریریں، جس کے موافق میں تو حق میں مخالفت میں، تو وہی ان کی بحث بازیں اور ذہن
 آزمائشیاں اور قلم کی جو غائیاں ہیں، جن کا خود نہیں اقرار ہے، کہ ان میں قواعد اہل حق کی پابندی

نہیں کہ جاتی، اور معرفت سامع پر چھوڑا جاتا ہے، عقیدہ اہل حق اسے معلوم ہے اس کی مرعات کرے گا، موافقت میں ہے اسے تعریف مذہب اہل الحق و انما لامتنع من لامثالہ للاعتقاد علی معرفتک مہانی مواضعہا شرح میں ہے بعینک برعاۃ حق، عد اہل الحق فی جمیع المباحث، وان لم یصرح بها شروع مقاصد میں ہے کشیدہ امورہ لاسراہ الماخذہ للعلا سعة من غیر تصریح لسیان بسطال الافیاححتاج الی زیادۃ بیان بعینہ اسی طرح حسن پلیسی علی الید میں ہے، تو عقائد اُن کے دہی میں جو مستون اور خود اُن کے کلام میں جا بجا مصرح ہیں، اگرچہ بحث مبہوت میں کچھ نہیں، خصوصاً وہ جن پر فلسفہ کا رنگ چڑھا، اُن کو تو لم ولا سلم کا وہ پکا پکا ثبوت، جس کے آگے کھاٹی، خندق، دریا، پانی سب یکساں ہیں، مطارحات میں وہ باتیں کہہ جاتے ہیں کہ خدا کی پناہ، شرح لغہ کرم میں ہے، بعد نا امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لقد اطلعت من اہل الکلام علی منی مما طعن مسلما یقولہ میں نے اہل کلام سے بعض باتیں وہ سنیں کہ مجھے گمان نہ تھا کہ کوئی مسلمان ایسا کہتا، وہ تو سمجھ سکتے کہ بحث مذہب پر حاکم نہیں، ہمارے عقائد معلوم و معروف میں لم ولا سلم میں جو بات اُس کے خلاف ہوئی، ناظرین خود ہی سمجھ لیں گے، وہ اُن کے متعدد اکابر نے اس پر تنبیہ بھی کر دی، مگر مفصل معوی کھلیا علاج، وہ تو ایسے ہی موقع کی تاک میں رہتا ہے، ادھر عامی ہے چارہ مار پڑا، یا داوی میرت میں سرگردان رہا، اُسے ہر بات میں قاعدۃ اہل حق کہاں معلوم کہ اُس کی مرعات کرے گا، یہی وہ باتیں ہیں جنہوں نے اس قسم کے کلام مزاحین کو ائمہ دین کی نگاہ میں سخصت ذلیل و بے قدر بنا دیا، ایسا تک کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ قاعے نے فرمایا من طعن العلم بالکلام فخذ بقدرک فقہائے کرام نے فرمایا جو مال علم کے لئے وصیت کیا گیا ہو متکلمین کا اس میں حصہ نہیں، نہ کتب کلام، کتب علم میں داخل، ہندی میں عیط سے ہے لاید خل فی ہذا الوصیۃ المتکلمون انہیں میں امام ابو القاسم صفار رحمہ اللہ تھے سے ہے کتب الکلام لیست کتب العلم منہ الروض الاذہر میں فتاویٰ ظہیریہ سے ہے، اوصی لعلماء بلدہ لاید خل المتکلمون ولو اوصی ان یزفعت من کتبہ کتب العلم احتی السلفۃ ابہ یماع ما فیہا من کتب الکلام طریقہ محمدیہ میں جو

ثانیاً غایت نام حانظہ اہل لیلیٹ سمرقندی سے ہے من اشتغلت بالکلام علی اسمہ من العلماء
حدیقہ ندیر میں ہے فلا یقال لدعالم اس کے نظر نظر فقیر میں کثیر وافر سر دست انہی
تین کتابوں سے نظر تریبیٹے کہ کہ بان خدا نے قرآن عظیم و نفوس صریحہ متون و دعوت اللہ
واجلح قطعی اثر سلف و خلف کو یکسر چھوڑ کر اسکاٹ زائدہ میں ان کی تراشیدہ تقریروں
کا اس پکا واسع یعنی مسایرہ و شرح موافقت جن کی دو عبارتیں دیو بندیوں کی پڑنی دست
مال میں اور دوسری حاشیہ سیالکوٹی کی یہ عبارت کہ سوال میں گذری، ان کے بعد بعد اللہ تعالیٰ
خدا کا ہر حال خالی رہ جائیگا، اور دوسرا ابلیس مرہود و مطرود ہو کر دیل یوشد لہنگذ بہن کا
نقشہ ان پر ہیں سے نظر آئے گا دہشت التوفیق بغیرہ اولیٰ ما بعد الحکیم سیالکوٹی کی سیٹھ
سہیہ خیالی سے منقول ہوا کہ اس میں ہر دو جمل کے علم کا موافق متناہیہ سے تعصیل متعلق
ہونا مجموعہ کہ یا تھاے خیالی کا خیال خیالی نقل کر کے اس پر جبرٹی کر دی حیت قائل قولہ
فما لم نقل بعد وجہ التامل ان علیہ تعالیٰ التامل ما لا یقتضی العلم بالمراتب والدرج
ان ندسۃ الشاملة اما اشتغال ما لا یقتضی وحدۃ و امکان تعلق العلم بالمراتب والدرج
المتناہیۃ معصۃ مجموعہ انہی دان ذیل فیلزم الجہل علی اللہ تعالیٰ قلت الجہل
عدم العلم ما یصح تعلق العلم بہ کما ان العجز عدم تعلق القدرة بما یصح ان تتعلق بہ فاما
اھم سورج کہتے تو کہہ گئے، لیکن اگر صحر کہتے کہ یہ دوسرے ہاں جو عدد و مبین، عاذا باللہ تعالیٰ
میں شہ المہین نے التفکیا اس کی کہ میں کیا کیا آفات قاہرہ ہیں، تو ہرگز خامہ و نامہ کو اس
سے آلودہ کر ماروا نہ رکھتے فاقول اولاً دونوں کا صاحب فرمایش تو کہ سلسلہ اعداد سے
کس قدر پر موعظ و جمل کا علم جا کر نہ رک گیا، کہ اس سے آگے کا عدد خدا کو معلوم نہیں سلسلہ
ایام آخرت سے کہتے وہی خدا کو معلوم ہیں، گئے ہموں، نعیم جنان و فذاب نیران سے کتنی مقدار
علم الہی میں ہے، زیادہ کی اسے خبر نہیں، کیا کوئی عاقل مسلم سوچ سمجھ کر ایسی بات کہہ سکتا
ہے حاشا و کلا، ویکھو کیسی صریح تصدیق ہے، امام شافعی کے اس ارشاد کی کہ ہما ظنفت مسلما
یقولہ ہاں انہوں نے اظہرت علی شیء فرمایا وقد اظہرنا علی شیء اذ قدس الزمان والی
لہ المستکی وعلیہ التکلان ثانیاً جو حد مقرر کیجیے وہاں وہ قائل بتائیے کہ حد سے

کرے کیا سبب کہ یہاں تک کہ علم ہوا بعد کا نہیں علم کے لئے معلوم کا وجود خارجی درکار جو آخرت درکنار معاد اشد کل آشدہ کا علم نہ ہو بلکہ ازل میں بعد ماور سے عباداً بابتہ حمل مطلق ہو غیر غلط کیونکہ مواد جب وجود و ضروری نہیں تو معدوم سبب یکساں کسی حد خاص پر نہ کرنا ترجیح بلا مرجح ہے محدث علوم عام کہ وہاں مرجع مادۃ الہیہ ہے جسے حد دیا، ناملاً لای محیطوں مشق من علمہ الا ما ساء قال الشافعیہ معین کچھ یقین معلوم کہ ایام و ایام و عام جس سے آگے نہیں گئے، تعین عندہ ہیں، اب جو حد کو آئے، ازل کا علم باری عز و جل کو ہوگا، یا نہیں، اگر ہیں، تو جہل موجود، اور جو حد کیا تھا نہ جن و مردود کہ اب تو وہ خود عباد کو معلوم و مشہور معہذا انہیں پیدا کون کرے گا، وہی حیرت شہید تو نہ جانتا کیا مٹے الا بعد علم من خلق و دھو اللطیف المحسوس اور اگر ان در تم نے مانا کہ ان کا علم پہلے نہ تھا، تو اس کا علم سناؤ اللہ حادث ہوا متجدد ہوا، کیا یہ عقیدہ ہی سنت کا ہے جو ہمارے رب عز و جل نے فرمایا و کاں اللہ بکل شیء علیہا عقیقہ وہ ہے جو خود سیا لکوٹی نے شرح عقائد جمالی میں لکھا، المعلوم فی النفسانہ غیر متناہیۃ استمودھا الموجودات و المعدومات خود شرح میں ہے اعلم ان المتکلمین یفون الوجود الدہی و بتلشوں علم، اللہ تعالیٰ بالحوادث الغیر المتناہیۃ بلکہ خود اسی ماشیہ سیا لکوٹی علی لغیٰ میں ہے ہذا استحقاقات قدیمۃ غیر متناہیۃ بالفعل من و دہ عدم تاحی متعقباتھا اعنی جمیع ما یکون ان العلم من الامور الکلیۃ و جزئیۃ الالہیۃ و المتجددۃ لشمولہ المکون و الممتنع و الواجب عقیقہ وہ ہے جو مقاصد و شرح و فرمایا و علی لایتناہی و محیط سما لایتناہی کا اعداد و الاشکال و افعیم الجہان و شامل لجميع الموجودات و المعدومات المکنتہ و المنعۃ و جمیع الکلیات و الجزئیات سمعاً عقلاً عقیقہ وہ ہے جو موافق و شرح میں بیان فرمایا علیہ تعالیٰ یعمد الفہومات کلھا المکنتہ و الواجبۃ و المنعۃ و المخالفۃ فی ہذا الفصل فقہ الاولیٰ من قال لا یعلم نفسه (الی ان قل) الفہمۃ من کل لا یعقل غیر المتناہی، عقیقہ وہ ہے جو بدیقہ نذیر میں فرمایا العلومات موجودۃ از معدومۃ محالۃ و ممکنۃ قدیمۃ از حادثۃ متناہیۃ و غیر متناہیۃ جزئیۃ و کلیۃ و بالجملة جمیع ما یکون ان

يتعلق به العلم فهو معلوم لله تعالى عقيدة وهـ جـ ٤٠ اس غفر لرب تدريس في الدلالة المكية
 من كماله، اور علمائے کرام حریم طہین نے سرتین تصدیقات جمیلہ کیا ان سنا تا اولث و
 تعالیٰ یلمہ کہ الکرمیۃ وصفاۃ الغیر المتناہیۃ و نحو ذلک التی وحدت والقی
 توجد غیر متناہیۃ الی ابد، لا بد والمکذبات ہی م توجد ولن توجد بل والمحالۃ
 نامہ ہا ولبس شیء من لمہاہیم جارحاً عن علمہ سبحہ وتعالیٰ علیہا حمیداً تفصیلاً
 ما لا بد اذ ادانہ سبحہ وتعالیٰ غیر متناہیۃ وصفاۃ غیر متناہیات وکل صفاۃ
 مہا غیر متناہیۃ وسلسل الاعداد غیر متناہیۃ وکن ایام الاہد وساعاتہ و
 انانہ دقل نعیم من نعم النعمۃ وکل عدد من عقوبات جہنم وبناس اهل الجنة
 واهل النار وبناسہم وحركاتہم وعمر ذلک کلہا غیر متناہیۃ والکل معلوم لله تعالیٰ
 اہلک ابداً بحاطۃ تامۃ تفصیلیۃ ہی علمہ سبحہ وتعالیٰ سلسل غیر المتناہیات
 عمات غیر متناہیۃ بل لہ سبحہ وتعالیٰ فی کل درجۃ علوم لا متناہی لان کل درجۃ
 مع کل درجۃ کانت او تكون او یکن ان تكون بسۃ بالفرد والعد والجمہۃ محتصۃ
 فی الارض باختلاف الامکۃ الواقعۃ والمکۃ من اول یوم الی ما لا احولہ و
 اکل معلوم لہ سبحہ وتعالیٰ بالفعل بعلمہ عز جلالہ غیر متناہیۃ فی صیر متناہیۃ فی غیر
 متناہیۃ کانہ مکف غیر متناہیۃ علی اصطلاح الحساب وھذا الجمیع واضح عند من
 لہ من الاسلام نصیب عقیدہ وهـ جـ ٤٠ سرتین تصدیقات الفیوض المکیۃ من
 نقل کیا حیث کتبت علی فولی بل لہ سبحہ فی کل درجۃ علوم لا متناہیۃ مانفسہ
 الحمد لله هذا الذي كنته من عندي ايماناً بربى ثم رأييت التصريح به في التفسير
 الكبير اذ نقول تحت كبرييه وكدلك برى امرهيم سمعت الشيخ الامام ابو عبد الله
 صماء الدين رحمه الله تعالى قال سمعت الشيخ بالقاسم الانصارى يقول سمعت امام
 الحرمین يقول معلومات الله تعالى غیر متناہیۃ ومعلوماتہ فی کل واحد من تلك
 المعلومات ایضا غیر متناہیۃ وذلك لان الجوهر الفرد یکن وقوعہ فی احوال انہایۃ
 لها علی البدل ویکن انصافہ لصفات لانہایۃ لها علی البدل الی نظیرہ ام سیرہ

میں اصل عقیدہ تو وہی لکھی جو ائمہ اہل سنت و جماعت کہے کہ اللہ کے سوا اصل کسی شے کا کوئی خالق نہیں بندوں کے افعال اختیار یہ بھی تمام و کمال اسی کے مخلوق میں بندہ صرت کا سب سے اور اسے دلائل عقلیہ و نقلیہ سے روشن کیا حدیث قال الاصل الاول العلم بانہ تعالیٰ لاحاق سواک فهو متخذ الخالق کل حادث حوہ او عہم کھکتہ کل شعرة کل قدر لا ودعل مضطری کھکتہ امر تعش و نفس ادا اختیار کا فعل الحيوانات المقصودة هم و صلہ من نقل مولد تعالیٰ اللہ خالق کل شیء وقوله تعالیٰ واللہ خلقکم و ما تموتون ومن العقل ان تدبرہ تعالیٰ صالحمہ للکل لا قصود لها من شیء منه فوجب اصابتها الیہ بالحق انہ مختص بالمرحوب فادت تاخرین اہل کلام بحث کے طور پر ایک بات لکھ گئے کہ اگر مسلم جو تو اس بھر عین مسئلہ قدر میں شناردی و اس میں مترانی کی جلوہ گری چاہے جس میں بحث سے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مانتا فرمائی اور آخر قیام دہی ہو جو ہونا چاہیے کہ گوہر کی جگہ حضرت پر اقرار ہے اور وہ بھی محض لا یسمن ولا یفون سے کہیں کوئی کہنے والا یوں کہہ سکتا ہے اور وہی شبہات جو معتزلہ پیش کرتے ہیں اسی کی تقریر میں بیان کر کے کہا طبعی الخیر المحض و التحصیل التکلیف و حسب التخصیص دھولا متوقف علی نسبة جمیع افعال العباد الیہم بالا ایجاد رای کا فعلت المعتزلة بل یکنی ان یقال جمیع ما یتوقف علیہ افعال الجوارح من الحركات و کذا التروک النقی ہی افعال النفس من المل والاعیة والا حقیقا یخلق اللہ تعالیٰ لا تاثیر تقدیر العبد فیہ و اما محل قدرہ عمرہ غضب خلق اللہ تعالیٰ ہذا الامور فی راسہ عمر ما مصلہا بلا تردد و وجہ تو حھا صا و لا یفعل طائفا بیا کا فاذا و احد العبد ذلت العزم خلق اللہ لا یفعل یتکون منسوبا الیہ تعالیٰ من حیث ہو حرکہ والی العبد من حیث ہو زنا و نحوہ (الی ان قال) و کفی فی التخصیص لتسبیح ہذا الامور الواحد اعنی العزم المسم وما سواک

مسا لا یحصی من الافعال الجبریة والتروک کلہا مخلوقہ اللہ تعالیٰ متاثرہ عن قدرہ ابتداء بلا واسطۃ القدیرۃ الحادثة المتاثرۃ عن دہ نہ تدلی واللہ سبحانہ و تعالیٰ اعم سائرہ کے بین سے کسی تا فہم کو دھوکا نہ ہو کہ یہ خفیہ کا مذہب ہے یا شا بلکہ ان کا مذہب وہ ہے جو ان کے امام امام ائمہ لانا م سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقد اکبر و صایا شہ شریف میں تصریح فرمائی کہ افعال عبد جمیع و تمام و کمال با تخصیص و بلا تشنا مخلوق الہی میں خود سائرہ کے لفظ سات تار سے میں کہ یہ ایک طبع زاد بحث ہے نہ کہ مذہب منقول بلکہ نئے واقع یہ صاحب سائرہ لا بھی عقیدہ نہیں بحث عقیدہ نہیں ہوتی عقیدہ یوں ہیں کہ جاتا کہ کوئی کہنے والا کہہ سکتا ہے ان کا عقیدہ وہی ہے جو اصل مسئلہ یہاں بیان کیا در آخر کتاب عقیدہ اہل سنت و جماعت کی نہرست میں لکھا یہ سب عبارات عنقریب انشاء اللہ مذکور ہوتی ہیں یہاں مجھے میں بحث کا ناموتوبہ و بے حاصل ہو تا بتا نا ہے جو ضرورت اس بحث کی بین کہ اس کا بادیہ تعالیٰ شانی و کافی جواب فقیر کے رسالہ تلخیص الصدور کا بیان المقدس سے کہ تحفہ منیر میں طبع ہوئے گا اور میں بحث کا تاغیدہ ہے فرمونا اس حاشیہ سے واضح جو فقیر نے یہاں اس سائرہ پر لکھا وہ یہ ہے قولہ فاذا و احد العبد ذلت العزم اقول معد اللہ ان نقول بان العبد یخلق شیئا و احد و لا عشر عشر معشار شیء الا لہ الخلق و الا مرتد اللہ رب العالمین و ان یخلق کس لا یخلق ما کان ہم العبدۃ ہن من خالق ہن اللہ و کنون ہذا قبل بالعبیۃ الی مقدسرات اللہ تعالیٰ لا یحدی نقد نہ کہ کثیر تیرے نفسہ جدا فان الانسان لا یحصی مالہ من العنایات فیوم واحد ذکعت فی عمرہ ذکعت عمر اثم الاولین والآخرین من الامم و الجن و الملائ و غیرہم شعہ ہذا اکثرۃ النقی نفس و دن عد بعضہا الا عاز عن مخلوقات العنیز الفعار بلا واسطۃ و تدخل فی مخلوقات العبد یتکون جواب ہل من خالق غیر اللہ یا لا یجاب و العباد باللہ ای بلی ہذاک الوہ مؤلفۃ خالقون غیر اللہ و لم تثبت المعتزلة ادر من ہذا ذنم علیہم اثباتہم نہ نوح و در اللہ و غیرہم ہر محمد اللہ تعالیٰ قائلین ہم اقبہ من

المجوس حيث ان المجوس لم يقولوا الا بخالفين اثنين هما اثبتوا الاشياء كما واحد المعزلة
 اثبتوا ما كان لا يخصى وذلك بها مما قال بحق لعدم فعله لا جديري وكان قد رآه
 من غير وجه العرفه و لا فعل سواء من سائر الاشياء كغيره من العرفه كغيره من العرفه
 على فعله تصرفه لا يعلم قال سدد ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري
 معتر غير ثم من ذلك تصرفه سدد ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري
 بتصرفه سري من ذلك وهو تصرفه فلا خلاف في تصرفه سري من ذلك وهو تصرفه
 بالتصنيف به يكفى سدد ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 بالتصنيف به يكفى سدد ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 اما عند سري فصنف بين سريين اى لايات الباطنة باختصاص الحق به
 تعالى بموجبات تحتل تخصيصه وقد اوجب جعله اذ سري في العموم فيها
 تستمر المحرر المحقق مستلزم لصياح التكليف وطلال الامور والحق وتعلق
 بقدره بل لا يشري كذا تقوية الاشاعرة لا بدفعه لان موجب المحرر
 سوى لا تأثر بقدره سدد ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 في مخر السرد من ذلك تصرفه مستلزم حل تحت الحكم المعجم اذ قول
 فيما كان يحجم له التخصيص بل النظر فيه مما استلزم بتوفيق الله
 تعالى فانقول او لا بل لايات عمومات لا تحتل التخصيص لا جامع انهم السند
 على احوالها على سدد ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 يتصور كون سدد ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 كان في سري مما فلا ساقط من الصحابة او التابعين او من بعدهم
 من ثمة السند المستند من قبل حدوث هؤلاء المتأخرين يكون فيه ان
 لعدم ايصاف سري من الحق والابجاد ولن ياتي به حتى يوجب العار ظان
 ويكن بتكليف سري جامع ما بقارى الى هذا اى لا جامع قائم على عدم التخصيص
 بذلك العزم ايضا غير محرم من الحكم وثانياً لاحاجة سالى تخصيص النصوص

صحة ما عليه من ذلك بان الحكم على كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه

وتنت مصب اربعة الوجود من لا وجود له في حدوده من سدد ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 على سري من سريين اى لايات الباطنة باختصاص الحق به تعالى بموجبات تحتل تخصيصه وقد اوجب جعله اذ سري في العموم فيها
 دون الوجود كما هو مذهب الامام في كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 لكن لا في الوجود بل في حال سريته على وجود وقد سدد ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 داهمن في ان سريته في التصديق لا وجود له لا موجود ولا معدوم
 هو من الامور باعتبار سريته كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 تعطى كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 بوجوده هو حدث لا حدث من سريين اى لايات الباطنة باختصاص الحق به تعالى بموجبات تحتل تخصيصه وقد اوجب جعله اذ سري في العموم فيها
 وعنه تدوير كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 سريين اى لايات الباطنة باختصاص الحق به تعالى بموجبات تحتل تخصيصه وقد اوجب جعله اذ سري في العموم فيها
 من الله ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 موج ما على كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 تخصيصه من سريين اى لايات الباطنة باختصاص الحق به تعالى بموجبات تحتل تخصيصه وقد اوجب جعله اذ سري في العموم فيها
 فيه فتارة يشته وتارة لا يشته كما في السواد من سريين اى لايات الباطنة باختصاص الحق به تعالى بموجبات تحتل تخصيصه وقد اوجب جعله اذ سري في العموم فيها
 القرويين بل الكلام في سريته كرم الله تعالى وجهه عرف سري من ذلك وهو تصرفه
 كتب المتأخرين هو هذا التدوير اى ان القدرة الجادشة شرافه القصد
 اما انه حق ويجاد والنصوص معصية فلا لا يوجد هذا لا يجوز
 مال الامام صدر استرعية في الوصية عند ما استمرع وسعة في الوصية
 التقيح والاصل ان متساويين سريين اى لايات الباطنة باختصاص الحق به تعالى بموجبات تحتل تخصيصه وقد اوجب جعله اذ سري في العموم فيها
 الابداد واسكوب فلا خلاف ولا يكون الا الله تعالى لكن يقولون بل بعد قدرة
 ما على وجه لا سري من وجود امر حقيقي لم يكن بل مما تخلف بقدره
 العيب والاصناف فقط كنعين احداً متساويين وترجيحه هههه
 نعره يح في ان مذهب الحنفية على خلاف ما يحب المحقق وبولا سريته

بكلام على مولى لا تكذب بقلبي به الله لا نقصا عنه بقدرية الله ثم ما به
 فوسم ان الحاجة ان تصحيح التكليف الله و. بخزاع تودى في ذلك ولا يبد
 فهو تندفع لتسئ و حد وهو الغرض فم جميع لا عدال بحالقة الغد
 وبمري همد. ق طع بهم لا يلهيهم لخرور عه هدا دقل الامام محمد
 السنوي رحمه الله تعالى في شرح م سراهين مقدمه في موحيد و
 بالحقه يعبرون. الكتاب كنه سيجل منها. لا اختراع لا توماس جميعها
 محقق موب حل رعر ومفسر. ليه اسد الا فقاسر استدعود ما بلا
 وسطه شهد سهد سراهين العمل ودل عليه الكتاب والسنة واجماع
 السلف انصاح بل ظهور السدع ولا نصم باديك ما سقله بعض من ادع
 سعل. لعب واستعمل عن مذهب بعض اهل السنة مما يخالف ما ذكرنا
 ذلك فشد بدث على ما ذكر ما به هو الحق الذي لا شدة به ولا يصح غيره والخط
 فتوكل ان سماع بطل نفس سعيد. وتمت استاء الله تعالى طبار سبيدا
 والله المستعان. ه ذر محسبه لغاصر محمد بدسوي شار بهذا التلثه
 اقوان نقب عن هل اسسه قول احد من ستر قدسرة العبد في حال الفعل
 دبول لا سدد لاسمراشي نور في عسار لان لا سداد لا يقول. لا حوال و
 فون امام الحرمين في ذات الفعل على وفق مشيئة الرب وهذه الاقوال غير
 صحيحة لحد لغتها لاجماع السلف اذ صالح فان قلب كيف يصح من هؤلاء الائمة
 بخلافه الا جماع فتت قل في شرح. الكبري لا يصح نسبتها لله بدعي مكدوبة
 عزم دث صحت وبه فابوة في ماطرة مع امعرتة حر اسها بعدل اه لمحقنا
 اقول اما بحالقة ما نقل عن ابي المعالي للاجماع خطا همد وند صرح به جلالة
 كما استعمل. م قول امام اهل السنة والذلي والاسناد الامام ابي الحسن على
 ما نقل همد فليس به سرائحه خلاف ما استمر عليه الاجماع والاتفاق لما
 علمت به ليس في سئ من. لا يحد وانكوي على الاطلاق وقال العلامة في

شرح المقاصد المشهور في بيان القوم والمذكور في كتبهم ان مذهب امام
 الحرمين ان فعل العبد واقع بقدرته واسراده كبا هو سري لحكماء وهد
 خلاف ما صرح به الامام فيما دفع اليها من كتبه قال في الاسرار اتفاق ائمة
 السلف بل ظهور السدع والاهواء على ان الحائق هو الله ولا خائق سواك
 ان الحوادث كلها حدثت بقدررة الله تعالى من غير فرق بين ما يتعلق بقدررة
 العبادية ومن ما لا يتعلق فان فعل الصفة تسئ لا يستلزم تاثيرها فيه كاعلم
 بالمعبرم ولا شدة فعل لغير بالقدررة الحوادث لا تؤثر في مقدورها اصلا

له اقول ارادة العبد العبد وان لم تكن من الارادة المحبوبة عنها معنى صفة من
 شايها تحصيل احد لمقدور من كما لا يحصى بل معنى المحبة والهيوى كنه يريد
 لا سبب صاح بصفات اخر لا توى به وكما نعم تم بتفصيل الفعل بحسب
 يكون اذ صرح واطهر والا ارادة فعل نفسه ايضا غير مؤثرة في الفعل بها
 شايها المحسوس والتاثير شان القدسرة كما نص عليه في المسابرة غير انه يتجه
 لهم الجواب بان كلام في القدسرة وليس من شايها. لا تاثير عند فعل الارادة
 اما لعدم والارادة لمعقول عن التاثير وكانه لهذا عدل عنه الامام حجة لا سلا
 في قواعد المعاشد باستند بعض القدسرة اذ يقول وليس من صرورة نفس القدسرة
 بالمقدور ان يكون باختراع فقط ه قدسرة الله تعالى متعققة في الاسرل بالعالم
 ولم يحص الاسراع بها ذلك وعند الاختراع متعلق به بوجه اخر من التعق
 فبطل ان القدسرة مختص بايجاد المقدور. ه فانت تعلم ان لقدسرة. ه تؤثر
 على وفق الارادة واما تعلقت الارادة في الاسرل ان توجد. لكاتب في اوقاتها
 المحبوسه بما لا يرل فلا نسلم ان القدسرة تعلقت مع العرا عن لا خترع
 بل اثرت واحرعت على وفق الارادة اما ههنا فتعق بلا شرا اصلا فلم
 تكن الا ماسلا مستمى ولغها لا معنى وهذا حاصل ما ماقتنه في (و في مشاير)

و نقب المعتزلة ومن تابعهم من اهل الزيغ على ان العباد موجدون لا فاعلهم
مختارون بها فقد رآهم ثم المعتقد من مذهبهم كانوا يسمون من تسميه الصمد

بقرينة قوله ١٤٣ مسطرة قول لا يرى هذه العقيدة تفك الا باحد مسرين
الاول ليست بعدد ما يؤثر حتى ويومع لا يرد ولا محمد عبد المعبود ايضا
لا يرى ان كفرة يدبو جهنم في يد الله تعالى عليه وسلم وهو
م ياتر دهره الله يدس كره يعظمه في بعدرة صفة من شامها التأثير ونوتر
مع لا ردة بولا مانع ونه في المسطرة لا شرح المسطرة اعلم ان الاستعمارية
لا سمون عن العندرة الحادثة الا بتأثير فعل لا لقولا لان العندرة الحادثة
عندهم صفة شامها تأثير والايحاء لكن تختلف ترها في اعدل العباد مانع هو
تعلق بدراسة الله تعالى فيجادها كما حصل في شرح المقاصد وغيرها اه قلب وصرح
به الا مدي ثم رأيت في شرح المقاصد من بحث العندرة الحادثة من مقصد
الاعراض نسبة له واما مات تحقيق يزيد في ما مر اقول وفيه حراء ذو الغيب
لا يبعد شبيه ولا يسكن اليه والا كان كل انسان بل كل حيوان ولو س ما يكون
واصعقه ودراسة على الخلق والاعباد وان لم يبق له دابة لغرض مانع وهو سقفة
الخلق لا يقدرون على فعل الاشعة الا بعد موافق يد يلهم ان يودر لعبد على
فعله مقدس على خلق الاحسام والحق هو انه لا يصح سوى لحدوت والامكان وهو ما
مستركا احتراهم قائلين ان كل انسان وحيوان حتى الحمار والديدان بقدره على
خلق السموت والارض وان لم يقع لهم لسقفة خلق الله تعالى وقد نص الاستعمارية ان
ليس بعيد من الفعل الا المحلية فتدبر وصف والتاثير الحادثة تحدث ولا فاعل
وكفي به تاثير ادهد هو لدى من يحميه والقاصي والاكساد وجمعا من المحققين على القول
بان للحادثة تاثيرا يبادون الوجود والحق ان العقل لا يستقل بادراسة تلك الحقائق
فمن عااني به الصراخ وشهدت به المصيرية وادى اليه البرهان (ان شاء الله)

حاشا لقب عهدهم جمع سب على انه لا حائق الا الله تعالى وحقوا لمتأخرون
تسموا العبد خالق على حقيقته هذا كلامه به او مراد الله الاصحاب واحلب عن
شبه المعتزلة وبلغ في لرد عليهم وعلى الجهورية وبتت للعبد كساد قدس را
معاصرة لفعل غير مؤثرة فيه ه ههنا صرح نص على ان معتقدا رحمه
الله تعالى هو معتقد اهل السنة سواء من حدتس را اسطرة اقول
ويكن العبد كل لمحب من لعلامه بحر العنوم الاكوى عفايته تعالى عدايته
حيث في لغو في ما في المسطرة مع صريحة فيها قلله مسطر بانه ذو ما جهوا
في معتزلة بل هو لا محالة انصار ان لا مكان يس من سارة د صفة وجود
ان من هو في نفسه صمد لا يد محمد حتى يوتعبه في لغو كاش ولا كيف
يقدر على ايحاء الا بعد من غير خلاف النظام لا حود وهدد ههنا من له دن
حدس من صفت لدية لا يخلق من لا يخلق الله به نور دهره نور و
عند اهل الحق صمد انصافه لدن هم ههنا نسبة مادون نفسهم في
سيرة الله بالحدود لا كره به بدراسة كاسته فقط لا حاشية في كسب رضى
مع ههنا بان جعل التمسك في طر الدواب حاشية ثم مع ان قول مستير
في امر اعساري كان عمر في عيسى وفذ كان يديه هو بنفسه على وحد كان و
لم تتعقبه ان كان مجناس ولا يد فكان احذر ما عليه جمع من المحققين ودين
فيه مخالفة نص ولا اجتماع دلي واخرى وكان الله فعد ما مر به ههنا رخصه

نه استعمله بمعنى المحسوس هو معنى التمسك والله تعالى ان يكون احد كلا عبيد
ثم لعله من خطأ الناحية والوجه الالهية ١٧ من رضى الله عنه
بمعنى جارية من ان الفرق بين الانسان والحمار في بعض دارا تدش واستعودوا بهبوط
الوشة والسقوط بدعي وان ليس للانسان الاماسي و لا خالق تسمى الا العلى الاعلى ان ريشه
لانسان الاعمى الله تعالى ولا يريد على ههنا ولا نعظم عمر ان قدس على ساحتها والله بها دى
رمى ندم

التحقق العلامة بكمال بن أبي شريف ومن سائرهم ما يتبعه رحمه الله تعالى بكنه إشار
 بعدة إلى ن هـ حلات ما عليه، هل، اسمه حسب ما في المسامرة عند قول
 المصنف قدس بن المكلف احتيارا أو غير ما تضمن ما تضمنه (حتى، على ما عليه
 أهل السنة) وحرما، على ما حتمه المصنف هـ بـ بـ لا، لاح، العلامة الزين
 ويطويع في تتبعه على المسامرة لم يرض به من أول الأمر وقال لطريق الذي سلكه
 المصنف أنه مرضى عنه لا يرفع لغيره لم يردعه كما سأسد عليه ثم أورد
 طريقا حتمه العلامة بعد سرى في مقصود وحرمة ومحصله هو تشرع
 الاعتباري وبولاعه ملة لمعام لاوردته مع ما يرد عليه أقول وما ذكرنا
 ظهر أن المقول من ما سارة في المسامرة وقصص به لقاضي كالمعروف من العرب
 ولشرق فيما قبل في مسامرة بن حاصل كلام المصنف رحمه الله تعالى يعول على
 مذهب الفقهاء في التقاضي لم يردعه في السرى في سحر الرد من الأهرم فقال
 ما حتمه هو أسلافنا في من أمه هل السنة أجم بما لا دعه له نعم، ما دافعه في
 حفظ وهو به يكون مسووا به تعالى من حيث هو حرمة ذاتي لعدم
 حيث هو سرور ونحوه ونسب القاضي قدس سره الله تعالى تعين أصل العمل وندرك
 بعد توصفه من كونه طاعة أو معصية فمعنى ما سارة القدرتين مختلف
 كما في نظم السيرة وما أيد أرواحات النظم واجهه قدس سره الله تعالى وتأثيره
 وكونه طاعة على الأول ومعصية على الثاني بقدرة العبد وتأثير لتعلق ذلك
 بغيره من تضمن هـ بـ الاستتراك في نسبة صفة الفعل إلى تأثير بقدرة العبد
 ومن ما دعي المحقق من خلقه عمره أقول ما ذكرنا من أن الصفة أترسدة
 بعد حوان لا مربية بكنه على الوجه الذي فهم المصنف بل الأمر أن المولى تعالى
 أجرى سيرة ما أسند إذا أسرد فعلا يخلق الله تعالى فيه ما لا سارة بحقوق
 الله تعالى والعقل بخلق الله تعالى وليس لعدم من الخلق شيء بكن كقول العقل
 أسرد ما يتوقف على أسرد العبد توهم عقوب قطعيا إذ لو خلق الله فيه العقل

من دون أن يخلق فيه أسردة له بكان كحرمة المحرم بالتحريك فلم يكن أسردا والفعل
 لا يكون طاعة ولا معصية إلا إذا كان أسردا بهذا الصفة بفعل لا يحصل لا
 ما أسردنا أي يكونه معصيا بالأسردة خلق الله تعالى فينا ولو لا ذلك لم يكن طاعة
 ولا معصية قطعيا فهم أن سارة المحقق ذكر في التمهيد أما المعصية والكسب صرف
 القدسية المعنوية إلى القصد لمعظم ما شره في القصد وبحسن سبحانه لفعل عدة
 بالعادة فإن كان بقصد حال غير موجود ولا معدوم ليس بخلق وعليه حمم من
 المحققين وعلى بعيد كذا (أي ليس الكسب بخلق بضا، على ما قيد (أي قول
 صدر الشريعة) الحسن يعبر به بمقدور لا في مجرد القدسية وبصريح، بمراد، بقادر
 ما إيجاد أسدور الكسب يعبر به في محلهما ولا صرح بمرادة ما إيجادا وبوطنت
 هذه التمهيد (بمن الحسن والكسب) على قدس سره (أي بخلافه) وحسب
 تخصيص القصد المعظم من عموم الخلق بالفعل هـ باحتمال ما يريد ما بين
 الهلالين من شرحه التمهيد والتجديد لتأنيده المحقق أن أمير حاج رحمه الله
 الله تعالى فقد كان اللون البين بين ما تحته في مسامرة وبين ما ذهب إليه
 الأمام القاضي وظهرت بخلق الله تعالى منه على فائدة تعيسة وهو أن كسب
 كسبت على المسامرة قدس سره، بخلاف سائر ما تضمنه من المصنف رحمه
 الله تعالى سجع عنه آدم بذكره في تدلكه ما يعتمد لا ما عليه هل السنة
 كما سأتى ورحموا المولى سبحانه وتعالى جعل هذا، لعله، الواحدة وأب
 عظمت مغمورة بها أولا من بخار الحسنيات، المحملة وسأل الله الثبات على
 الحق وهذا الصواب في كل صواب وصلى الله تعالى على سيدنا محمد وآله و
 سلم الله آمين اه نعمد الله تعالى قد حق الله سبحانه في دهره رجوع المحقق
 عن احتياص ما تحته أدعائه ههنا على قدس سره، بمرادة بين الحق والكسب
 وصرح بطلان أن قدس سره فادأبطل المبني وحسب نهضم البناء والله الحمد و
 تصديق التمهيد ما خرج عن راييف المسامرة كما لا يخفى على من طالعته ذلك

قوله تعالى ثبت الله الذين آمنوا بالقول الثابت في الحياة الدنيا وفي
 الآخرة والمحبة لله سب الغلمين أصا ما اورد الشيخ القزويني على
 الامام اني بكر الباقلا في كماله في البواقيت الامام الشعراني مقبلا عليه
 انه يقال له هذه الحال مقدورة لله تعالى ام لا على الثاني لا محالة
 تكون مقدورة للعبد وهو مذهب المعتزلة بعينه وعلى الاول
 لم يكن للعبد شيء البتة وذلك هو مذهب الجبرية بعينه فلا
 ناسطة للثبات بالحال اه باختصار اقول ذلك شكاة ظاهرة عنك
 عارها لا اما بترأي ظاهرا ان هذا سوال عام الورود لا يحصى عنه
 لشي من الاقوال فسان من اثبت المقدرة المحادثة تأشير ما في شيء
 من عين احوال فيقال له كما قلتم فان قال ان ذلك الشيء ليس مقدور
 لله تعالى فهو الاعتزال او قال مقدور له لم يبق للعبد شيء وهو الجبر
 ومن لم يثبت كساد ثما الاشعرية فقد افهم بالشق الاخير من الاول
 فيقال اذن لا شيء للعبد البتة فهو الجبر بعينه وذلك لانه انما يريد
 انكساراتهم الى هذا لثما للجبر فاذا اعترفتم انه واقع بقدرته الله تعالى
 لا بقدره العبد لا استحالة اجتماع مؤثرين على اثر فقد انتهى للمجاء
 ولزم القرار على ما منه الفراس فالمعنى هو الجبر بعينه عندكم بل لما
 اقول يختار انه مقدور الله تعالى بل ومراة ايضا لكن اراد ان
 يريد العبد فيكون فلا جبرا ولا اعتزال والى منى هذا انجم ما في
 المسيرة غاية ما فيه انه تعالى اقدره على بعض مقدوراته تعالى
 كما انه اعلمنا بعض معارماته سبحانه تفضلا الخ وبالجمل لا تنافي
 بين كونه مقدور الله تعالى ومقدور العبد باستدراة حتى
 يقال لم يكن للعبد شيء وايضا لا يلزم من كونها مقدورة للعبد
 الاعتزال لانهم يقولون بخالفية العبد والمخلق اناضة الوجود

والحال غير موجود هذا وليعلم اني لا اسيد بالدفاع عن هذا القول
 ان قول به انما اقول اني لا اعلم ما يلزمه من نص اد اجماع وقد ساد ان
 ههنا ثلثة اشياء رجال بين عيشين ارادة العبد وفعله وتعلقها به
 فان لم يكن للعبد مدخل في شيء من ذلك خرج من البين قطعاً و
 هو الجبر حقا كما الزم به الحنفية الاشعرية بل قد نصت الاشعرية
 انفسهم في بحث عقلية الحسن والقبح ان فعل العبد اضطر اري غير
 اختياري فوجب ان لا يوصف بحسن ولا قبح عقلاً ونص

الامام ابو الحسن الاشعري ان العبد محمل

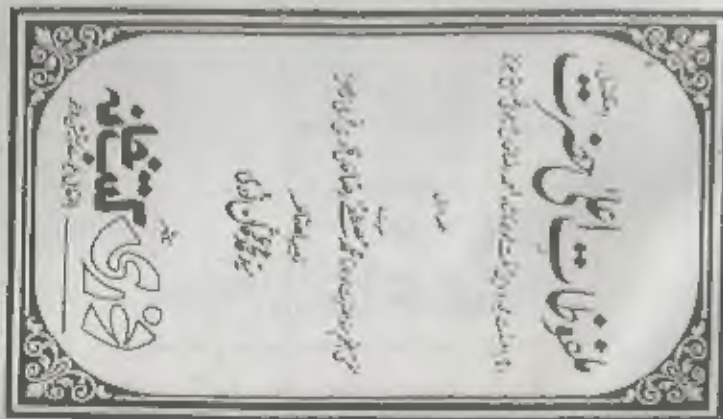
الفعل فحسب وحرم كبراء الاشاعر

كالامام الفخر والعلامة

سعد في آخرين

النا

الملل هو الجبر



کتاب خانہ

۳۸۰۰ سے زائد سوالات کے جواب

اسلامی معلومات کا انسائیکلو پیڈیا

علامہ سراج احمد سراج قادری

نوری کتب خانہ لاہور



نوئی
کتاب خانہ

اپنی مطبوعات کی روشنی میں

NOORI KUTAB KHANA

Opp. Railway Station, Lahore Pakistan.

Tel: 6366385